اسوقت پہونچے کہ ابہام پکار رہا ہو کہ اے فرقۂ خدا پرستان وای زبردستان کوئی میرے مقابلے مین
نہین آتا کہ آواز آئی او بیحیا مین تیرے مقابلے مین آتا ہون کیون اسقدر زیادہ بلبلاتا ہی ساتھ والون
نے عادل کے دیکھا کہ فرہاد خان گینڈے کو اڑاتے ہوے آتا ہو اور مقابلۂ ابہام مین پہونچے
ابہام نے ہاتھ تلوار کا مارا فرہاد خان نے چوبدست پر روکا روک کر وار کیا چوبدست جو پڑی ابہام
نے سپر آگے کی مگر چوبدست جو پڑی ابہام کا ہاتھ کانپا سپر سر پر آئی سر گردن مین گردن سینے مین اور
سینہ شکم مین ایک تھالا خون کا معلوم ہوتا تھا فرہاد خان مار کر ابہام کو فوج پر جا پڑا اسلام زمان
عادل بھی پہونچے مار کر سب کو بھگا دیا سب کو شکست دیکر فرہاد خان نے مال و اسباب لٹوا لیا اور
بر فتح و فیروزی پلٹے آکر عادل سے ملاقات کی کہا بھائی صاحب آپ نے کیون تکلیف فرمائی ایسا
نہو کر صاحبقران کے خلاف ہو فرہاد نے کہا ہم ملازم قدیم ہین جو چاہین ہمکو سزا دین مگر افسوس
یہ تھا کہ بھائی کا لشکر تباہ ہوتا ہی کیونکر نہ آتے اگر اس خطا پر صاحبقران ہمکو نکال دینگے تو ہمکو قبول ہی
کیا عجب ہو کہ والد نامدار پر بھی خفگی ہو یہ کہکر فرہاد خان پلٹے یہان ہرکارے نے صاحبقران کو پرچہ
دیا کہ فرہاد خان نے جاکر ابہام خارا شگن کو مارا اور عادل شیر دل کی مدد کی اب لشکر مین
آتے ہین صاحبقران نے فرمایا اے مقبل جاکر فرہاد خان کو روک دو کہ ہمارے لشکر مین نہ آئین مقبل
نے کنارے پر لشکر کے جاکر فرہاد خان کو روکا فرہاد خان نے کہا اے مقبل انصاف کرو کہ بھائی قتل
ہوتا تھا مین کیونکر مدد کو نہ جاتا تم مجھکو صاحبقران کے سامنے لے چلو مین عذر کرونگا مقبل نے کہا یہ
حکم نہین ہی یہی ارشاد فرمایا ہو کہ فرہاد خان کو جاکر روکو جنکی مدد کو گئے تھے انھین کے پاس رہو
فرہاد خان ناچار پلٹا بارگاہ عادل مین آیا عادل نے پوچھا کیا ہوا فرہاد خان نے کہا مین بھی شامل
تمھارے نکالا گیا اب تمھارے ساتھ ہین جو کہو وہ بجا لائین عادل نے کہا بھائی یہ تمھارا گھر ہی میری
آنکھون پر رہو مین خدمتگزاری کرونگا بلکہ تمھارے آنے سے تسکین ہوئی کوئی افسر کلان نہ تھا
اب مجھے تسکین و ڈھارس ہوئی کہ آپ سرپرست ہین غرض مراد یہ ہو کہ فرہاد خان و عادل اسی
مقام پر رہے یہ خبر ہرکارون نے شنکال کو پہونچائی کہ دو سردار حمزہ کے اور دو عیار نکالدیے
گئے صاحبقران کے لشکر مین انتشار ہی شنکال طرف وزیرون کے پلٹا وزیر کامل کہ دست راست
پر بیٹھا ہو اسنے سر جھکایا شنکال نے کہا اے آہوان صحرا النور دیہان سے جاؤ اور دونون سردار

جو بارگاہ سے حمزہ کی نکالے گئے ہین انکو گرفتار کر لاؤ صحرا نورد اُٹھا کہا مین ابھی لایا صحن بارگاہ مین
آکر سحر کیا کہ بازوون پر پر پیدا ہوے اُڑتا ہوا چلا یہان وہ وقت ہو کہ عادل و فرہاد خان کرسیون
پر بیٹھے ہین کمیدان رسالدار حاضر دربار ہین ذکر ہو رہا ہو کہ دیکھیے ہم لوگون کی صفائی کیونکر ہو یقین
ہو خواجہ آکر اس مقدمے کو صاف کرین انکو مزاج مین صاحبقران کے دخل ہو ایسے وقت کہین گے
کہ صاحبقران قبول فرمائین کہ آسمان پر برق چمکی اور صحرا نورد بارگاہ مین آیا اکڑتا ہوا سامنے پہونچا
اور دونون جوانون کو اُٹھا لیا اور منھ سے دھوان چھوڑا کہ بارگاہ مین اندھیرا ہو گیا سب سردار
ٹکرانے لگے اور صحرا نورد لیکر چلا گیا اور سامنے شنکال کے لایا بڑا ناز کرتا تھا کہتا تھا کہ بارگاہ مین
گھس گیا دونون کو اُٹھا لایا کوئی معترض نہ ہوا مشہور ہو کہ مسلمان ساحر کو مار ڈالتے ہین مگر میرے
مقابلے مین کوئی نہ اُٹھا شنکال نے کہا اے صحرا نورد صاحبقران یا بادشاہ کو لاؤ تو البتہ معلوم ہو
صحرا نورد نے کہا ابھی جاتا ہون اور حمزہ کو لاتا ہون یہ کہکر صحرا نورد چلا ایسا جوش مین تھا کہ لشکر
مین ٹہلتا ہوا دربار گاہ پر پہونچا پہلوان عادی جو بیٹھے تھے اُنھون نے آواز دی کون آتا ہو یہ دربار
صاحبقران ہو صحرا نورد نے نعرہ کیا کہ ہم آہوان صحرا نورد او ورگہ سالار چپکا بیٹھا رہ زبان نہ ہلا
ورنہ دیوانہ بنا دونگا عادی خاموش ہو گئے صحرا نورد اندر پہونچا دیکھا صاحبقران دنگل شوکت
پر بیٹھے ہین اور گرد سرداران نامی مثل لندھور و مالک و بہرام وغیرہ اپنے اپنے مقام پر بیٹھے
ہین صحرا نورد نے صاحبقران پر سحر کیا کہ آگ برسنے لگی صاحبقران نے اسم اعظم الٰہی ورد زبان کیا
سب آگ موقوف ہو گئی صحرا نورد نے ہاتھ سے اشارہ کیا ہوا ٹھنڈی چلی مگر امیر پر تاثیر نہ ہوئی صحرا نورد
سمجھا کہ مین نے سحر کیا اب ہاتھ پانون بیکار ہو گئے ہونگے بڑھا کہ صاحبقران کو اُٹھا لون جیسے ہی
اپنے قریب آکر ہاتھ بڑھایا امیر نے کلائی تھام کر ایک طمانچہ مارا کہ سر صحرا نورد کا اُڑ گیا مگر یہان
فرہاد خان و عادل دربار مین شنکال کے بیٹھے تھے سحر مین صحرا نورد کے مبتلا تھے جب یہان صحرا نورد
مارا گیا اُن دونون کے اوپر سے سحر اُتر گیا دونون جوان نعرہ کرکے اُٹھے کئی ساحرون کو چیر کر پھینکدیا
اُنکے مرنے کا اندھیرا ہوا اُس اندھیرے مین یہ دونون جوان لڑتے ہوے باہر نکلے باہر ساحرون نے
گھیرا اور سحر کرکے گرفتار کر لیا کشان کشان سامنے شنکال کے لائے شنکال نے کہا بڑا غضب ہوا
میرا وزیر مارا گیا مین منع کرتا تھا کہ حمزہ کو لینے نہ جا مگر وہ ان دونون کو لا کر ایسا مغرور ہوا کہ آخر کو

مارا گیا ای چالاک جادو لیجا کر انکو اُس مقام پر قید کرو جہان سلماے صرجمال و جہانگیر قید ہین اور
مکدر بیٹھے ہین کہ فرہاد خان اور عادل شیردل آکر پہونچے اور اسی قید خانے مین آکر قید ہوے
جہانگیر نے پوچھا ای فرزند لندھور و ای عادل شیردل تم کیونکر قید ہوے دونون نے بیان کیا
کہ صاحبقران ہمسے ناخوش ہوے برق نے یہ سارا فساد برپا کیا اور ایک ساحر ہمارے دربار
سے بھکولے آیا ہمنے سُنا ہو کہ وزیر شنکال بھکولے آیا تھا مگر وہ دربار مین صاحبقران کے جا کر مارا گیا تب ہم لوگ
رہا ہو گئے تھے اور دربار شنکال سے نکل گئے تھے مگر باہر جا کر قید ہوے ساحرون نے سحر کیا
ہمارے ہاتھ پانوُن بیکار ہوے مگر خدا کا شکر کرتے ہین کہ قبلہ و کعبہ سے جدا ہو کر جنگل مین رہتے
ہین کیا کیا جفائین سنتے ہین اُس حال سے یہ رنگ ہمارے واسطے بہتر ہی کہ ہم قید مین رہے آقا
رہا کرینگے صفائی بھی ہو جائیگی یہ لوگ تو قید خانے ہین ہین کہ ذکر انکا تحریر ہوگا مگر صاحبقران زمان
نے اول مکتوب منگایا کہ جو خواب مین مرحمت ہوا تھا اُسکو جو دیکھا تو یہ مضمون نکلا کہ اول کوہ بیستون
کی سیر کیجیے اُسکی فتح کے بعد قلعۂ طلسمی ملیگا تب اُسمین داخلہ ہوگا صاحبقران یہ حکم دیکھکر طرف کوہ
بیستون کے چلے بیستون جادو اپنے دربار مین بیٹھا تھا کہ ایک زاغ نے آکر کانوُن کانوُن
کی بیستون نے کہا کہ بڑا غضب ہوا کہ طلسم کشا اِسطرت آتا ہی کوئی ہم مین ایسا ہی کہ جا کر صاحبقران
کو روکے اور اِسطرف نہ آنے دے یہ سُنتے ہی قیلاس سپر گردان اپنے مقام سے یہ کہکر اُٹھا کہ
جا کر اول لشکر حمزہ کو تباہ کرون اُسکے بعد حمزہ کو روکون قیلاس نے اول ایک آہو بنا کر چھوڑ دیا
اور کہا جا کر حمزہ کو بھٹکانا اور آپ طرف لشکر کے چلا یہان لشکر صاحبقران اُنتی صحرا مین فروکش ہو
کہ قیلاس نے آکر ایک گولہ مارا تمام لشکر مین دھوان چھا گیا اور بخوف بارگاہ مین آیا لندھور اور
مالک کو اُٹھا لیا اور لیکر چلا دونون کو پنجے مین دبائے ہوے ٹہلتا ہوا جاتا ہی اور چہار جانب
دیکھتا ہوا لیکن لشکر اسلام پر دھوان چھایا ہوا ہی سب لشکر بیقرار ہی مگر قیلاس مالک و لندھور
کو لیے ہوے دربار شنکال مین آیا کہا یہ دونون سردار موجود ہین اِنکو حمزہ سے لڑوا لیے شنکال
نے لندھور پر سحر کیا کہ لندھور پر سحر کیا کہ لندھور قدمون پر شنکال کے گرے اور کہا ای شہنشاہ
جو حکم دیجیے وہ بجا لاوُن شنکال نے پانچ ہزار ساحر ساتھ کیے اور کہا جا کر صاحبقران کو روکو
لندھور روکنے کو امیر کے چلے اور مالک جا کر پاس جہانگیر کے قید ہوے قیلاس پھرا ہوا

آتا تھا کہ کان مین آواز آئی کہ کوئی خوش آواز بصد سوز و گداز یہ اشعار عاشقانہ گا رہا ہے نظم

نہ آنکھ دیکھ سکے جب وہ بے نقاب ہوا
تحیرِ نگہِ شوق خود حجاب ہوا

خجل جو پیکے مین اک ساغر شراب ہوا
سبو عرق سے بھرے کچھ یہ آب آب ہوا

وہ آئے گیا شب وعدہ قیامت آپہونچی
ستارہ بخت کا چمکا تو آفتاب ہوا

لگی نہ دیر جدائی مین دل کو پھر جاتے
نگاہ یار کی ٹھہری مرا شباب ہوا

سنبھالتے دلِ بیتاب کو فراق مین کیا
اثر نہ آہ مین ٹھہرا وہ اضطراب ہوا

لبون پہ جان جو آکر ٹھہر گئی دم نزع
کسی کے بوسون کا ارمان سدِ باب ہوا

نگاہ کہتی ہے اوسکی کہ اُٹھیے محفل سے
جو دل کو بار رہا کیا وہ بار یاب ہوا

ہماری آنکھون مین آنیکی آرزو ہی رہی
تمام عمر نہ بیدار بخت خواب ہوا

وہ مست ہون کہ مرے ہوش کے تجسس مین
بہت سا پیر خرابات بھی خراب ہوا

اگر بہشت ہے یا رب مقام آسایش
تو کوے یار مین مجھپر یہ کیون عذاب ہوا

مین کہکے آرزوے وصل آپ پچھتا تا
مرا سوال ہے گویا ترا جواب ہوا

نکالی آکے جوانی نے بھی نہ دل کی اُمنگ
بھلا ہوا کہ نہ شرمندۂ شباب ہوا

دلاسے دینکے کسی نے ستم کیا ہمپر
تسلیون سے جلال اور اضطراب ہوا

قیلابس نے جو یہ صداے دلفریب سُنی پلٹ کر دیکھا کہ ایک طفل کرتہ چکن کا پہنے ہوے مشروع کا پاجامہ دیوانہ وار آتا ہے قیلابس نے پکارا کہ میان صاحبزادے کہان جاتے ہو لڑکے نے کہا اسوقت مین بات نہین کر سکتا کہ میرا وقت حصول مطلب ہے بھٹی پر شراب کی جاؤنگا وہان گاؤنگا ہر ٹھمری پر وہ لوگ ایک پیسہ دیتے ہین چار چھ آنے جمع ہو جاتے ہین جا کر مادر مہربان کو دیتا ہون وہی وجہ معاش ہے باپ ہمارے تان رس خان کوٹھے سے گر پڑے اُنکا کولا اُتر گیا اب گھر کی بسر ہماری ذات سے ہے مان نے ہماری پتہ دبا ہے کہ بھٹی پر جا یا کرو قیلابس نے کہا تمھارا نام کیا ہے کہا کہ مجھکو تان نوڑ خان کہتے ہین قیلابس نے کہا ہم تمکو روپے دینگے ہمارے ساتھ چلو یہ کہکر روپیہ کمر سے نکالا اور لڑکے کے سامنے پھینکدیا لڑکے نے روپیہ دیکھکر منھ پھیر لیا کہا حضور ہمکو نہ بہلائیے ہم بیچینی کا روپیہ نہ لینگے ہمکو پیسے سے کام ہے آپ تو یہین سے

دھوکا کرتے ہین نہین معلوم مکان پر جاکر کیا آفت برپا ہو قیلاس سمجھ گیا کہ یہ لڑکا بیوقوف ہی کہ روپیہ نہین لیتا اور پیسے کا طالب ہی ہنسکر کہا میان صاحبزادے اس روپی کے بہت سے پیسے ملین گے لڑکے نے کہا مجھکو باتون مین نہ بہلائیے قیلاس بڑھا کہ ہاتھ لڑکے کا تھام لون وہ لڑکا سامنے سے بھاگا جنگل مین جاکر غائب ہوگیا قیلاس کو بڑا افسوس ہی کہ اس طفل کا گانا نہ سُنا اسی سوچ مین ایک جھیل پر آیا اور وہان ٹھہرا صحرا کی کیفیت دیکھ رہا ہی مگر صاحبقران زمان جو طرف کوہ بیستون کے چلے تھے ایک مقام پر آکر ٹھہرے سامنے دیکھا ایک قصر سیاہ دروازے پر اُسکے کئی سو زنگی بیٹھے ہین صاحبقران کو جو آتے ہوے دیکھا آپس مین اشارے کرنے لگے کہ طلسم کشا آگیا اسکو مارو کئی سو زنگی لینا لینا کہکر دوڑے صاحبقران زمان نے نعرہ کیا کہ باشید ای کافران بیحیا و ای نابکاران پُر دغا کیا تم لوگون کو چھوڑتا ہون نعرہ صاحبقران زمان

امیر عرب ضیغم روزگار
یکے تیغ عقرب یکے غو الجہام

بحکم خدا البتہ شمشیر چار
بن کافران از جہان پاک کرد

یکے تیغ صمصام و قمقام نام
سر سرکشان جملہ در خاک کرد

تلوار کھینچکر جا پڑے جس زنگی پر ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے مگر لاش غائب ہو جاتی ہی جب امیر نے دو چار زنگیونکو مارا اور خود زخمی ہوے مگر بشیرانہ لڑ رہے ہین وہ زنگی دور سے تیر مارتے ہین نیزے مار کر بھاگتے ہین خیال مین گزرا کہ مکتوب کو دیکھین مکتوب کو دیکھا اُسمین نوشتہ پایا کہ یہ مقام زندان حوالی طلسم ہی اکثر بندگان خدا یہان قید ہین اگر چاہتے ہو کہ یہ قیدی رہا ہون تو خیال کرکے دیکھو کہ سر قصر پر ایک طائر بیٹھا ہی اور آواز افسوس دے رہا ہی اسی کے سحر سے یہ زنگی لڑ رہے ہین تیر سے اُس طائر کو مارو جب زبان کھولے اسطرح تیر مارو کہ تیر جاکر دہن مین پڑے اور اگر تیر نے خطا کی تو وہ تیر پلٹ کر تمھارے سینے پر پڑیگا اور توڑ کر پشت کو پار گزریگا صاحبقران نے سر اٹھا کر دیکھا کہ ایک طائر ہفت رنگ سر قصر پر بیٹھا ہی آواز افسوس دے رہا ہی جب اُسنے منھ کھولا تو امیر نے تیر مارا حلق مین اُسکے پڑا کہ توڑ کر گدی کو پار گزرا اُس طائر نے ایک چیخ ماری کہ زمین ہلگئی اور زمین پر گرا جلنے لگا سب زنگی بھی جلکر خاک ہوے آواز آئی کشتی مرا نام مین زاغ جادو بود نگہبان زندان حوالی طلسم امیر زاغ جادو کو مار کر قریب دروازے کے آئے دروازہ خود بخود کھلگیا امیر اندر داخل ہوے دیکھا کئی سو جوان

مسلسل و مطوق بیٹھے ہین مگر آپس مین کہ رہے ہین کہ آج خوشی کا دن ہی کہ جو سانپ ہمکو گھیرے ہوے تھے وہ سب بدن سے چھوٹے ایک نے کہا مین نے خواب دیکھا تھا کہ طلسم کشا تشریف لائین گے تو ہم لوگ رہائی پائین گے شاید آج وہی دن ہی امیر کو دیکھکر وہ سب شاہزادے سلام کرنے لگے امیر نے کلمہ پڑھا کر سب کو رہا کیا رہا ہوتے ہی اُن جوانون نے کہا کہ سامنے جو کوٹھے بند ہین اُنمین مال ہی اور بارگاہین ہین امیر نے بارگاہ نکلوائی اور وہ بارگاہ اِستادہ ہوئی صاحبقران بارگاہ مین داخل ہوے اور پانچسو سوار صاحبقران کے ساتھ ہین بعیش و فرحت اُسی مقام پر اُتر پڑے امیر اُترے ہوے ہین وہ سب شاہزادے گرد بیٹھے ہین باتین ہو رہی ہین کہ صحرا سے گرد اُٹھتی دیکھا امیر نے کہ لندھور بن سعدان ایک مست ہاتھی پر سوار پشت پر پانچ ہزار ساحر ہر کارون نے لندھور کو خبر دی کہ سامنے صاحبقران اُترے ہوے ہین لندھور بھی اُسی مقام پر اُتر پڑے اور صاحبقران سے کہلا بھیجا کہ مین بحکم شہنشاہ طلسم آیا ہون بہتر اِسی مین ہی کہ میرے ساتھ چلیے سوار نے آکر صاحبقران سے کہا امیر کو یہ سُنکر حیرت ہوئی مگر جواب مین فرمایا کہدینا کہ او ہندی جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کرنا مین سب طرح موجود ہون لندھور نے یہ جواب سُنکر طبل جنگی بجوا دیا امیر کو خبر ہوئی امیر نے بھی طبل جنگی بجوایا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین چار پہر رات تیاری مین گزری وہ وقت آیا

نظم

سحر چون زاغ شب پرواز برداشت　خروس صبحدم آواز برداشت
عنادل لحن دلکش بر کشیدند　لحاف غنچہ از رو در کشیدند
بنفشہ جعد عنبر بوے خود شست　سمن از آب شبنم روے خود شست

لندھور سوار ہوا پانچ ہزار جوان ہمراہ لیکر میدان مین آیا اُدھر سے صاحبقران تشریف لائے اور وہی سو جوان ساتھ ہین صاحبقران ایک مرکب عربی پر سوار ہو کر میدان مین آئے لندھور نے ہاتھی بڑھایا امیر سمجھے کہ اِسکے بیٹے اور بھانجے کو جو نکالدیا ہی اُسیکا بدلہ لینے آیا ہی مگر خیال کر کے دیکھا کہ لندھور کا چہرہ سرخ ہو رہا ہی گرز کاندھے پر رکھے ہوے میدان مین آیا پکار کر آواز دی کہ یا صاحبقران میرے مقابلے مین آئیے صاحبقران نے گھوڑا بڑھایا مرکب عربی طرارہ بھر کے میدان مین آیا لندھور تھے جیسے ہی صاحبقران کو دیکھا نیزہ مارا امیر نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا صاحبقران بڑے زور و شور مین لڑ رہے ہین نیزہ لندھور کا نکالا لندھور نے غصے مین آکر گرز دو دستی اُٹھایا پکار کر

آواز دی کہ یا صاحبقران اسکا نام گرز خردی و مردی ہی اسکا وار روکیے امیر نے گرز سام بن نریمان اٹھا کر چہرے کی پناہ کیا مگر لندھور نے بقوت تمام گرز مارا اِس زور سے گرز پڑا کہ گھوڑے کی امیر کے کمر ٹوٹ گئی امیر گھوڑے سے گرے چونکہ صدمہ پہونچا آنکھ بند ہو گئی لندھور ہاتھی سے کود پڑا اُسی حال مین صاحبقران کو گرفتار کیا ہر چند شاہزادون نے غل مچایا مگر لندھور نے نہ مانا خیال بھی نہ کیا کہ کون پکار رہا ہی کسکو منع کرتا ہی امیر کو گرفتار کرکے اپنے پر ڈال لیا اور لیکر روانہ ہوا شاہزادون نے جو دیکھا کہ ہمارے آقا کو لیے جاتا ہی تلوارین کھینچکر جا پڑے لندھور نے تھوڑے ہی عرصے مین چند کو قتل کیا وہ بیچارے بھاگے لندھور صاحبقران کو لیے ہوے دربار شنکال مین آیا اور عرض کی ای شہنشاہ مین امیر کو گرفتار کر لایا مین سب کو جواب دونگا شنکال نے وزراے صلاح کی لندھور تو ایک دنگل پر آ کر بیٹھا ہوا جھوم رہا ہی اور کہتا ہی ای شہنشاہ مین سب کو جواب دونگا جو مجھسے مقابلہ کریگا ایک ضرب گرز مین پیوند خاک کر دونگا میری ضرب خالی نہین جاتی شنکال نے سحر سے امیر کو مسلسل و مطوق کیا اور امیر کو ہوشیار کر دیا امیر کی جو آنکھ کھلی دربار شنکال دیکھکر زنجیرین ہلانے لگے مگر اسم اعظم نہین یاد آتا پکار کر آواز دی کیون لندھور تو نے نامردی سے مجھکو گرفتار کیا نہ پہچانا تو نے مجھکو کئی مرتبہ تجھکو زیر کر چکا ہون انشاء اللہ پھر سزا پاؤ گے لندھور نے کچھ جواب نہ دیا مبہوت بیٹھا ہی مگر شنکال نے جلاد کو اشارہ کیا کہ جلد سر کاٹ لے جلاد قریب آیا کوٹلے کا خط گردن پر دیا صاحبقران نے جو یہ رنگ دیکھا اپنے مالک سے دعائین مانگنے لگے کہ ای کریم و رحیم و ای سمیع و علیم رحم اپنا شریک کر اس آفت سے نجات دے

نظم

اے کہ شد ذات تو در دیر و حرم مسجود ما　　مطلب و مقصود ما و شاہد و مشہود ما
شکل دل ہستی بہ پہلوے دل و جانم نہان　　مثل جان پوشیدۂ اندر وجود و بود ما
سوز غم داریم از چشم جہان در دل نہان　　ہست اندر سینہ مخفی آتش و بیدود ما
رہبری کن رہبری ای رہنماے گمرہان　　مینماید دور زین جا منزل مقصود ما
سرنگون در سجدہ کی گرہ و بخوا امداد تو　　نفس شیطان و شریرہ کافر و مردود ما
حمد حق گویم ہندی در زبان پارسی　　ہست گرچہ کشور ہندوستان مولود ما

امیر تو دعائین مانگ رہے ہین اور قیلاس جادو دنگل پر بیٹھا سیر دیکھ رہا ہی مگر برق وچالاک نے

جو یہ خبر سنی کہ صاحبقران کو گرفتار کر کے لندھور لیگیا چالاک نے کہا ای برق تم طرف قیلاس کے جاؤ مین دربار مین جاتا ہون برق نے کہا بسم اللہ چالاک طرف دربار کے بھاگا ایک ساحر کی شکل بنکر دربار مین پہونچا جلاد کو ہٹایا جلاد نے پوچھا تو کون ہی کہا مین حمزہ سے بہت جلا ہون میرے کئی عزیز انھون نے مارے ہین آج اونکے خون کا بدلہ لونگا ہر چند کہ صاحبقران غصے مین بیٹھے ہین مگر جلاد نقلی خنجر بکف آتا ہی آج دربار مین شنکال کے بہت جماؤ ہی پہلوان و ساحر جمع ہین اور یہ خبر جو سُنی کہ طلسم کشا کو گرفتار کر لیا سب تماشہ دیکھنے کو آتے ہین ہر ایک کا قول ہی کہ ای شاہ آپ اقبالمند ہین کہ طلسم کشا قتل ہوتا ہی کبھی آجتک ایسا نہین ہوا کہ طلسم کشا قتل ہو جس طلسم پر یہ لوگ گئے اُس طلسم کو اِن لوگون نے فتح کر لیا مگر آپ کے اقبال نے کیا زور کیا ہی کہ جانشین حمزہ آپکا مطیع ہوا ورنہ کسکی مجال تھی کہ اِنکو گرفتار کر کے لاتا لیکن برق فرنگی رنگ و روغن عیاری نکالکر ایک نازنین کی شکل بنا اور سامنے قیلاس کے آیا قیلاس نے جو صورت زیبا دیکھی بیقرار ہوکر پکارا کہ ای مہ جبین کہان سے آتی ہو وہ نازنین قریب آکر رونے لگی کہا ای شخص میرا حال تو جانتا ہی مین آفت مین مبتلا ہون میرے شوہر نے مجھکو مار کر نکالدیا مین چاہتی ہون کہ میرے شوہر کو سزا ملے قیلاس نے کہا تیرا شوہر کہان ہی اُس نازنین نے کہا کہ گھر مین بیٹھا ہی مجھکو نکالکر بہت خوش ہی اب وہ چاہتا ہی کہ یہ گھر مین نہ آئے تو آپ میرے ساتھ چلیے اوسکو سزا دیجیے اور مجھکو گھر مین بٹھا کر چلے آئیے قیلاس سوچا کہ اِسکو گھر مین بٹھا کر اِسکے شوہر پر سحر کرونگا وہ بیکار ہوگا تب یہ راضی ہوگی یہ سوچکر اسکے ساتھ چلا برق لگائے ہوے لیے جاتا ہی ایک مقام پر گھبرا کر کہا ای قیلاس وہ سامنے دیکھو جلاد آتا ہی سو نٹا ہاتھ مین ہی آج یہی چاہتا ہی کہ مجھکو مار ڈالے قیلاس پلٹا اور کہا کہ کدھر آتا ہی جیسے ہی وہ پلٹا برق نے حلقہ ہائے کمند گلے مین ڈالدیے اور جھٹکا مارا گرتے گرتے خنجر مار دیا کہ شکم چاک پاک ہوا یہان قیلاس مارا گیا وہان امیر کی قید ٹوٹ کر گری اور اسم اعظم یاد آگیا صاحبقران اُٹھے اور نعرہ کیا کہ باشید ای کافران بیحیا وای نابکاران پر دغا کہانتک مکر کروگے

نعرۂ صاحبقران

یکے تیغ و صمصام و قمقام نام
سر سرکشان جملہ در خاک کرد

امیر عرب ضیغم روزگار
یکے تیغ عقرب یکے ذو الحجام

بحکم خدا البتہ شمشیر چار
بن کافران از جہان پاک کرد

شنکال نے کل پہلوانون کو اِشارہ کیا امیر لڑنے لگے اور

اسم اعظم الٰہی پڑھ رہے ہین سحر شنکال کا تاثیر نہین کرتا چہار طرف سے پہلوانون نے جو صاحبقران
پر حملے کیے صاحبقران زخمی ہوے ایک نے پشت پر سے ہاتھ مارا کہ امیر لڑکھڑا کر گرے شنکال نے
جو دیکھا کہ امیر گرے اپنے مقام سے چلا سینے پر صاحبقران کے چڑھ بیٹھا اور چاہا کہ صاحبقران کا
سر کاٹ لون لندھور نے جو دیکھا کہ صاحبقران قتل ہوتے ہین اپنے مقام سے اٹھا اور شنکال
کو ایک لات ماری اور لڑنے لگا کہتا تھا آقاے نامدار اٹھیے صاحبقران کو آواز دیتا ہی کہ آقاے
نامدار کفار نے بلوہ کیا امیر اسم اعظم پڑھتے ہوے اٹھے لندھور لڑ رہا ہی اور صاحبقران
اسم پڑھ رہے ہین مگر صاحبقران لڑکھڑاتے ہوے اٹھے شنکال نے جھلا کر کہا کہ لندھور بھی
بگڑ گیا ان سب کو گرفتار کر لو اور فرہاد خان اور عادل شیر دل کو لاو جادوگر گئے اور فرہاد خان
اور عادل کو کھینچتے ہوے لائے امیر نے اسم اعظم پڑھا کہ سحر ساحرون کا باطل ہوا لندھور نے
بڑھکر فرہاد خان اور عادل کو بھی رہا کیا لندھور نے دیکھا کہ صاحبقران گر پڑینگے دوڑ کر
گود مین اٹھایا اور لڑتا ہوا چلا فرہاد خان اور عادل سے کہا اے فرزندان یہ وقت جانبازی ہی
آقا بیہوش ہوے جاتے ہین مگر برق بھی مار کر قیلاس کو اسوقت پہونچا کہ لندھور صاحبقران کو
کاندھے پر سوار کیے ہوے باہر نکلے ہین ایکطرف فرہاد خان ایکطرف عادل شیر دل جنگ کر رہے
ہین مگر ساحرون نے گھیرا ہی جب سحر کرتے ہین تو لندھور و فرہاد خان و عادل لڑتے لڑتے رک جاتے
ہین ساحر چاہتے ہین کہ گرفتار کر لین کہ آسمان پر برق چمکی ملکہ غزالہ و فتانہ و آہوان جادو آکے
پہونچین دیکھا صاحبقران بیہوش و مدہوش ہین لندھور صاحبقران کو کاندھے پر لادے ہوے ہی
فرہاد خان و عادل و برق فرنگی و چالاک بن عمرو بھی جنگ کر رہے ہین غزالہ نے آتے ہی
سحر کیا کہ ان سب پر سے سحر اترا اور سحر کرتی ہوئی زمین پر آئین مگر آہوان و فتانہ نے اسطرح کا
سحر کیا کہ ان لوگون کے گرد دھوان بلند ہوا جو کوئی ساحر آیا اور دھوان اوسکی آنکھ مین لگا
نابینا ہو گیا ٹٹولتا پھرتا ہی مگر غزالہ نے اسطرح کے سحر کیے کہ شنکال افسوس کر رہا ہی کہ یارو یہ
جادوگرنیان ارا کین سلطنت شریک مسلمانان ہو گئین بڑے غضب کی بات ہی دیکھو کیا کیا سحر
کر رہی ہین مگر انکو نکلجانے دو روکنے سے انکے ساحر قتل ہوتے ہین آئندہ سمجھ لونگا مگر لندھور
صاحبقران کو کاندھے سے نہین اتارتا لڑتا بھڑتا ہوا جاتا ہی اور فتانہ وغیرہ سحر کر رہی ہین جب سحر

کرتی ہین دس بیس کے سر اڑ جاتے ہین اندہیرا ہو جاتا ہی اُسی اندہیرے مین یہ جادوگرنیان بڑہتی ہین
اسطرح سے لڑبھڑ کے صاحبقران کو لے نکلین اور لشکر شغال پلٹ گیا پہچانہ کرسکے سمجھے کہ یہ
جادوگرنیان بلاے روزگار ہین سب کو مٹا دینگی اِس خوف سے ساحر مُڑگے جب صحرا مین لیکر امیر
کو لندھور پہونچا تو صاحبقران کو ہوش آیا دیکھا چالاک و برق و لندھور و فرہاد و عادل
یہ سب انتہا کے زخمی ہین جادوگرنیون نے عرض بھی کی کہ حضور یہ لوگ مغضوب حضور ہین صاحبقران
نے فرمایا اگر یہ لوگ اسوقت نہ ہوتے تو مین زندہ نہ بچتا لندھور نے عین وقت پر مدد کی اور
لندھور قدمون سے لپٹ گیا عرض کی اے آقاے نامدار اے مولاے قدرشناس میری
جان و مال آپ پر نثار ہو فرہاد خان بھی قدمون پر گرا عادل شیر دل نے بھی عفو تقصیر چاہی
چالاک بن عمرو و برق فرنگی بھی قدمون پر گرے امیر نے سب کی خطا معاف کی اور فرمایا کہ
آپ لوگ لشکر مین جائین مین طرف کوہ بیستون کے جاتا ہون لندھور و فرہاد خان و عادل
شیر دل و برق فرنگی و چالاک بن عمرو کو ساتھ لیکر لشکر مین آئے دیکھا کہ سب لوگ پروردگار کا
شکر کر رہے ہین لندھور نے پوچھا کیون یارو کیا معرکہ تھا سب نے کہا یکایک آسمان پر ابر
آیا اسقدر دھوان بلند ہوا کہ ہم سب جلے جاتے تھے ہزارون بیہوش ہوے ہزارون ہوش مین
تھے ابھی تھوڑی دیر ہوئی کہ دناٹا ہوا دھوان وغیرہ برطرف ہو گیا لندھور نے کہا برق نے
بڑا کام کیا کہ قیلاس کو مارا مین بھی اُسکے سحر مین تھا مین نے بھی جب رہائی پائی ورنہ آقاے نامدار
قتل ہو جاتے آج بڑی جنگ ہوئی جادوگرنیون نے خوب وقت پر پہونچکر سحر کیا اگر یہ لوگ نہ
پہونچتے تو ہم لوگ نہ نکل سکتے جادوگرنیان ایک طرف آکر ٹھہرین لندھور داخل بارگاہ ہوے گر
صاحبقران زمان خوب چلے صحرا کو طے کرتے ہوے جاتے ہین ایک بلندی پر چڑھکر دیکھا کہ سامنے
کوہ بیستون معلوم ہوتا ہی اور مکتوب نے بھی خبر دی مگر بیستون جادو تخت پر بیٹھا ہی کئی سو ساحر
جمع ہین کہ ایک طائر سامنے آیا اور سامنے بیستون کے آکر اشک حسرت آنکھون سے گرادئیے
بیستون نے زانو پر ہاتھ مارا کہا لو یارو غضب ہوا کہ طلسم کشا قریب آگیا قیلاس جادو نے بڑا
انتظام کیا تھا مگر عیارون نے گھیر کر اوسکو مارا اور طلسم کشا اب کوہ زنگار تک آگیا ہی یارو
تم مین کوئی ایسا ہو کہ جاکر طلسم کشا کو روکے کہ چوبدار نے بڑھکر عرض کی کہ دروازے پر ایک

نامہ دار حاضر ہی بیستون نے کہا دریافت کرو کہ نامہ دار کہان سے آیا ہی چوبدار نے دریافت
کر کے عرض کی کہ حکیم اسقلی نوس نے نامہ بھیجا ہی بیستون نے حکم دیا بلا لو نامہ دار اندر آیا اور
بیستون کو نامہ دیا بیستون نے پڑھوا کر سُنا مرقوم تھا کہ ای شہنشاہ بے ستون کہ آپ بخوبی آگاہ
ہین کہ میرے نام حکم تھا کہ جب طلسم کشا آئے تو اُسکو جاکر روکنا سامنے کوہ بیستون کے جو پہاڑ ہی
اُسپر طلسم کشا بیٹھا ہی اگر حکم ہو تو جاکر روکون ایسا آوارہ کرون کہ عمر بھر طرف کوہ بیستون کے
متوجہ نہ ہو بیستون نے خوش ہوکر پیشانی پر دستخط کیے کہ حکیم صاحب تم لوگ نگہبان طلسم ہو جاکر
روکو جو بن پڑے وہ کمال صرف کرو نامہ دار کو عرضی واپس دی اور کہا یہ عرضی ہاتھ مین حکیم صاحب
کے دینا وہ نامہ دار پلٹا حکیم صاحب کو لاکر وہ نامہ دیا حکیم صاحب نے وہ حکم دیکھکر حکم دیا کہ لشکر
تیار ہووے اور فلان قفس مین جو طائر عنقا قید ہی اُسکو رہا کرو ملازمون نے قفس کھولا وہ طائر
اُڑتا ہوا چلا اور آنکھون سے غائب ہوگیا حکیم صاحب تخت پر سوار بارہ چودہ ہزار جوانان سفید
پوش ہمراہ لیے نوبت و نقارہ بجتا ہوا علمہاے زنگاری کے پھرہرے کھُلے ہوے جبین تعریف
پروردگار مرقوم امد فوج کی دھوم اس عظم و شان سے حکیم صاحب چلے اور ایک کتاب بغل مین
دبائے ہوے ہین دمبدم اُسکو دیکھکر فرماتے ہین یارو دیکھنے سُنا جسوقت کے ہم مشتاق تھے وہ
وقت آگیا سب کہتے ہین ہم تو آپ کے تابعدار ہین جو حضور ہدایت کرینگے وہ بجالائین گے یہ
صلاح کرتے ہوے حکیم صاحب جاتے ہین مگر فرماتے ہین کہ یقین ہی بیستون جادو بہت
بڑی کوشش کریگا حقیقت مین سحر مین طاق شہرہ آفاق ہی جو اُس سے ہوسکیگا وہ کیا اُٹھا رکھے کا
یہان صاحبقران کوہ رنگا رنگ پر بیٹھے تھے کہ نوبت نقارے کی آواز کان مین آئی سر اُٹھاکر
دیکھا کہ ایک شخص حکیم وضع تخت پر سوار پشت پر بارہ چودہ ہزار جوانون کی فوج علمہاے زنگاری کے
پھرہرے کھلے ہوے وہ تخت قریب پہاڑ آکر اُترا حکیم صاحب تخت سے اُترے بالاے کوہ
آکر صاحبقران کو سلام کیا اور عرض کی کہ تشریف لے چلیے اور تخت پر سوار ہوجیے سب آپکے
مشتاق ہین مکتوب دیکھ لیجیے امیر نے مکتوب کو ملاحظہ کیا اُسمین نوشتہ پایا کہ انھین کی ذات سے
پتہ لوح کا ملیگا صاحبقران حکیم کے ساتھ ہوے اور کوہ سے اُترکر تخت پر سوار ہوے امیر
جیسے ہی تخت پر سوار ہوے نوبت و نقارہ بجنے لگا ایک طرف سے سناٹا ہوا ایک طائر بنفش رنگ

سر پر امیر کے سایہ فگن ہوا اور مثل انسان کے آواز دینے لگا کہ اے اہالی طلسم آگاہ ہو کہ طلسم کشا آگیا مناسب یہ ہو کہ اسکی اطاعت کرو جو اِسکی اطاعت نہ کریگا وہ مارا جائیگا حکیم کہتا ہوا کہ یار و سنتے ہو کہ یہ طائر کیا کہتا ہو تم لوگ آگاہ ہو گئے کہ اِس طائر کا اسرار طلسمی نام ہو کیا آواز دیتا ہو سب نے کہا کہ بیشک یہ طلسم کشا ہین کہ طائر اسرار کہ آواز دے رہا ہو کہ یہی طلسم کشا ہین حکیم صاحب نے اُس طائر کو اِشارہ کیا وہ طائر سر پر حکیم کے آیا اور آواز دی کہ اے اسقلی نوس تمنے بہت خوب کیا کہ اطاعتِ طلسم کشا کی بڑے مرتبے پاؤ گے یہ کہکے وہ طائر غائب ہوا حکیم صاحب صاحبقران کو لیئے ہوے ایک قصر مین آئے کہ وہ قصر موسوم تھا ساتھ نام و لقب بہشت بہل کے اُسمین لاکر صاحبقران کو بٹھایا اور حکیم صاحب سامنے ہاتھ باندھکر کھڑے ہوے اور عرض کی غلام حضور کو براے سعادت لایا ہو اور یہ بھی چاہتا ہو کہ یہان کے عجائب و غرائب آپ ملاحظہ کریجیے بادشاہ طلسم سابق یہان سے بلند آواز کہ کافرون مین قید ہو اُسکو بھی ملاحظہ فرمایئے یہ ذکر تھا کہ آسمان پر سناٹا ہوا امیر نے دیکھا کہ ایک تاجدار ملول و حزین تخت پر بیٹھا ہو مگر زنجیرون مین بندھا ہوا مار ان سیاہ ہاتھ پانون مین لپٹے ہوے وہ ساحر اُس شاہ پر بدعت کرتے ہین وہ شاہ پُکارتا ہو کہ اے طلسم کشا مجھے رہا کیجیے مین آپ کا مشتاق ہون امیر اپنے مقام سے اُٹھے کہ وہ تخت آنکھون سے غائب ہو گیا حکیم صاحب نے کہا اے شہریار یہ مقدمات طلسمی ہین کیون آپ برہم ہوتے ہین آپ کو یہ شعبدہ بیستون نے دکھایا ہو مگر یہ بادشاہ سابق طلسم ہو ضرور یہ رہا ہو گا اُسر وز شنکال پر آفت آئیگی یہ بادشاہ ساحر زبردست ہو آپ کو یہ شعبدہ دکھایا مگر اِس سے واقف نہ تھا کہ طلسم کشا آگاہ ہو کر آیا ہو رہائی کی تدبیر کریگا جب یہ رہا ہو جائے گا تب آپ کے ساتھ ہر مقام پر رہیگا اور ہدایت کریگا اِسکی جستجو سے لوح ملیگی صاحبقران نے فرمایا مین سمجھ گیا اگر وہ لوگ نہ بھاگ جاتے تو مین ابھی رہا کر لیتا حکیم نے کہا یہ تو شعبدہ تھا یہ اصلی نہ تھا آپ کو دکھانے لائے تھے صاحبقران نے فرمایا حکیم صاحب یہ کہان قید ہین کہ مین اِنکی رہائی کی تدبیر کرون حکیم نے کہا وہ راستہ بند ہو جب کوہ بیستون فتح کیجیے گا تب راستہ کھلیگا اول حضور سے مقابلہ پڑیگا بیستون سے اور جبتک بیستون جادو نہ تسخیر ہو گا تب تک راستہ نہ ملیگا صاحبقران تو اسقلی نوس حکیم سے باتین کر رہے ہین مگر خواجہ عمرو کہ تدبیر رہائی جہانگیر مین نکلے تھے قریب قصر کے پہونچے چند کنیزین در باغ پر کھڑی ہین ایک کو اشارے سے بُلایا پہلے اوس سے پوچھا اِس باغ مین کون رہتا ہو

اُسنے کہا ملکہ لالان حور پیکر اِس باغ مین رہتی ہین خواجہ نے پوچھا اِنکو شنکال سے کیا تعلق ہو کنیز نے کہا یہ شنکال کی بھانجی ہین اکثر اُنکے دربار مین جاتی ہین یہ سوچکر خواجہ نے اُس کنیز کو بیہوش کیا اُسکی شکل بنکر چلے مگر سناٹا آگیا کہ خواجہ کیا حماقت کی ہو کہ کنیز کا نام نہ دریافت کیا تھوڑی دور چلے تھے کہ ایک کنیز نے پکارا ابُو اسوسن کہان گئین تھین خواجہ نے کچھ جواب نہین دیا اُس کنیز نے قریب آکر کاندھے پر ہاتھ رکھا کہا کیون خیلہ بات کا جواب نہین دیتی تب خواجہ سمجھے کہ میرا نام سوسن ہو اندر تشریف لائے دیکھا مسند پر لالان حور پیکر بیٹھی ہو گرد سب کنیزین کھڑی ہین خواجہ نے ہاتھ باندھکر عرض کی کہ ملکۂ عالم آج مین نے خواب دیکھا ہو کہ حضرت خداوند سامری خواب مین آئے فرمایا کہ مین نے تجھے کمال گانے کا دیا ذرا سماعت تو فرمایئے لالان نے کہا مین بہت مشتاق ہون خواجہ سامنے بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگے

نظم

خواہان ترے درد کا ہو ہر دل
کچھ کہنا ہو جان بے وفا سے
موسیٰ سے بجا تھی لن ترانی
شرماتے ہو صورتِ آشنا سے
ایجاد ہوا رہِ دنیا مین
ہم کشتہ ہوے ہین جس ادا سے

طالب نہین دل کے دلربا سے
پیغام طلب ہین جا بجا سے
دل نہ دون کر نہ دون کسی صنم کو
پہچان گیا تری صدا سے
کیون کان لگائے سُن رہے ہو
مٹنا مرے نقش مدعا سے
دنیا ہو جلال اور دل ہو

دعویٰ ہو مگر کسی ادا سے
دم بھر کے لیے لیو تنک آجاے
لیتا ہو یہ مشورہ خدا سے
آئینے سے بھی ہو چشم پوشی
کیا کام تمھین مری دعا سے
دیکھو نہ عدو کو وہ دکھاتا
کیا کیا شب غم دلیے دلا سے

اس رنگ سے خواجہ نے یہ اشعار گائے کہ لالان بیقرار ہو گئی موتیون کا مالا گلے سے اُتارا کہا سوسن قریب آؤ مین یہ مالا تمکو پہنا دون خواجہ جیسے ہی قریب آئے اُسنے مالا پہنایا موتی چٹکے اور ٹوٹ گئے اور رنگ و روغن عیاری کا خواجہ کے چہرے سے اُڑ گیا بصورت اصلی ہوے لالان نے خواجہ کو گرفتار کیا اور کنیز کو پکارا کہ اے سنبل اِس ساربان زادے نے بہت پریشان کیا ہو اِسکو خدمت شہنشاہ مین لیجاؤ سنبل خواجہ کو لیکر چلے پنجے مین دبا لیا اُڑتی ہوئی جاتی ہو یہی وقت ہو کہ صاحبقران حکیم سے باتین کرتے ہوے اُٹھکر ٹہلنے لگے حکیم باتین بیان کر رہے ہین کہ آسمان پر سناٹا ہوا صاحبقران نے دیکھا کہ ایک جادوگرنی خواجہ عمرو کو پنجے مین دبائے ہوے لیے جاتی ہو امیر بیقرار ہو گئے اور کمان کیانی کاندھے سے اُتاری تیر سہ پرہ کمان مین

پیوست کر کے سنبل کو تاکا اور تاک کر تیر مارا کہ سنبل کے سینے پر پڑا اور توڑ کر پشت کو پار گذر الاشہ سنبل کا ایکطرف گرا مگر خواجہ نے پکار کر آواز دی کہ آقاے نامدار غلام کو بچائیے اگر گرونگا تو ہاتھ پانوٗن ٹوٹ جائین گے امیر نے عمرو کو ہاتھون پر روکا مگر عمرو متوجہ ہوا بیہوش ہو گئے تھے امیر نے لاکر خواجہ کو ہوشیار کیا عمرو نے جو دربار دیکھا قدمون سے لپٹ گیا پوچھا کہ آقا یہ کون صاحب ہین امیر نے فرمایا یہ حکیم اسقلی لنوس ہین کوہ زنگار زنگ سے مجھکو لائے ہین باوشاہ سابق طلسم کی قید دیکھی تھی چاہا تھا رہا کرون وہ نکل گیا دم بھر مین نگاہون سے مخفی ہوا عمرو نے کہا جناب حکیم صاحب آپ نے کون کون کتابین پڑھی ہین حکیم صاحب نے کہا جن کتابون کی حکیم کو ضرورت پڑتی ہو وہ رسالے مین نے پڑھے ہین خواجہ نے چند باتین حکیم سے کین کہ حکیم بہت خوش ہوے کہا خواجہ حقیقت مین تم بڑے ذی کمال ہو عمرو نے کہا ایک رسالہ میرے پاس ہو کہ جس مین مزاج انسان کی شناخت و تشخیص حکمت ہو سکتی ہو وہ مین دون اُسکو ملاحظہ فرمائیے حکیم نے کہا خواجہ مین ایسی کتاب کا بہت مشتاق ہون عمرو نے کہا تشخیص امراض اور شناخت مزاج وغیرہ سب چیزین موجود ہین حکیم صاحب مشتاق ہوے عمرو نے زنبیل سے کتاب نکالی اور حکیم صاحب کے سامنے پیش کی حکیم صاحب نے اُسکو دیکھنا شروع کیا زبان پر انگلی لگاتے ہین اور ورق اُلٹتے ہین بیس پچیس ورق اُلٹے تھے کہ حکیم صاحب کا دل گھبرایا کہا خواجہ ان اوراق مین کیا لگا ہو کہ اسکی اُنگلی جو زبان پر لگی تو زبان لکنت کرنے لگی دل گھبراتا ہو عمرو نے کہا اور ملاحظہ کیجیے آگے بڑھکر سب مطلب کھلیگا حکیم صاحب پھر پڑھنے لگے ورق اُلٹتے جاتے ہین مگر ہاتھ مین رعشہ پسینے پسینے ہو رہے ہین پچاس ساٹھ ورق اُلٹے تھے کہ کتاب ہاتھ سے چھوٹ اور لڑکھڑا کر گرے جیسے ہی بیہوش ہوے عمرو نے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ خواجہ عمرو

گزان اُستاد عیاران عالم جہان سرہنگ در خنجر گذاری	سراپا دانش و عقل مجسم بھر کشور بلاے جان کفار	بہ باغ دین ز مکرش آب یاری عمرو آن شاہ عیاران عیار

خنجر کھینچکر عمرو چلا تھا کہ امیر نے ہاتھ تھام لیا فرمایا ہان خواجہ کیا کرتے ہو یہ دوست صادق و یار موافق ہی عمرو رُک گیا صاحبقران نے حکیم کو ہوشیار کیا جب حکیم کی آنکھ کھلی کہا کیون خواجہ کیا منظور تھا کہ مجھکو بیہوش کیا عمرو نے کہا یہی خیال تھا کہ شاید مکر ہو اور اسی صورت سے ممکن ہو کہ تمکو

بیہوش کرین حکیم صاحب نے بہت عذر کیا اور کہا خواجہ پہلو مین میرے قصر کے ایک حکیم رہتا ہی کہ نہایت مکار و جعلساز ہی مجھی سے علم پڑھا اب مجھی سے مقابلہ کرتا ہی اور کہتا ہی کہ مین نے آپ سے نہین پڑھا اور مین آپ کا شاگرد نہین ہون بلکہ یہ بھی خیال ہی کہ جب آقاے نامدار طرف بیستون کے جائین کے تو وہ ضرور فتور کریگا عمرو نے کہا کل مین ضرور جاؤنگا حکیم نے یہ بھی بتا دیا کہ صبح کا وقت اُسکے مطب کا ہی مریض جمع ہوتے ہین نبض دیکھکر اپنے پاس سے دوا دیتا ہی حقیقت مین دوا اُسکی تاثیر دار ہی جسکو دوا دی اُسنے صحت عارضہ سے پائی خواجہ نے کہا کل انشاءاللہ تعالیٰ انکو لیجیے مگر حکیم نے شب کو سامان دعوت کیا بڑی دھوم سے شب کو امیر و خواجہ نے کھانا کھایا مگر حکیم نے خواجہ سے کہا اے شہنشاہ اوج عیاری مین چاہتا ہون کہ کچھ آپ کا گانا سنون خواجہ عمرو نے سامنے بیٹھکر یہ اشعار گائے نظم

زاہد نے خاک لطف اُٹھائے شباب کے — دو گھونٹ بھی گلے سے نہ اُترے شراب کے
طوفان گریہ میرا یہان تک ہوا بلند — سب حرف دھو دیے ورقِ آفتاب کے
کی میکشی ہی بحر مین کس بحر حسن نے — دریا مین سرنگون ہین کٹورے حباب کے
ایسے جفا شعار سے اظہار آرزو — دیکھو تو حوصلے دلِ خانہ خراب کے
صحن زمین دیار فلک دونون غرق ہین — دریا ہین جوش پر مری چشم پُر آب کے
بس ہو چکی امید وفا آپ سے ہمین — بدلے ہوے ہین ڈھنگ ابھی سے ہناب کے
نالون کے زمزمون سے کسی دم نہین فراغ — نغمے خوش آتے ہین کسی چنگ و رباب کے
زاہد نہ بک کہ اپنی طبیعت بدل گئی — کچھ اور کہ رہے ہین ارادے شباب کے
سینہ ہجوم داغ سے گلزار ہی نسیم — تختے کھِلے ہوے ہین برابر گلاب کے

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی حکیم تعریفین کر رہا ہی کہ خواجہ حقیقت مین گانا تمھارا سحر ہی دل یہی رغبت کرتا ہی کہ گانا تمھارا سنے جائین خواجہ عرض کرتے ہین کہ جناب حکیم صاحب جسقدر چاہیے گانا سُنیے مین ہر وقت حاضر ہون صاحبقران بھی مسند پر بیٹھے ہوے خواجہ کی تعریفین کر رہے ہین خواجہ نے کہا مین رفع حاجت کر آؤن امیر نے کہا بسم اللہ خواجہ جیسے ہی اُٹھے اور جیسے ہی محفل سے نکلے آسمان پر برق چمکی ایک ساحر تڑپ کر گرا اور خواجہ کو اُٹھا لیگیا خواجہ نے ہرچند غل مچایا کہ آقا مجھے بچائیے صاحبقران نے جستجو کی اپنے مقام سے اُٹھے مگر وہ ساحر نکلگیا صاحبقران

فرمایا کیون حکیم صاحب یہ ساحر کون ہی جو کہ عمرو کو لے گیا اسقلی نوس نے کہا کہ اُسی حکیم کی یہ شرارت ہی
شیاطین کارگزار اُسکا نام ہو صدہا ساحر اُسکے نوکر ہین اُسکو یہ معلوم ہوا ہوگا کہ صاحبقران و خواجہ عمرو
حکیم صاحب کے یہان مہمان آئے ہین اسی وجہ سے کسی ساحر کو حکم دیا ہوگا وہ عمرو کو آکر اُٹھا لیگیا امیر نے
فرمایا کہ عمرو اُنسے سمجھ لیگا رہا ہوکر آئیگا مگر اصل مین یہ معرکہ گذرا کہ شیاطین بسبب اختلاف مذہب حکیم
اسقلی نوس کا دشمن ہو اپنے مقام پر بیٹھا تھا کہ ہرکارون نے اسکو خبر دی کہ آج تو حکیم صاحب کے
یہان بڑا جلسہ ہو شیاطین نے حکم دیا کہ دمبدم کی خبر مجھکو دینا مین چاہتا ہون کہ عمرو کو گرفتار کرکے
قتل کر ڈالون پہر رات گئے اِسکو خبر ملی کہ خواجہ گا رہے ہین ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہو شیاطین
نے اثرم جادو کو حکم دیا کہ عمرو کو اُٹھا لا اثرم آیا اور خواجہ کو اُٹھا لیا اور سوچا کہ پہلے جاکر پہاڑ
پر ٹھہرون اور عمرو سے کچھ مال لون یہ سوچکر ایک پہاڑ پر لایا اور عمرو کو ہوشیار کیا اور کہا او عمرو
مین سنتا ہون کہ تو نے مال بہت جمع کیا ہو لہذا مناسب یہ ہو کہ مجھکو بھی کچھ دے مین تیری سفارش کرونگا
خواجہ نے کہا آپ کا نام نامی کیا ہو مجھکو کہان لیے جاتے ہو اثرم نے کہا کہ شیاطین کارگذار جو
حکیم صاحب ہین حکیم اسقلی نوس کے اُستاد اُنھون نے مجھکو حکم دیا تھا کہ عمرو کو اُٹھا لاؤ مین تمکو لیے
جاتا ہون مگر مین تمھاری سفارش کرونگا اور میرا نام اثرم جادو ہو خواجہ نے کہا مال تو میرے
پاس بہت ہو مگر دور رکھا ہو تم اُٹھا لو کوئی منع نکریگا اثرم نے کہا جہان رکھا ہوگا مین اُٹھا لونگا عمرو
نے زنبیل کھولی اثرم نے دیکھا کہ روپے کا انبار ہو جابجا اسباب بھی رکھا ہو دریا موج مار رہا ہو ایکطرف
ہزارون جادوگر لنگوٹیان باندھے ہوے ٹوکری سر پر ایک گز کی ڈلی ہاتھ مین مکھیان بھنک رہی ہین
جادوگر نے گھبرا کر سر نکال لیا کہا خواجہ حقیقت مین مال تو بہت اسباب رکھا ہو لیکن ہزارون جادوگر ٹوکریان
ڈھو رہے ہین عمرو نے کہا قبر سامری بن رہی ہو اُسپر یہ سب مٹی ڈالتے ہین تم کچھ گھبراؤ نہین اچھی طرح
دیکھ کے ایک تاج اُٹھا لو تمکو فراغت ہو جائیگی اثرم نے سر ڈالا اور ہاتھ بڑھایا کہ تاج اُٹھاؤن
نگہبان نے ہاتھ پکڑکر کھینچ لیا اور کہا او چوٹے دن دہاڑے چوری کرتا ہو جیسے ہی زنبیل مین گرا
سحر بھول گیا مزدورون نے آکر گھیرا ایک کہتا ہو کپڑے اُتار نا چار اثرم نے کپڑے اُتارے
اُن لوگون نے ایک لنگوٹی باندھ دی اور ٹوکری سر پر رکھوائی میان اثرم بھی ٹوکری ڈھونے
لگے لوگون سے پوچھتا ہو کہ یہان کا قیدی کیونکر رہائی پاتا ہو وہ مزدور کہتے ہین کہ یہ مقام زنبیل

خواجہ عمرو وہی یہان کا قیدی تا قید حیات نجات نہین پاتا ہی مرنے کے بعد پانچ آنہ پیسے سرکار سے ملتے ہین کہ اسکا دفن و کفن کرو ہم لوگ وہ پیسے لے لیتے ہین اور مردے کو پھینکدیتے ہین جنگل مین جانوران درند اُسکو کھا جاتے ہین اثرم بہت رویا کہتا تھا مین کیا جانتا تھا کہ اس آفت مین پھنسونگا ورنہ عمرو کو لینے نہ آتا مگر خواجہ نے بعد گرفتاری اثرم رنگ و روغن عیاری کا نکالا اور اثرم کی شکل بنکر دربار شیاطین مین آئے شیاطین نے پوچھا کیون عمرو کو نہ لائے خواجہ نے کہا حضور وہان بڑے انتظام ہین اور صاحبقران مالک اسم اعظم الٰہی ہین اُنکے سامنے ساحر نہین جاسکتا مگر مین پتہ لگا آیا ہون جب عمرو وہان سے اُٹھیگا تب گرفتار کر لاؤنگا مگر ملاحظہ فرمائیے کہ مجھکو بخار چڑہا آتا ہی شیاطین نے کہا بخار کی مجال ہی کہ میرے نوکر کو بخار آئے سامنے جو ڈبیان رکھی ہین ایک ڈبیہ سے دوا نکالی اور ایک کاغذ مین لپیٹ کر دی اور کہا کہ اسکو پانی مین گھولکر پی لو خواجہ نے پانی مین اُسکو گھولا قریب آکر کہا حکیم صاحب ذرا آپ تو چکھیے مجھکو ڈر معلوم ہوتا ہی کہ ایسا ہو اسکو پی کر مرجاؤن شیاطین نے کہا یہ دوا معقول ہی بدگمانی نہ کر عمرو نے کہا جبتک حضور نہ پینگے مین نہ پیونگا شیاطین نے ایک گھونٹ پیا جیسے ہی دوا حلق سے اُتری گھبرا کر اُٹھ کھڑا ہوا کہا اثرم کچھ عجب بات ہی کہ سر گردش کرنے لگا پسینہ چلا آتا ہی ہاتھ پاؤن مین رعشہ ہی دل گھبرا رہا ہی خواجہ نے کہا اُٹھکر ٹہلیے معلوم ہوتا ہی دوا گرم ہی ٹہلنے سے فرحت ہوگی شیاطین گھبرا کر اُٹھا بیہوشی نے طمانچہ مارا لڑکھڑا کر گرا خواجہ نے نعرہ کیا نعرۂ خواجہ عمرو

عمرو ہون مین عیار صاحبقران
زمانے کا مکار و غدار ہون
اُڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو
جہانگیر عالم کا عیار ہون

مرے مکر سے کانپتا ہی جہان
تراشندۂ ریش کفار ہون
مرا تیر نہ نثار ہو گر بعدم
صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم
نہ پاوے مری گرد پاپوش کو
دوندہ جہانگرد طرار ہون

نعرہ کرکے پشتارہ شیاطین کا باندھا اور لے بھاگے صبح کو حکیم اسقلی نوس سامنے امیر کے بیٹھے ہین اور فرما رہے ہین کہ عمرو کو عرصہ ہوا پلٹ کر نہین آیا نہین معلوم کیا گذری اسقلی نوس کہتے ہین ای شہریار تدبیر کیجیے ایسا نہو کہ وہ خواجہ کو مار ڈالے امیر نے فرمایا اُسکو کوئی قتل نہین کرسکتا وہ آتا ہوگا یہ ذکر تھا کہ زنگ کی آواز بلند ہوئی دیکھا خواجہ عمرو پشتارہ بدوش آکر پہونچے اور شیاطین کا پشتارہ سامنے ڈالدیا اسقلی نوس نے کہا خواجہ اسکی زبان مین

سوزن سندی یہ بڑا ساحر ہی علم نیرنج و شعبدہ سے بخوبی ماہر ہو اگر ہوشیار ہوگا تو نکل جائیگا خواجہ عمرو نے زبان مین شیاطین کی سوزن دی اور ستون سے باندھکر ہوشیار کیا شیاطین کی جو آنکھ کھلی اپنے کو گرفتار پایا سر ٹیکنے لگا حکیم صاحب نے اُٹھکر کہا کیون بیہیا بڑا غرور کرتا تھا مین کہتا تھا کہ جسروز طلسم کشا تشریف لائینگے اُسروز تیرا علاج ہو جائیگا تو کہا کرتا تھا کہ طلسم کشا یہان نہین آسکتا تونے قدرت خدا کو دیکھا اب یا تو اطاعت کر یا تجھکو ابھی قتل کرونگا شیاطین نے کہا کہ اے استقلی نوس اگر صاحبقران مجھسے فرمائین تو مین اسلام اختیار کرون مگر تمہارے کہنے سے جو اب سخت دونگا مین اسلام نہ اختیار کرونگا صاحبقران نے فرمایا اے شیاطین تو کسکا معتقد ہو شیاطین نے کہا یہان سے تین کوس پر ایک کوہ ہو اُسپر ایک گنبد بنا ہو اُس گنبد مین روشنی پیدا ہوتی ہو اور آوازہ آتی ہو کہ منم خداوند کوہ نشین جو دل مین جسکے ہوتا ہو وہی آوازہ آتی ہو اگر مجھکو اُسکا حال معلوم ہو تو مین ضرور خداے آسمان کو سجدہ کرون صاحبقران نے حکم دیا کہ شیاطین کو لیجا کر قید کرو جب ہم خبر لائینگے تب ہم اُس سے سوال اسلام کرینگے عمرو نے کہا کہ خواجہ یہ مذہب کو تشنغ دیتا ہو جا کر دریافت تو کرو کہ اُس گنبد مین کون رہتا ہو کوئی شعبدہ باز ہوگا اور شیاطین کہتا تھا کہ کئی کوس تک اُسکی خدائی کا ہنگامہ ہو دیہات و قریہ والے آتے ہین اور مراد اپنی اپنی پاتے ہین روپیہ خوب چڑھاتے ہین عمرو نے کہا کیا عجب ہو کہ اُسنے روپیہ جمع کیا ہو آج ہی خبر لاؤنگا یہ کہکر خواجہ روانہ ہوے صبح کو سامنے کوہ کے پہونچے دیکھا ہزارون آدمی زیر کوہ جمع ہین اور گنبد سے برقین گر رہی ہین اور میلے مین سب طرح کے لوگ جمع ہین چڑھاوا چڑھ رہا ہو ہزارہا طائفے حاضر ہین سامنے گنبد کے ناچکر یہ اشعار عاشقانہ گا رہے ہین

نظم

ہین جو بیخود ہوں کسیکا روے زیبا دیکھکر … کہتے ہین احباب میرے مجھکو کیا کیا دیکھکر
سب یہی کہتے تھے وہ بیرحم ہو بیدرد ہو … دل دیا اُس بیمروت کو بھلا کیا دیکھکر
دوست روتے ہین عزیز و اقربا بیہوش ہین … تمکو رحم آتا نہین کچھ حال میرا دیکھکر
کیا کہون کیسی بلا آئی ہو میری جان پر … او بُتِ کافر تری زلف چلیپا دیکھکر
تیری آنکھون کی بھلا وہ مستیان یاد آگئین … وقت بیہوشی صنم تاثیر صہبا دیکھکر
ساتھ ہی تھا قافلہ طفلان ایذا دوست کا … وہ بھی کچھ گھبراے میرا جوش سودا دیکھکر

میں نے اک دریا بہایا آنکھ سے بے تیرے گل ‏ اور لہر آئی مجھے بھی موج دریا دیکھکر
وہ ابھی آئے نہیں دم لے خدا کیوا سطے ‏ ای اجل گھبرا گیا تیرا تقاضا دیکھکر
کیسے یہ بیدرد ہیں یارب کہ بدلے رحم کے ‏ لوگ ہنستے ہیں کسیکا مجھکو شیدا دیکھکر
شب جو تھی ہم وہ بہم جوش حسد سے یہ فلک ‏ تھرلایا عاشق و معشوق یکجا دیکھکر
دوستوں نے رو دیا جب شکل دیکھی ای نسیم ‏ کیا کہوں کیا حال تھا وہ حال تیرا دیکھکر

کہ گنبد سے آواز آئی منم خداوند گنبد نشین آج معلوم ہوتا ہے کہ کوئی مسلمان جلسے میں آیا ہے وہ جو لوگ کھڑے تھے طرف عمرو کے دیکھنے لگے اور وہ سب دوڑے کہ عمرو کو گرفتار کریں خواجہ عمرو بھاگے اور ایک غار میں چھپے دن بھر میدہ رہا شام کو خواجہ غار سے نکلے سر اٹھا کر دیکھا کہ گنبد میں سناٹا پڑا ہے سمجھے کہ کوئی شعبدہ باز ہے رات کو یہاں سے چلا جاتا ہے رات بھر اسی مقام پر بسر کی چار گھڑی رات رہے خواجہ اٹھے اور میخیں گاڑ کر پہاڑ پر چڑھے پہاڑ پر آکر گنبد میں پہونچے دیکھا گنبد میں مال بہت جمع ہے ایک طرف سٹھائی رکھی ہے خواجہ نے سب مال اٹھا کر نذر زنبیل کیا جس سوراخ سے آئے تھے اسی سوراخ میں کمند آصفا کو لگا دیا جیسے ہی صبح ہوئی عمرو نے دیکھا کہ سامنے سے برق چمکی ایک طفل نہایت خوبصورت چمکتا ہوا آتا ہے جیسے ہی پاس روزن کے آیا اور سوراخ میں قدم رکھا کمند میں پانؤں میں الجھیں عمرو نے جال مارا اور اس طفل کو گرفتار کیا اب جو دیکھا تو ایک طفل سیہ فام چوٹیاں سر پر جال میں تڑپ رہا ہے عمرو نے کہا ارے تو کون ہے اسنے کہا اسلم شیطان بچہ عمرو نے کہا اب میں نے تجھکو گرفتار کیا تیری شکل بنکر سب کو لوٹ لونگا اسلم شیطان بچہ خاموش ہو رہا عمرو نے اسکو جال میں لپیٹا اور نذر زنبیل کر دیا اور اسی طرح روزن میں بیٹھے اور شعلہ ہاے آتش پھینکنے لگے حاضرین کو آواز دی کہ یارو آج خداوند کے یہاں شادی ہے جو جس سے ہو سکے وہ لائے نفع یہ ہوگا کہ مال دونا ہو جائیگا یہ سنکر لوگ دوڑے کوئی اپنی زوجہ کا زیور اتار لایا کسی نے محلے سے مانگ لیا تھوڑے عرصے میں بہت مال جمع ہوا عمرو نے کہا گنبد کے سامنے رکھکر ہٹ جاؤ اور آنکھیں بند کر لو پھر جو آنکھیں کھولو گے تو مال دونا پاؤ گے سب نے خوشی خوشی مال اپنا رکھدیا خواجہ گنبد سے اترے مگر گلیم اوڑھے ہوے سب مال اٹھا کر نذر زنبیل کر لیا اور جست کر کے نکل گئے بعد جانے عمرو کے سب نے

آنکھین کھولین دیکھا مال ندارد دہو روتے پیٹتے سب اپنے اپنے گھر گئے ہر گھر مین یہی ذکر تھا کہ قدرت نے آج لوٹ لیا مگر خواجہ عمرو نے آکر ایک صحرا مین اسلم کو نکالا اسلم نے کہا خواجہ مین تمکو بہت سا مال دونگا اگر مجھکو رہا کر دو مال کا نام سنکر خواجہ نے اُسے جال سے نکالا جیسے ہی اسلم جال سے نکلا غائب ہوگیا اور ایک آواز آئی کہ خواجہ مین رہا ہوگیا اب مجھکو نہ پاؤ گے عمرو نے کہا او بیحیا میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا یہ کہکر ایک جانب چلے جو مکان راہ مین ملتا ہی اُسمین تلاش کرتے ہین مگر اسلم کا پتہ نہین ملتا تین دن برابر ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے خواجہ ایک باغ مین پہونچے دروازے پر باغ کے سنا کہ کوئی خوش آواز بصد سوز و گداز یہ اشعار عاشقانہ گا رہا ہی دل کو برمار رہا ہی

نظم

حرفون کے ملے جوڑ بڑھا حسن رقم کا
ہر لفظ کے پیوند مین بخیہ ہی قلم کا

عاشق کو نہین دولت دنیا کی تمنا
جو داغ ہی سینے مین نمونہ ہی درم کا

آنکھون کو سکھا دیجیے بیداری کا ل
احسان اُٹھائین گے نہ ہم خواب عدم کا

سوئین گے بھلا خاک جھپک جائینگی آنکھین
آجائیگا جھونکا جو کوئی خواب عدم کا

آنکھون کے تقاطر سے خبردار رہو اس
کچھ اور ارادہ ہی مرے ابر کرم کا

ہم خوب سمجھتے ہین یہ ایجاد تمھارے
ضبط لب خاموش اشارہ ہی قسم کا

رہتے ہین تسنیم اُس رُخ گلگون کے نظارے
جلوہ ہی مری آنکھ مین گلزار ارم کا

خواجہ پشت باغ کے کمند مار کر دیوار پر چڑھے دیکھا وہی لڑکا سیہ فام چُٹیا سر پر مسند پر بیٹھا ہی گرد چند کنیزین کھڑی ہین اور ایک کنیز بیٹھی گا رہی ہی خواجہ ایک گوشے مین چھپے گائن واسطے رفع حاجت کے اُٹھی گوشے مین آکر بیٹھی خواجہ نے گائن کو بیہوش کیا اور رنگ و روغن عیاری کا نکالکر اُسکی شکل بنکر سامنے اسلم کے آبیٹھے اور اشعار خوب خوب گائے کہا یا خداوند آج مین چاہتی ہون کہ تمکو ایک کمال دکھاؤن کہ سر سے شراب پلاؤن آپ بہت خوش ہونگے اور آپ کو معلوم ہوگا کہ میری گائن مقبول بارگاہ سامری و جمشید ہوئی اسلم نے حکم دیا کہ کیا چاہتی ہی خواجہ نے کہا کہ کنجی میخانے کی مجھکو دیجیے تو مین شراب لاؤن قدرت بہت خوش ہونگے اسلم کو بالکل خیال نہین کہ عمرو کہان ہی جھٹ سے کنجی میخانے کی دیدی خواجہ عمرو میخانے مین آئے شراب کو خراب کیا کہ سب مین بیہوشی ملائی مگر وہ قاتل بیہوشی ملائی ہی کہ اگر دریا مین ڈالدیجیے تو مچھلیان نکل آئین خواجہ

گئی سو گلا بیان آکر استہ کرکے لائے اول گت ناچی پھر جام کو سر پر رکھا اسلم شیطان بچہ بہت خوش ہو
عمرو نے قریب آکر سر جھکایا اسلم کو جام دیا اسلم نے جو شراب ہاتھ مین لی تمراب سُرخ ہو گئی اور چرخ
مارنے لگی اسلم نے کہا تو کون ہو خواجہ نے خنجر مارا بدن پر اسلم کے پڑا مگر تاثیر نہ کی خواجہ جست
کرکے بھاگے اسلم نے کہا لینا جانے نہ پائے کنیزین دوڑین خواجہ نے پلٹ کر دیکھا کہ کالی کالی
صورت کے لڑکے میرے پیچھے آتے ہین خواجہ جست کرکے نکل گئے اسلم نے پکار کر کہا کہ او
سار بان زادے کہان جائیگا اب تیری فکر کرونگا خواجہ نے کہا او بیحیا مجھکو کب پا سکتا ہو اسلم
سمجھ گیا ہو کہ یہ مرد طماع ہو روپئے کے لالچ مین پھنسے گا کنیزون سے کہا مین جاتا ہون اور عمرو کو ابھی
گرفتار کرکے لاتا ہون یہ کہکے اسلم روانہ ہوا اگر خواجہ جو باغ سے بھاگے کئی کوس نکل گئے
دیکھا سامنے ایک تکیہ ہو شام کا وقت ہو ایک چھپر پا پڑی ہو اسمین چراغ جل رہا ہو اور آواز
آتی ہو صاف معلوم ہوتا ہو کہ کوئی روپیہ گن رہا ہو خواجہ نے پہلو سے دیکھا کہ ایک ضعیفہ جھریان
چہرے پر پڑی ہوئی روپئے گن رہی ہو خواجہ کے خیال مین آیا کہ اس جنگل مین یہ ضعیفہ بڑی مالدار ہو
رنگ و روغن عیاری کا نکالا ایک طفل حسین کی شکل بنکر سامنے آئے بڑھیا کو سلام کیا اور کہا
نانی امان تسلیم عرض ہو بڑھیا نے کہا بیٹا جیتے رہو یہان تم کیونکر آئے تمتو کئی دن سے غائب تھے
اب خواجہ گھبرائے کہ کیا جواب دون مگر سوچکر کہا نانی امان مین بھاگ گیا تھا مگر اسی جنگل مین
چھپا تھا ایک مقام پر مار سیاہ نکلا اسکو مار انیولے نے نکلکر چاہا کہ مجھکو کاٹے مین نے اسکو بھی
مار لیا منھ مین نیولے کے ایک پھول تھا وہ مین نے لے لیا جسوقت سے وہ پھول میرے
ہاتھ مین آیا زمین کے سب خزانے معلوم ہوتے ہین ہر مقام پر یہی ثابت ہوتا ہو کہ روپیہ دفن ہو
کسی مقام پر مال گڑا ہو ایک پتی مین نے اس پھول کی کھالی تھی ایک پتی نانی امان تم بھی کھا لو بڑھیا
نے منھ کھولدیا کہا لاؤ بیٹا پھر جوان ہو جاؤن اور تمھاری پرورش کرون بڑھیا نے پتی جو کھائی
گھبرا کر اُٹھی بیہوش ہو کر گری خواجہ نے اور بیہوشی اُسکے دماغ مین اُتار دی کہ پہر دو پہر ہوشیار
نہ ہو جو روپیہ سامنے رکھا تھا وہ تو اُٹھا کر نذر زنبیل کیا دوسری طرف دیکھا اور روپیہ ڈھیر ہو
اُٹھا کے زنبیل مین رکھتے جاتے ہین مگر روپیہ کم نہین ہوتا ہو جی مین کہتے ہین خواجہ حقیقت مین
اس بڑھیا نے خوب روپیہ جمع کیا ہو یہ سب ہماری تقدیر کا تھا آخر روپیہ اُٹھاتے اُٹھاتے تھک گئے

اور روپیہ کم نہین ہوتا کہ پہلو سے آواز آئی کہ او ساربان زادے یہ کنکر پتھر کیون اُٹھاتا ہی عمرو نے دیکھا پہلو سے اُس پتھر کے اسلم چلا آتا ہی آتے ہی جا ہا عمرو کا ہاتھ تھام لون خواجہ بھاگے اسلم نے جو جست کی کاندھے پر خواجہ کے سوار ہو گیا اور عمرو کو گرفتار کر کے بڑھیا کو جگایا عمرو نے دیکھا وہ بڑھیا نہین ہی ایک طفل دوازدہ سالہ چٹیا سر پر اُڑتی ہوئی اُسنے اُٹھکر کہا یا خداوند اِس ساربان زادے نے مجھکو بڑی تکلیف دی کلیجہ جل رہا ہی تمام ہڈیان سلگ رہی ہین اسلم نے کہا دریاے محیط شیطانی مین جا کر نہاؤ سب تکلیف دفع ہو جائیگی لیکن عمرو کو بھی لیجاؤ دریاے محیط شیطانی مین آواز دینا کہ اے نہنگ شعلہ خوار اِس قیدی کو رکھو قدرت نے قیدی بھیجا ہی چند مچھلیان پیدا ہونگی وہ عمرو کو لپٹ جائینگی لیجا کر قید کرینگی وہ لڑکا عمرو کو لیکر چلا خواجہ نے راہ مین کہا آپ کا نام کیا ہی لڑکے نے کہا ضعیف شیطان میرا نام ہی قدرت نے حکم دیا تھا کہ روپیہ لیکر یہان بیٹھو وہ جانتے تھے کہ عمرو کو بڑی طمع ہی روپے کے لالچ مین پھنسیگا وہی ہوا کہ روپیہ دیکھکر تمھاری رال ٹپک پڑی آخر گرفتار ہوے دریاے محیط وہ مقام ہی کہ جو وہان گیا پھر قید سے نہ چھوٹا وہین تڑپ تڑپ کر مرا خواجہ نے کہا سامنے چشمہ ہی مین پانی پی لون تو پھر تمھارے ساتھ چلون ضعیف شیطان نے کہا کہ خواجہ کچھ میرے ساتھ مکر نہ کرنا عمرو نے کہا تمھارے ساتھ مکر نہ کرونگا اوسنے عمرو کو کنارے چشمے کے بٹھا دیا خواجہ پانی پیتے پیتے چشمے مین پھاند پڑے ضعیف شیطان نے پکار کر کہا کہ اے نہنگ چشمہ نشین عمرو کو گرفتار کر لے عمرو نے دیکھا کہ ایک نہنگ پیدا ہوا اُسنے عمرو کو پکڑ لیا چند مچھلیان آکر عمرو کے لپٹ گئین کشان کشان عمرو کو ایک مکان مین لیجا کر بند کر دیا عمرو اکیلے مکان مین گھبرا رہا ہی نکل نہین سکتا جب رات زیادہ آئی تو معلوم ہوا کہ کہین گانا ہو رہا ہی اور کوئی بڑے لطف سے یہ اشعار عاشقانہ گا رہا ہی نظم

جلوہ رُخ پُر نور کا ہر سو نظر آیا | آئینۂ خورشید مین بھی تو نظر آیا
زیر صف مژگان وہ نہین چشم فسون گر | شیرون کے نیستان مین آہو نظر آیا
آنکھون نے خیال لب جان بخش بھلایا | اعجاز سے بڑھکر ہمین جادو نظر آیا
پرتو جو پڑا گال کا خال سر مو نین | تابندہ چراغ شب گیسو نظر آیا
چمکا سر گیسو مین جو افشان کا ذرہ | ظلمات مین اُڑتا ہوا جگنو نظر آیا
دانتون کا پڑا عکس جو زیور پہ گلے کے | ہیرون سے جڑا یار کا جگنو نظر آیا

کہتے ہین کہ تلوار سے کاٹونگا مین کو جبین — اب میری گلی مین جو کبھی تو نظر آیا
دھوکا ہوا خورشید پہ ظلمات کا مجھکو — بکھرا ہوا عارض پہ جو گیسو نظر آیا
فانوس مین مین شمع سرِ طور کو سمجھا — پردے مین جو اُس حور کا بازو نظر آیا
دم دھکدھکی مین حسرت دیدار مین اٹکا — گردن مین جو اُس حور کی جگنو نظر آیا
باز آیا مین مضمون سے بیتابی دل کے — عمدہ نہ دم فکر جو پہلو نظر آیا
حاصل ہوئی اک نور خوشی عید کی دل کو — جسوقت ہلال خمِ ابرو نظر آیا

خواجہ نے پلٹ کر دیکھا کہ اُسی مکان مین فرش بچھا ہوا ہی اسلم مسند پر بیٹھا ہو شراب پی رہا ہی عمرو نے پکار کر کہا یا خداوند مین آپ کو سجدہ کرتا ہون مجھکو اپنے پاس بلا لیجیے اسلم نے اشارہ کیا خواجہ اُٹھے اُٹھتے ہی گلیم اوڑھ لی اسلم پکار رہا ہی کہ او عمرو کہان گیا خواجہ نہین بولتے خاموش ایک گوشے مین کھڑے ہین جب عمرو نے آواز نہ دی اسلم تخت پر سوار ہوا اور ساتھ والون سے کہا نکل چلو خواجہ نے جو دیکھا تخت سے لپٹ گئے تخت بلند ہوا اُڑتا ہوا چلا خواجہ پایۂ تخت مین لٹکے ہوے ہین تخت جاتے جاتے جب دریا کی سرحد سے گذر گیا تب خواجہ نے پایۂ تخت کو چھوڑا مگر گلیم اوڑھے ہوے ہین پیچھے تخت کے چلے جاتے تھے اسلم کا تخت قریب ایک باغ کے پہونچا اسلم وہان اُترا خواجہ بھی اُسی باغ مین آئے ہزارہا شیطان بچے اُس باغ مین تھے اسلم جو آیا ہزارون لڑکے دوڑتے ہوے آئے منھ سے دھوان چھوڑتے ہوے ایک لڑکا سب کے پیچھے رہگیا تھا خواجہ نے اُسکو بیہوش کیا اور اُسکی شکل بنکر سامنے اسلم کے آئے کہا یا خداوند آپ تفرو دریا سے کیون چلے آئے اسلم نے کہا وہ سار بان زادہ چھوٹ گیا اسوجہ سے مین چلا آیا کہ ایسا نہ ہو کچھ مکاری کرے بس خواجہ عمرو نے باتین کرتے کرتے کہا یا خداوند دیکھیے وہ پہاڑ اور گنبد چلا آتا ہی آپ نے کیا تقدیر معقول کی ہی اسلم ادھر پلٹا کتنا تھا یہ نئی بات ہی کہ کوہ بھی چلا آیا مین نے تقدیر برجستہ کی میری تقدیر مین یہ طاقت ہی کہ پہاڑ بھی چلا آیا جیسے ہی اسلم پلٹا خواجہ نے حلقہ ہاے کمند آصفا با صفا مار کر حباب مار دیا کہ اسلم بیہوش ہوا خواجہ نے کمند آصفا مین اسلم کو باندھ لیا اور رجال مین لپیٹ کر زنبیل مین داخل کر دیا زنبیل مین جو اسلم گیا عجب ہنگامہ دیکھا چند مزدورون نے آکر اسلم کو خوب ٹھیک کیا کوئی دھول مارتا ہی کوئی ڈھیلا مار کر بھاگتا ہی

اسلم بھاگتا ہوا قریب دریا کے پہونچا دیکھا ایک کشتی آئی اُسپر سے چند شاہزادیان اُترین ملاح نے پکار کر کہا کہ میان صاحبزادے اگر سوار ہو تو دریا کی سیر کرو اسلم کشتی پر سوار ہوا اور چند شاہزادیان بھی اُس کشتی پر سوار ہین اسلم اُن شاہزادیون کو دیکھکر بہت خوش ہوا جب کشتی بیچ دریا مین پہونچی تو دیکھا کہ ایک کنیز نے کشتی مین سوراخ کر دیا کشتی چرخ مار کر ڈوبی اسلم نے جو دیکھا کہ کشتی ڈوب رہی ہو تو پھاند پڑا دریا مین غوطے کھانے لگا ملاح نے ہاتھ تھام لیا کہا صاحبزادے تم کیون کود پڑے معلوم ہوتا ہی تازہ وارد ہو اسلم نے سب حال اپنا بیان کیا کہ مین خدائی کرتا تھا مگر عمرو نے مجھکو قید کیا ہی اب یہان سے کیونکر رہائی پاؤن ملاح نے یہ سُنکر ہاتھ اسلم کا چھوڑ دیا اور کہا اگر تو عمرو کا گنہگار رہی تو کوئی تجھکو امان نہین دیسکتا تو پکا باغی ہو تو دعوی خدائی کرتا تھا اسلم غوطے کھاتا ہوا چلا کئی کوس بہتا ہوا گیا ایک مقام پر دیکھا کہ ایک ماہی گیر جال پھینک رہا ہی اسلم جال مین پھنسا ماہی گیر نے کھینچ لیا سمجھا کہ کوئی ماہی کلان پھنسی ہی جب جال قریب آیا تو ماہی گیر نے اسلم کو دیکھا اسلم قدمون پر گر پڑا اور کہا ای ماہی گیر تو نے بڑا احسان کیا مجھکو اپنے مکان پر لے چل مین تیری خدمت کرونگا ماہی گیر اسلم کو ساتھ لیکر اپنے مکان پر آیا زوجہ سے کہا لو صاحب پروردگار نے ایک اولاد عطا فرمائی اسکو رکھو زوجۂ ماہی گیر نے اسلم کا ہاتھ تھام لیا اور مکان مین اپنے لائی فرش پر اُسکو بٹھایا اسلم نے کہا ای مادر مہربان مجھکو شراب کی عادت ہی زوجہ ماہی گیر نے دو بوتلین نکالکر سامنے اسلم کے رکھین اسلم اُٹھا کر پی گیا عورت نے کہا ارے تو کون ہی کہ دو بوتلین بلا تکلف پی گیا اسلم نے سب حال اپنا بیان کیا اُس عورت نے جو سُنا کہ یہ خدائی کرتا تھا ایک دو ہتھڑ مارا اور کہا او نالایق تو ہمارے پیر مرشد کا گنہگار ہی تجھکو کون جگہ دیگا جا دور ہو اسلم مُنھ کے بل گرا بیہوش ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے جو آنکھ کھلی دیکھا ایک جنگل مین کھڑا ہون اور ایک گنوار بڑے قد کا جوان لٹھ لیے کھڑا ہی اسلم نے ہاتھ باندھکر کہا مین نے تیری کیا خطا کی ہی جو مجھکو لٹھ مارنے کا ارادہ کرتا ہی اُس جوان نے کہا او بے حیا تو نے غضب کیا کہ پیدا کرنے والے سے ہمسری کی اب تیرا بدلہ ہو جائیگا جا دور ہو جنگل سے نکلجا ہمارے جنگل مین تو نہین رہ سکتا ہی ورنہ تیرے ہاتھ پاؤن توڑ ڈالونگا یہ کہکر ایک لٹھ مارا اور وہ لٹھ سر پر پڑا چرخ کھاکر گرا بیہوش ہو گیا نہین معلوم کتنی دیر تک بیہوش رہا جب آنکھ کھلی تو دیکھا کہ سامنے ایک قصر کے

کھڑا ہون اور اُس قصر مین کئی سو جوان ہتھکڑیان بیڑیان پہنے ہوے کھڑے ہین اور اسلم کو بلا رہے
ہین اسلم بھی اُس مکان مین گیا چند سپاہی اسکو دیکھکر دوڑ پڑے اور ہتھکڑیان بیڑیان اسلم کو پہنائین
اسلم بھی انھین قیدیون مین شریک ہو کر بیٹھا مگر وہ قیدی اُسکو ستا رہے ہین کوئی دھول مار رہا ہی
کوئی تھپڑ مار دیتا ہی اسلم حیران ہو کر جسکے پاس جا کر بیٹھتا ہی وہ دھولین مارتا ہی جسطرف گیا مصیبت مین
پھنسا ایک گوشے مین بیٹھکر رونے لگا جی مین کہتا ہی کہ ای اسلم کاشکی مین عمرو کو نہ قید کرتا تو اس مصیبت
مین نہ پھنستا رو رہا تھا کہ ایک طرف سے آواز آئی کہ ای فرزند کیون روتا ہی دیکھا کہ ایک ضعیفہ سیاہ فام
بد انجام ٹہلتی ہوئی آتی ہی مگر منھ سے بوے بد آتی ہی کہ سب قیدیون نے منھ پھیر لیا مگر اسلم نے پکار کر
کہا کہ ای مادر مہربان آؤ وہ ضعیفہ اسکے قریب آئی آکر بیٹھ گئی اور مسکرا مسکرا کر باتین کرنے لگی لیکن
اسلم بھی بہ محبت باتین کر رہا ہی مگر سب قیدیون نے اُس ضعیفہ کی طرف سے منھ پھیر لیا ہی وہ ضعیفہ
اسلم سے کہنے لگی کہ یہ زنبیل عمرو کی ہی اور یہ عجائبات سارے معجزات کے ہین مین بھی اِس زنبیل
مین قید ہون اور تم بھی قید ہو یہان وصال و وصل کا کیا ذکر جبتک عمرو نہ تجھکو نکالے اور نہ رہا کرے
رہائی اِس مقام سے غیر ممکن ہی یہان کا قیدی بدون اوسکے حکم کے رہا نہین ہو سکتا ہی مین بھی
عرصۂ دراز سے قید ہون مگر آزاد ہون مزدوری کرتی ہون زنبیل کے باہر نہین جا سکتی ہون اِسپر
یہ دوسری مصیبت ہی تیرے اوپر کہ تو زنبیل مین بھی قید ہی اور یہان کے زندان کا بھی قیدی ہی اِسکا
سبب یہ ہی کہ تو نے دعوی خدائی کیا تھا اور شرک خواجہ کے مذہب کے موافق کیا پس یہ سزا اُسکی
تجھکو ملی ہی خیر تو یہان رہ مین روز آیا کرونگی فرصت کے وقت تیرا دل خوش کر جایا کرونگی اسلم نے
جواب دیا کہ ای مادر مہربان جو کچھ اپنے گزریگی اُسکی برداشت کرینگے یہ کہکر اسلم نے اُسکے منھ کے بوسے
لیے اور گلے سے لگایا اور کہا کہ ایسا نہ کیجیے گا کہ نہ تشریف لائیے اور مجھکو اپنے فراق مین تڑپایئے
مین آپ کے فراق مین ہلاک ہو جاؤنگا اُس لکاتا نے جواب دیا کہ تم اطمینان رکھو مین ضرور آؤنگی
تمھارے پاس آنے سے تو مجھکو لطف زندگی ملتا ہی مین بہت بیقرار تھی کیونکہ جب سے زنبیل مین
خواجہ نے داخل کیا تھا اسدن سے مین اِس کام کے لیے ترس گئی تھی کوئی پوچھتا بھی نہ تھا مین
خود خواہش کرتی تھی مگر کوئی اُرخ بھی نہ کرتا تھا آج تو میری مراد دلی حاصل ہوئی مدت کے بعد مین
اپنی خواہش کو پہونچی اگر مین نہ آؤنگی تو مجھکو میری خواہش لائیگی یہ کہکر وہ قحبہ اسلم کو اُسی زندان

چھوڑ کر چلی گئی اسلم خاموش ہو رہا اور سب قیدی منھ پھیرے ہوے اُن دونون کی باتین سنا کیے جب
وہ قحبہ چلی گئی اسلم سر جھکا کر ایک گوشے مین جا کر بیٹھ رہا اب راوی بیان کرتا ہو کہ اسلم تو خواجہ عمرو کی
زنبیل مین قید ہو اور اسطور سے بسر کرتا ہو کہ وہ ہی قحبہ آتی ہو اور اُس سے ہر روز مُنھ کالا کرا کے
چلی جاتی ہو اسکا حال آیندہ تحریر ہوگا اسکو تو قید رکھا جاتا ہو اب یہان کا حال تحریر ہوتا ہو کہ جب
خواجہ نے اسلم کو عیاری کر کے نذر زنبیل کیا بعدہٗ اُن سب بچہ ہاے شیطان کو بھی بیہوش کر کے
بعض کو اُنمین سے قتل کیا اور بعض کو نذر زنبیل کیا جو کہ اُس باغ مین تھے اور سب مال و اسباب
وہانکا لیکر نذر زنبیل کر کے اِس خیال سے چلے کہ خدمت صاحبقران مین پہونچکر اس حال سے
صاحبقران کو آگاہ کرون تاکہ حکیم شیاطین سے صاحبقران بیان فرمائین وہ مُنکے دین اسلام قبول
کرے خواجہ اُس باغ سے نکلکر حکیم اسقلینوس کے مکان کی طرف چلے اِنکا ذکر آیندہ کیا جائیگا
اِنکو راہ مین رکھا جاتا ہو وہان صاحبقران پاس حکیم اسقلینوس کے تشریف فرما ہین حکیم صاحب
خاطر مدارات مین مصروف ہین صاحبقران کا یہ قصد ہو کہ خواجہ کوہ کی خبر لیکر آلین کہ وہان اُس
گنبد مین کون شعبدہ گر ہو تو پھر مین شیاطین کو مسلمان کر کے طرف کوہ بیستون کے بہ صلاح
حکیم صاحب روانہ ہون اور کوہ بیستون کو فتح کر کے بادشاہ سابق کو رہا کرون اور طرف طلسم
کے روانہ ہون صاحبقران کو خواجہ کے انتظار اور ان خیالات مین مصروف رکھا جاتا ہو اب حال
بیستون جادو کا ملاحظہ ہو کہ جب اِسکو یہ خبر ملی تھی کہ طلسم کشا کوہ رنگا رنگ پر آگیا ہو تو اِسنے
اپنے اہل دربار سے کہا تھا کہ کوئی جا کر طلسم کشا کو گرفتار کر لائے افسوس ہو کہ قیلاس جادو
ہاتھ سے عیارون کے مارا گیا ورنہ وہ ضرور اسیر کر لاتا کسی نے جواب نہ دیا اتنے مین چوبدار نے آکر
کہا تھا کہ ایک نامہ دار آیا ہو اِسنے طلب کیا تھا جب وہ نامہ دار آیا تھا اور اِسنے نامہ لیکر پڑھا تھا
تو معلوم ہوا تھا کہ حکیم اسقلینوس کا نامہ ہو اُنھون نے لکھا ہو کہ اگر حکم ہو تو مین جا کر طلسم کشا کو روکون
اِسنے جواب لکھا تھا کہ جا کر روکو تو حکیم صاحب آکر صاحبقران کو اپنے مکان پر لے گئے تھے
جیسا کہ تحریر ہوا ہو و منشی احمد حسین قمر مرحوم نے لکھا ہو صاحبقران تو اُدھر گئے تھے یہان بیستون
اس خیال سے بے فکر بیٹھا تھا کہ حکیم صاحب تو گئے ہین وہ طلسم کشا کو گرفتار کر لین کیا ضرورت ہو
کہ اور کسی کو روانہ کرون اِسکو اسی خیال مین کوہ بیستون پر مبتلا رکھا جاتا ہو اور یہ اپنے مقام پر ہی

اسکا ذکر آیندہ ہوگا لشکر صاحبقران کو لندھور لیے ہوے بمقابلۂ اخلاق فروکش ہین ملکہ غزالہ
و ملکہ گوہر آرا و سیمران جادو و آفت جادو مع اپنے لشکر کے شریک اسلام ہین آمد صاحبقران
کا انتظار کررہے ہین چالاک وغیرہ عیار بھی یہان ہین جہانگیر و سلماے مہرجمال قید شنکال ہین
ہین شنکال بعد جنگ و پیکار دنگلجا نے صاحبقران و عادل شیردل و فرہاد خان و غزالہ وغیرہ
کے اپنے دار الخلافت مین بیٹھا ہوا یہ فکر کررہا ہو کہ کیا تدبیر کرون کہ یہ بلا دفع ہو اور طلسم کشا گرفتار
ہو جاے اور طلسم نہ فتح ہو اسکو دم بدم کی خبرین مل رہی ہین اسکو اسی فکر مین رکھا جاتا ہو اور لشکر
اسلام کو بمقابلۂ اخلاق چھوڑا جاتا ہو اور سماوات جادو کو اسکے ملک مین چھوڑا جاتا ہو اور
وزیر جمشید ثانی کو سماوات کا مہمان رکھا جاتا ہو بادشاہ کو طلسم نوخیز مین مقیم رکھا جاتا ہو کہ بعد فتح طلسم
کے صاحبقران تو مع لندھور و مالک و مقبل و بہرام و خواجہ و چالاک و برق وغیرہ کے
براے فتح طلسم زعفران زار کے تشریف لے گئے یہان بادشاہ و کل سردار و کل لشکر مقیم ہو
اور بادشاہ کو یہ انتظار ہی ہو کہ صاحبقران طلسم فتح کرکے تشریف لائین تو جسطرف فرمائین اُس
سمت کو کوچ کیا جاے یہان طلسم نوخیز مین سب مقیم ہین انکو مقیم رکھا جاتا ہو اب حال رستم
پیلتن و پیلکین گشندۂ قوپل ہندی و دوپل ہندی و کیتان فرنگی و ملکہ آہو چشم کا تحریر ہوتا ہو منشی
احمد حسین صاحب قمر نے صفحہ ۰ ، مین علمشاہ کے حال کو اس مقام پر ترک کیا ہو کہ جب سلماے
مہرجمال نے جہانگیر پر عاشق ہو کر اپنی وزیر زادی کے ذریعے سے قید خانہ سے چھڑوا منگایا
تھا اور علمشاہ وغیرہ بھی اُس قید خانے مین قید تھے جب شنکال بادشاہ طلسم کو اِس حال کی
خبر ہوئی کہ کوئی جہانگیر کو قید خانے سے لیگیا بہت غصہ آیا برہم ہو کر حکم دیا تھا کہ میدان خونی
بیرون شہر تیار ہو ہم کل سب قیدیون کو قتل کرینگے ایک کو زندہ نہ چھوڑینگے جسکو تماشا دیکھنا
ہو وہ آکر قتل کا تماشا دیکھے وہان میدان خونی کی تیاری ہونے لگی اُدھر ہرکارون نے جاکر امیر کو
آگاہ کیا کہ جہانگیر قید خانے سے غائب ہو گئے اُسپر شنکال کو بہت غصہ آیا اُسنے حکم دیا ہی
کہ کل ہم سب اسیرون کو قتل کرینگے لہذا کل سب قتل ہونگے یہ خبر صاحبقران نے سنی فرمایا کہ ہم
جاکر عین وقت پر سب کو رہا کرینگے اور رہرکارے مقرر فرماے تھے کہ ہمکو دم بدم کی خبر کرو
اُدھر جہانگیر باغ سلماے مہرجمال مین بیٹھے ہوے تھے پہلو مین ملکہ کے برق فرنگی نے جاکر

اِس حال سے جہانگیر کو آگاہ کیا تھا ملکہ نے کہا تھا کہ کل مین اُن سب کی کمک کرونگی چنانچہ جب وہ وقت آیا اور سب تماشائی بیرون شہر آکر جمع ہوے تھے اور شنکال بھی مع اپنے اراکین دولت ولشکر کے آیا تھا اور میدان خونی طیار ہوچکا تھا اور قیدی بلواکر زیر دار بٹھاے گئے تھے اسوقت ملکہ سلماے مہرجمال آکر پہونچی تھی اور ایک طرف کھڑی ہوئی تھی جب شنکال نے سحر کیا کہ قیدی مبتلاے سحر ہون ملکہ نے رد سحر کیا اِسی طور سے کچھ عرصہ گذرا تھا کہ صاحبقران آپڑے اور لڑنے لگے خوب مقابلہ ہوا صاحبقران و مہرجمال نے سب کو رہا کیا اور لشکر شنکال کو شکست دی امیر و علمشاہ وملکہ عزالہ و ملکہ آہوچشم وغیرہ کو لیکر اپنے مقام پر آئے تھے بعد تھوڑی دیر کے ملکہ سلماے مہرجمال جہانگیر کو ہمراہ لیکر لشکر اسلام مین آئی تھین اور شریک صاحبقران ہوئی تھین یہان راے ہونے لگی تھی کہ اب کیا کرنا چاہیے سلماے مہرجمال نے کہا تھا کہ آپ کو طرف کوہ بیستون کے جانا چاہیے کوہ کو فتح فرمائیے اُسکے بعد داخل قلعۂ طلسمی ہو جیے طلسم کو فتح فرمائیے یہ کہکر سب راہون سے آگاہ کیا تھا ادھر صاحبقران سے سلماے مہرجمال یہ کہ رہی تھین اُدھر رستم پیلتن وپیلکن نے آہوچشم سے کہا تھا کہ بابا جان کے ساتھ رہنے مین کوئی فائدہ نہین ہو لہذا میری یہ راے ہو کہ لشکر سے نکلچلو چلکر الگ کسی مقام پر قیام کرین اور ترقی شان وشوکت کی کوشش کرین گو فاتح اس طلسم کا مین نہین ہون مگر شاید ایک دو مرحلہ ہی ہمارے ہاتھ سے فتح ہو جائین آہوچشم نے عرض کیا تھا کہ جو آپ کی راے ہو پس اُسوقت اول شب علمشاہ رومی اسپ مالا کبود رنگی پر سوار ہو کر آہوچشم کو ہمراہ لیکر ایک طرف کو روانہ ہوے تھے اُنکے جانے کے بعد باہم جہانگیر وسلماے مہرجمال مین راے ہوئی یہ دونون بھی بارگاہ سے نکلکر ایک سمت کو چلے تھے کہ شنکال شیر بنکر ملکہ اور جہانگیر کو اسیر کرکے لے گیا تھا اور لیجا کر قید کیا تھا اور صاحبقران بوقت صبح موافق فہمایش ملکہ سلماے مہرجمال کے طرف کوہ بیستون کے روانہ ہوے خواجہ کو بر آے خبر جہانگیر کے روانہ کیا تھا اب ناظرین کی خدمت مین گذارش ہو کہ علمشاہ رومی کی داستان بلبل ہزار داستان طوطی گلشن فصاحت و بلاغت یعنی منشی احمد حسین صاحب قمر نے صفحہ ۸۰ مین ترک کی تھی اب یہ حقیر داستان علمشاہ رومی سے شروع کرتا ہو ناظرین کی خدمت مین عرض ہو کہ منشی احمد حسین صاحب قمر نے یہ طلسم شروع کیا تھا اور ایک سو بارہ ۱۱۲ صفحہ تک لکھا کہ انھون نے

اس جہان فانی سے طرف عالم جاودانی کے رحلت کی آگے لکھنے کی فرصت نہ ملی دل کی ہوس دل ہی مین رہ گئی ایکسو بارہ صفحہ تک لکھنے کی نوبت آئی تھی اُنکے انتقال کرنے سے تحریر اس طلسم کی موقوف رہی اور یہ طلسم ناتمام رہا مگر یہ ذخیرہ دفتر مین رہا اب جو مین خدمت جناب مستطاب معلی القاب غریب پرور شریف نواز جناب بابو پراگ نرائن صاحب بہادر مدظلہ العالی کی حاضر ہوا اُنھون نے مجھسے فرمایا کہ تو اس طلسم کو تمام کر مین نے عرض کیا کہ کس طلسم کو فرمایا طلسم زعفران زار سلیمانی کو کہ جسکو منشی احمد حسین صاحب قمر نے شروع کیا تھا اُنکو اجل سے مہلت نہ ملی کہ وہ تمام کرتے اب تو تمام کر مین نے یہ سُنکر سر جھکا لیا ابھی کچھ جواب نہ دیا تھا کہ ہمارے افسر اعلیٰ اور ہم سب کے سرپرست غریب نواز جناب منشی امراؤ لعل صاحب نے میری طرف سے فرمایا کہ بھلا حضور یہ آپ کے حکم کو ٹالین گے ضرور آپ کے فرمانے کو بجا لائین گے اور میرے لیے سعی فرمائی اور میری سفارش بابو صاحب سے کی خداوند کریم جناب بابو صاحب و نیز جناب منشی صاحب کو ہم سب کے سر پر سلامت و باکرامت رکھے کہ یہ صاحبان موصوف ہم شریفون پر رحم فرماتے ہین اور پرورش کا ہمہ وقت خیال رکھتے ہین کہ کسی طور سے اِن سب کی پرورش ہو جب اِسطور سے جناب بابو صاحب نے فرمایا اور جناب منشی صاحب نے میری سفارش بابو صاحب سے فرمائی مین نے ان دونون صاحبون کی فرمانے سے اور اس خیال سے کہ الامر فوق الادب قبول کیا اور غریب خانہ پر آکر اس طلسم کو تحریر کرنا شروع کیا خداوند کریم مجھکو اس بار عظیم سے سبکدوش کرے الٰہی آمین یا رب العالمین

دو کلمہ داستان جلالت عنوان علمشاہ رومی و ملکہ آہو چشم کو ملاحظہ فرمایئے غزل بجائے ساقی نامہ

گلون نے کپڑے پھاڑے ہین قبائے یار پر کیا کیا — حنا پس پس گئی ہو دست و پائے یار پر کیا کیا
کیے ہین شکر کے سجدے جفائے یار پر کیا کیا — رہا ہو دل مرا راضی رضائے یار پر کیا کیا
رہا مجمع ہمیشہ عاشقان بے تحمل کا — اُڑے مفلس در دولت سرائے یار پر کیا کیا
کیا ہو اک جہان دیوانہ اُسکی جامہ زیبی نے — گریبان چاک ہوتے ہین قبائے یار پر کیا کیا
قبائے تنگ پر رکھے کلاہ کج جو دیکھا ہو — ہماری جان نکلی ہو ادائے یار پر کیا کیا
اُٹھانے دی نہ آنکھ اوپر شب وصل اُس پری رو کو — چڑھا ہو جبین مری ضد سے حیائے یار پر کیا کیا

نہین آئیگا میرے بعد شانہ کا خیال آتش | پڑ ینگے پیچ گیسوے رسالے یار پر کیا کیا

بیت نگارندۂ معنی و نفریب بہ عروس سخن راچنین داد زیب بہ چہرہ کشا کنندگان راہ معنی و سیاحان دشت نکتہ دانی و صحرا نوردان میدان فصاحت و سیر کنندگان گلشن بلاغت اس داستان جلالت عنوان کو صفحۂ قرطاس پر نوک قلم عنبر سرشت سے اسطور سے رقم کرتے ہین کہ ناظرین کو یاد ہوگا کہ علمشاہ رومی کی داستان منشی احمد حسین صاحب قمر مرحوم نے صفحۂ ۰ مین اس مقام پر ترک کی تھی کہ وہ باہم صلاح کرکے مع آہو چشم کے اول شب مرکب پر سوار ہوکر لشکر سے نکلکر روانہ ہوے تھے ایک سمت کو اور آہو چشم بالاے ہوا سر سے اُڑتی ہوئی جاتی تھی یہانتک کہ کئی کوس لشکر سے شاہزادہ و ملکہ نکل آئے راہ مین قریب نصف شب کے گذری جب لیلاے شب تاکمر پہونچی اتفاق سے شاہزادہ اُس شب ماہ مین بعد قطع منازل و طے مراحل کے ایک جنگل مین پہونچا کہ وہ صحرا نہایت شاداب و پر بہار تھا ایک چشمہ آب صاف و شفاف کا جاری تھا اُسکے کنارے ایک چبوترہ تھا جب شاہزادہ وہان پہونچا خیال کیا کہ اب تو کئی کوس نکل آئے ہین اور رات بھی قریب نصف کے گذر گئی ہو اب کوئی براے تلاش نہ آئیگا یہ باقی رات اِسی مقام پر بسر کرو وقت صبح طرف منزل مقصود کے روانہ ہونگے یہ خیال کرکے قریبِ چبوترہ مرکب پر سے اُترے مرکب کو چھوڑ دیا خود زین پوش بچھا کر لیٹے ملکہ بھی بالاے ہوا سے زمین پر آئی سامنے علمشاہ کے بیٹھ گئی باہم باتین ہونے لگین یہانتک کہ وہ رات باتون مین بسر ہو گئی ستارۂ سحری آسمان پر چمکا سلطان شب مع افواج سیارگان کے طرف مغرب کے روانہ ہوا آمد آمد شاہ خاور کی افق مشرق سے شروع ہوئی نور سحری پھیل گیا علمشاہ نے دیکھا کہ زمانہ شب کا برطرف ہوا خانہ شب سے صبح برآمد ہوئی جھونکے نسیم بہاری کے چلنے لگے اور دلون کو بے اختیار کرنے لگے وطائران صحرائی شاخہاے درخت پر بیٹھکر اپنے آشیانون سے نکلکر تعریف و توصیف خالق ارض و سما کی بزبان بے زبانی کرنے لگے اشجار صحرا وجد مین آکر جھومنے لگے زمین کو چومنے لگے کوئی سربسجود تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ زاہدان عبادت گذار رکوع و سجود مین مصروف ہین جھونکے نسیم سحری کے چل رہے تھے غنچۂ دل کو شگفتہ کر رہے تھے علمشاہ نوجوان کی نگاہ جو پڑی دیکھا کہ جا بجا سرو کے درختون پر فاختہ قلندر مشرب بیٹھی ہوئی صداے کو کو کر رہی ہو کہین صداے تیہو ح کا شور کہین نالۂ حق سرہ

کی دھوم علی العموم صدا اے مرغ سحری و خندۂ کبک دری سے صحرا مزرعۂ بوم تھا نمونۂ فیض جنت لزوم
تھا عجب خوشگوار وادی بینا کار تھا جو اشجار تھا میوہ دار تھا سامنے باغبان قدرت کے نگونسار تھا دشت
گلشن پستی و بلندی سے ہموار تھا گلہاے رنگارنگ و شگوفہاے رنگ برنگ و میوہ ہاے گوناگون
سے صحرا پر بہار تھا کوسون تک سبزۂ زمرد گون آب پاشی شبنم سے نم تھا جو شجر تھا سجدۂ خالق مین خم تھا شعر
گل جو تھا اُس دشت مین بے خار تھا ✤ سبزۂ رشک زمرد سبزۂ رخسار تھا ✤ دیگر زجرم کوہ تا میدان غبرا ✤
کشید و خط گل طغرا الطغرا ✤ یہ جو عالم علمشاہ نوجوان نے اُس صحراے بینو سواد کا ملاحظہ فرمایا وجد طاری
ہوا بیقرار ہو کر حمد خالق زمین و زمان کرنے لگے باغبان قضا و قدر کی وحدانیت کا دم بھرنے لگے
عالم وجد مین اگر یہ شعر زبان پر جاری ہوا شعر ہر گیاہے کہ از زمین روید ✤ وحدہ لا شریک لہ گوید ✤
یہ جملہ زبان پر لائے۔ برگ درختان سبز در نظر ہوشیار ✤ ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار ✤ یہ شعر اُس دشت
پر بہار کو دیکھکر پڑھا شعر اگر فردوس بر روے زمین است ✤ ہمین است و ہمین است و ہمین است ✤ دیگر
این سبزہ و این صحرا بوے زجنون وارد ✤ دیوانگی و مستی امروز شگون وارد ✤ یہ شعر پڑھکر اُٹھے کنارے
چشمے کے آئے وضو کیا فریضۂ سحری کو بصد خضوع و خشوع ادا کیا جب نماز سحر سے فراغت پائی صحرا کی سیر کرنے لگے
ملکہ آہو چشم بھی سیر دشت مین مصروف ہوئی علمشاہ رومی نے جو وہ صحراے رشک باغ شداد دیکھا
اور گلہاے رنگارنگ و میوہ ہاے گوناگون و شگوفہاے بوقلمون پر نگاہ پڑی فوراً خیال آیا کہ کیا
اُسکی قدرت کاملہ ہو کہ اُسنے اپنی قدرت سے ایسے ایسے دشت پر بہار پیدا کیے ہین وہ بڑا خالق
مطلق اور رزاق برحق ہو جسنے یہ صنعت اپنی خدائی کی دکھائی اور اپنے بندونکو اپنی قدرت کاملہ
سے عقل عطا فرمائی ایک مشت خاک کو یہ مرتبہ بخشا کہ اشرف مخلوقات کیا کہانتک اسکی عنایتون کا
شکریہ ادا کیا جاے ای رستم خیال توکرو کہ تم اُسکے بندے گناہگار کو یہ قوت و طاقت مرحمت فرمائی
کہ ہزارون پہلوانان زبردست کو تمھارے ہاتھ سے زیر کرایا اگر وہ یہ طاقت و قوت نہ مرحمت
فرماتا تو تمھاری یہ بھی مجال تھی کہ تم غالب آتے ای رستم یہ کیا حرکت تمسے سرزد ہوئی جو آجتک کسی سے
تمھارے خاندان مین نہ ہوئی تھی ای رستم یہ تمنے کیا کیا کہ عورت کو لشکر سے اپنے ہمراہ لیکر نکلے بڑی
نامردی کی بات ہو کہ عورت ہمراہ ہو جو کوئی ہم چشم یا غیر دیکھے گا یہی خیال کریگا کہ علمشاہ عورت کے
بھروسے پر مقابلہ کرتے ہین اسی طور سے اُنھون نے یہ شوکت اور نام آوری حاصل کی ہو کہ ساحرہ کو ۲۰

اپنے ساتھ رکھتے ہین جہان مقابلہ پڑا ساحرہ نے سحر کیا پس جو حریف تھا وہ بسبب سحر کے کم زور ہوا
انھون نے زیر کر لیا کتنی بڑی بدنامی کی بات ہو اور کسقدر ہیکی ہو دوسرے یہ امر ہو کہ تمھارے مذہب
اور مشرب مین ساحرہ کے ساتھ عقد بھی جائز نہین ہو جبتک وہ سحر سے توبہ نکرے ایسی حالت مین
یہ کیا حرکت تمنے کی کہ ملکہ آہوچشم کو لشکر سے ہمراہ لیکر نکلے اور قصد یہ ہو کہ ملک گیری کرو اور شوکت
بہم کرو اور اگر خداوند کریم کمک کرے تو طلسم فتح کر دا ور عورت ہمراہ بڑی نادانی اور نامردی ہو
آہوچشم کے ہمراہ ہونے سے یہ ہوگا کہ ہر ایک بدنام کریگا اور گمان فاسد کریگا اس امر سے کیا حاصل
کہ جس سے بدنامی کے سوا دوسری بات حاصل نہو ای علمشاہ بہتر یہ ہوگا کہ ملکہ کو سمجھا کر لشکر کو روانہ
کرو اور تم بھی تنہا کسی طرف کو ذات خدا شریک کر کے راہی ہو گواہ علمشاہ آہوچشم نے تمھارے
ساتھ بہت مصیبت اٹھائی ہو تمھارے سبب سے وہ اپنے یگانون سے چھوٹی بدنام ہوئی تمھارے
ساتھ قید رہی مگر مجبوری ہو کہ کیونکر ہمراہ رکھون کیونکہ بدنامی کا خوف ہو جس خداوند کریم نے اپنے
فضل و کرم سے تمکو یہان تک پہونچایا قید سے نجات دی وہ ہی تمھارے مطلب کو بر لائیگا عورت
کا ہمراہ ہونا بالکل خلاف ہو یہ باتین دل سے کر کے ملکہ کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ ای ملکہ آہوچشم
تمسے اسوقت ایک بات کہنا چاہتا ہون اگر تم سنو اور اُسکا جواب باصواب دو اور جو مین کہون
اُسکو قبول کرو ملکہ نے جواب دیا کہ ارشاد فرمائیے مین حاضر ہون اگر آپ فرمائین کہ تم اپنا سر کاٹ کر
میرے قدم پر ڈالدو تو مین عذر نہ کرونگی فورًا آپ کے حکم کو بجا لاؤنگی علمشاہ نے ملکہ کی طرف
دیکھکر فرمایا کہ ای ملکہ یہ بتاؤ کہ تم ہماری عزت و ابرو کی خواستگار ہو یا ذلت کی ملکہ نے کہا کہ اہ شہریار
یہ کنیز آپ کی عزت و آبرو کی ترقی کی خواستگار ہو اور یہی ہر وقت فکر ہو کہ کوئی صورت ایسی بہم ہو
کہ آپ کی شان و شوکت زیادہ ہو اور اس طلسم مین آپ کا نام ہو اور آپ کے اسم مبارک کا شہرہ
ہو اور ڈنکا بجے اور آپ کے نام نامی کو سُنکے لوگ خوف کرین بھلا یہ بھی اس کنیز کی تاب و طاقت
ہو کہ خدا نخواستہ حضور کی ذلت کی خواستگار ہون میری تو یہ خواہش ہو کہ جہان پر شہریار کا پسینہ
گرے وہان مین اپنا خون گراؤن یہ کیا آپ کو کنیز کی طرف سے خیال پیدا ہوا اور کونسی ایسی
بات لونڈی سے سرزد ہوئی جو حضور نے اس قسم کا سوال کیا علمشاہ نے فرمایا کہ ای ملکہ خدانخواستہ
تمسے کوئی خطا نہین ہوئی مگر مجھکو اسوقت ایک امر کا خیال پیدا ہوا اُس امر کی بابت مین تم سے

کہنا چاہتا ہون ذرا بگوش ہوش سُنو وہ امر یہ ہی کہ اے ملکہ واقعی تمنے میرے ساتھ بڑی بڑی تکلیفین
اور بڑے بڑے مصائب اُٹھائے مصیبتین جھیلین اپنون سے بیگانی ہوئین ہزارون دشمن ہوے
میرے ساتھ قید رہین اُسکی مصیبت اُٹھائی مگر اسوقت مین وہ بات تمسے کہتا ہون جو کہ مروت
کے خلاف ہی کیونکہ جسنے اِسقدر مصیبتین گوارا کین ہون اپنے نزدیک اُس سے ایسی بات کہنا
خلاف مروت ومحبت ہی مگر عالم مجبوری ہی کیا کیا جاے بدون کہے رہا نہین جاتا ہی وہ امر یہ ہی کہ ای
ملکہ تمکو یہ بخوبی معلوم ہی کہ مین جو لشکر سے نکلا ہون تو صرف اِس غرض سے نکلا ہون کہ چلکر ایک دو مملکت
فتح کرون اور ملکون کو تسخیر کرون اگر بن پڑے تو لوح طلسمی کو تلاش کرکے طلسم کو فتح کرون اور اپنی
شوکت بڑھاؤن کیونکہ اس امر سے تو مین آگاہ ہوگیا کہ تمھاری والدہ صاحبہ ملکہ غزالہ خوش چشم نے
بے مروتی کو کام فرمایا گو وہ حالات لوح سے آگاہ نہین مگر اُنھون نے لوح کی کوشش نہ کی بلکہ اس
اس امر سے چشم پوشی فرمائی اور تمنے بھی کچھ کد وکوشش نہ کی اگر تم کوشش کرتین تو ضرور تھا کہ ملکہ غزالہ
لوح کے حالات سے آگاہ فرماتین اور مجھکو لوح لاکر دیتین مین اُسکے ذریعے سے طلسم کو فتح کرتا
مگر اُنھون نے کچھ خیال نہ فرمایا صرف بے مروتی کو کام فرمایا خیر یہ اپنی تقدیر اور مقدر اس امر کی شکایت
کرنا بیکار ہی اب مین اِسی خیال سے نکلا ہون کہ کوشش کرکے لوح کو دستیاب کرون اور طلسم کو
فتح کرون اور اس اثنا مین جو دو ایک ملک اور فتح ہو جائین وہان اپنی شوکت دکھاؤن اور وہ
شان وشوکت بہم کرون کہ جو میرے ہم چشم اور ہم پلہ ہین وہ حسد کرین ای ملکہ مجھسے بڑی ناوانی ہوئی
کہ مین لشکر سے تو یہ خیال کرکے نکلا مگر تمکو ہمراہ لے لیا یہ بات نہایت نامردی کی ہی کہ ملک گیری تو
کرنے نکلے عورت ہمراہ ہی جو کوئی دیکھے گا خواہ اپنا ہو خواہ بیگانہ مثل ہلال عید کے انگشت نما کریگا
اور ہر ایک کی زبان پر یہی کلمہ جاری ہوگا کہ علمشاہ بڑا نامرد ہی عورت کے بھروسے پہ ملک گیری
کرتا ہی ای ملکہ اجتک میرے خاندان مین کسی نے ایسی حرکت نہین کی کہ ملک گیری کو نکلا ہو عورت
ہمراہ لی ہو ای ملکہ جس خداوند کریم نے مجھکو یہانتک پہونچایا اور ہر آفت سے بچایا قید سے رہا کیا وہی
میری ہر مقام پر کمک کریگا اور اُسنے ہمیشہ کمک ومدد کی ای ملکہ مجھکو سوائے اُسکے دوسرے کی کمک
درکار نہین ہی ہمیشہ اُسی کی ذات پر بھروسہ کرکے ملک گیری کی کسی کی مدد کا خواستگار نہین ہوا
سوائے خداوند کریم کے افضال کا تو ضرور خواستگار رہا مجبر کیا منحصر ہی میرے خاندان مین کوئی

سواے امداد خدا کے دوسرے کی امداد کا خواہان نہوا اے ملکہ بڑے بڑے معرکے پڑے مگر اُنکو یکہ و
تنہا سر کیا اے ملکہ یہ امر مجھسے بالکل خلاف طریقہ خاندان کے ہوا کہ تمکو ہمراہ لیکر چلا ہون بلکہ تمھاری
ہمراہی مین میری بڑی بدنامی ہی گو میرا دل خود اس امر کو گوارا نہین کرتا ہی کہ تمکو اپنے سے جدا کرون
کیونکہ تمنے میرے ساتھ بہت مصیبتین اُٹھائین مگر مجبور ہون ساتھ رکھنے مین بھی تو خرابی ہی اِسوقت
کی بے مروتی بہتر ہی اُس بدنامی سے لہذا میرے نزدیک مناسب یہ ہی کہ تم لشکر کو چلی جاؤ اور وہان
جا کر براحت و آرام قیام کرو انشاء اللہ جب تم شان و شوکت بفضل خداوند کریم پیدا کر کے اور
ملکون کو فتح کر کے آئینگے تو تمسے ملینگے تم ہمارے آتے تک لشکر مین اپنی مان کے پاس
رہو بیکار کی تکلیف اُٹھانے سے کیا حاصل اور ہم لوگون کا تو یہی طریقہ ہی کہ یکہ و تنہا نکل جاتے
ہین خداوند کریم اپنے فضل و کرم سے سب سامان مہیا کر دیتا ہی میرے ہمراہ تمھارا رہنا کسی طور سے
اچھا نہین ہی تمکو ہمارے سر کی قسم تم کچھ رنج و صدمہ نہ کرو مین بہت آؤنگا اور اگر یہ خیال ہو کہ لشکر سے
نکل آئی ہون اب مین کس منھ سے لشکر مین جاؤن تو اور کسی مقام پر قیام کرو جب مین طلسم کو
فتح کر کے اور ملکون کو خواہ فتح کر کے واپس آؤنگا تو تم مجھسے آکر ملنا اے ملکہ تمھارے ہمراہ ہونے
مین میری بڑی بدنامی ہی اول تو یہی حرکت خلاف ہوئی اور یہ بھی بدنامی کیا کم ہی کہ طلسمشاہ عورت
کو ہمراہ لیکر نکل بھاگے اُسپر یہ طرہ ہو کہ عورت ہر مقام پر ساتھ ہو مین اِس بدنامی کو گوارہ نہ کرونگا تم
اِسکا نہ خیال کرو کہ یہ اکیلے کدھر جائینگے خدا مالک ہی جسنے قید سے رہا کیا وہی ہر مقام پر کمک
کریگا پس تم طرف لشکر کے چلی جاؤ تو بہتر ہی ورنہ جہان تمھارا جی چاہے جب مین آؤنگا تو پہلے
تمسے ملاقات کرونگا تمکو تلاش کر کے ملونگا بلکہ تم خود خیال رکھنا جب میرے آنے کی خبر سننا میرے
پاس چلی آنا مین تمسے بہت خوش ہون تمنے میرے ساتھ بڑی تکلیف اُٹھائی بدنام ہوئین اپنے پرائے
کو اپنا دشمن کیا قید اُٹھائی اگر تمکو میری خوشی منظور ہو تو جو مین نے کہا ہی اسکو منظور کرو یہ جو طلسمشاہ
نے ملکہ آہو چشم سے کہا اِس تقریر کا سُننا تھا کہ ملکہ کے حواس جاتے رہے چہرے کا رنگ زرد
ہو گیا یا تو وہ عارض جو مثل گل تر کے تھے یا ایکبار زرد ہو کر مثل گل پژمردہ کے کمھلا گئے منھ پر
ہوائیان اُڑنے لگین دل بیقرار ہو گیا مثل تصویر کے ساکت ہو کر رہ گئی تھوڑی دیر تک شاہزادہ
کی طرف بحسرت دیکھا کی دل کا یہ حال تھا کہ سینے مین بیقرار تھا ہاتھون اُچھل رہا تھا ایک مرتبہ دیکھتے

دیکھیے آہ سرد دل پُر درد سے بھر کر رونے لگی آنکھون مین آنسو ڈبڈبا آئے جب یہ خیال کیا کہ شاہزادہ سے جدائی ہوگی تو اِنکے فراق مین تڑپونگی یہ روے زیبا و شکل رعنا نظر نہ آئیگی جب تو میری زندگی کیونکر ہوگی تڑپ تڑپ کر مرجاؤنگی یہ شاہزادے نے کیسی بات کہی اور فلک تفرقہ انداز نے یہ کیا سنایا کاش مین نہ ہوتی کہ ایسی بات نہ سُنتی وہ کونسی کمبخت گھڑی تھی کہ مین پیدا ہوئی تھی مجھسا تو بدنصیب کوئی بھی نہ ہوگا وہ کون سی ساعت تھی جو میرا دل اِس شہریار پر آیا تھا اُس گھڑی کو آگ بھی نہ لگی کاش مین مرجاتی کہ یہ صدمے نہ اُٹھاتی اے دل اب کیا کرون کیا نہ کرون میرا سا بدنصیب کوئی نہ ہوگا شعر نہ ہوگا مجھسا بھی محروم وصل یار کوئی ✽ کہ خواب بھی کبھی دیکھا نہ اِن خیالون کا ✽ یہ بیٹھے بٹھائے کیا ہوا اب میری زندگی کیونکر ہوگی اِس شہریار سے جدا ہوکر ایسے ایسے خیال جو ملکہ نے کیے دل قابو مین نہ رہا یہی دل نے تقاضا کیا کہ گریبان چاک کرکے جنگل کو نکلجا مثل مجنون کے کوہ و صحرا کی سیر کر رادی کہتا ہو وحشت دل نے جوش کیا رنگ و رو متغیر ہوگیا دل مثل ماہی بے آب تڑپنے لگا نظم

دل سے کرنے لگا تپیدن ناز
رنگ چہرے سے کرگیا پرواز
ہاتھ جانے لگا گریبان تک
چاک کی پہیلے پانؤن دامان تک

دل پر قابو نہ رہا بیقرار ہو کر ایک آہ کی اور دل کو دونون ہاتھون سے پکڑکر کہا اے شہریار یہ کیا آپ نے فرمایا کہ میرا دل مثل ماہی بے آب کے بیقرار ہوگیا یہ کیسی تقریر فراق آمیز آپ نے اس کنیز سے کی کہ جسکے سنتے ہی دل پر قابو نہ رہا وحشت دل نے جوش کیا یہ کہکر ملکہ نے کہا اے شہریار آپ کو تو یہ امر لازم نہ تھا کہ اپنی کنیز سے اِس قسم کی تقریر کرتے کہ جس سے بوے فراق آتی یہ کہنے کو تو کہا مگر اِسقدر ضبط نہ ہوا فورًا ملکہ کی آنکھ سے آنسو نکل آئے جسکو شاعر نے نظم کیا ہے شعر دو طفل اشک آئے نظر ✽ ایک اِسطرف ایک اُسطرف ✽ گر گر گئے دونون مچل ✽ ایک اِسطرف ایک اُسطرف ✽ ملکہ نے آنسو پونچھکر اور دل پر ہاتھ رکھکر کہا کہ اے شہریار ذرا میری دل کی حالت کو ملاحظہ فرمائیے کہ کسقدر اِس تقریر درد آمیز کو سنکر بیقرار ہے اے شہریار ایسا تو نہ فرمایئے آپ سے تو مجھکو اس قسم کی امید نہ تھی کہ آپ ایسی بیوفائی فرمائیے گا میری تو آپ کی الفت و محبت مین یہ حالت ہے کہ مین آپ کی ایک پل کی جدائی ہزار برس کے برابر خیال کرتی ہون یہ مین کیونکر گوارا کرونگی کہ آپ سے جدا ہون بھلا خیال تو فرمائیے کہ آپ سے جدا ہوکر مین زندہ بھی رہونگی قسم ہے مجھکو آپ کے سر عزیز کی اِدھر آپ میری آنکھون سے جدا ہوے اُدھر میرا دم نکل جائیگا

گھڑی بھر بھی آپ کے فراق کو مین گوارا نہین کرسکتی ہون میری زندگی اب صرف آپ کے دم سے
ہی مجھکو اس بیوفائی کی امید نہ تھی مگر سچ کسی نے کہا ہی شعر وفا کا لاکھ طرح سے کرے قرار کوئی ✤ کرے
کسی کی نہ اُلفت کا اعتبار کوئی ✤ دیگر لوگ کہتے ہین چاہ مشکل ہی ✤ سب غلط ہی نباہ مشکل ہی ✤ ای
شہریار خیال تو فرمایئے کہ مین نے آپ کی اُلفت و محبت مین سب کو چھوڑا تمام عالم کو اپنا دشمن
بنایا پردۂ ننگ و ناموس کا خیال نہ کیا رشتۂ حیا کو اُلفت و محبت مین توڑا اپنون سے بیگانہ ہوئی
ہر ایک کی نگاہ مین حقیر ہوئی سب دشمن ہوگئے مگر مین نے کچھ پرواہ نہ کی آپ کی محبت سے منھ
نہ موڑا مین کیونکر اس سے کنارہ کرتی کیا حضرت دل پر اختیار تھا یہ جو کچھ ہوا اِس دل خانہ خراب
کے سبب سے ہوا اِسی کے ہاتھون مین تباہ ہوئی اگر مین جانتی کہ اُلفت و محبت مین یہ مزے
ہوتے ہین اور عاشق معشوق کے ہاتھون روتے ہین تو کبھی نہ اِس کوچے مین قدم رکھتی اگر
مین جانتی کہ یہ دکھ اُٹھانا پڑینگے تو کاہیکو آپ سے اُلفت کرتی اپنا دل آپ کے دام عشق مین
کیون پھنساتی مگر مین کیا کرون یہ امر مین نے اپنے اختیار سے نہین کیا بلکہ عالم ناچاری سے
دل نے مجبور کر دیا اگر یہ معلوم ہوتا تو اس کمبخت کو منع کرتی کہ یہ کیا کرتا ہی آگے پچھتائیگا مگر کیا کرون
قابو نہ تھا ای شہریار میرے حال پر رحم فرمایئے مجھ جگر سوختہ خانماں آوارہ کو اپنے سے جدا نفرمایئے
ورنہ مین تڑپ تڑپ کر مرجاؤنگی مثل اُس بلبل زار کے کہ جو دید گل سے مایوس ہو کر قفس مین
سر کو ٹکرا کر اپنی جان دیتی ہی یہ مرغ روح اِس قفس جسم مین اِسقدر بیقرار ہوگا کہ نکل جائیگا ای
شہریار عالیوقار ایسے کلمے نہ فرمایئے خیال تو فرمایئے کہ یہ کیونکر ہوسکتا ہی اُس شخص سے کہ جو کہ
روے زیبا کا مشتاق ہو اور جسکی زندگی صرف دید رخ پر منحصر ہو وہ کیونکر گوارہ کرے کہ جس
رُخ کی دید باعث حیات ہو اور وہ آنکھون سے پوشیدہ ہو جاے آپ انصاف فرمایئے
کہ مین آپ سے جدا ہو کر کیونکر زندہ رہ سکتی ہون کچھ تو دل مین انصاف کیجیے اِسقدر میرے
اوپر ظلم نہ فرمایئے ای شہریار مین آپ کی جدائی کی حالت مین تڑپ تڑپ کر مرجاؤنگی مجھکو اپنے
سے جدا نہ فرمایئے یہ کہکر ملکہ آہ سرد بھر کر رونے لگی اور کہنے لگی کہ اگر مین جانتی کہ اس اُلفت کا
یہ انجام ہوگا تو پہلے ہی مین اپنے کو ہلاک کرتی بموجب مثل جو ایسا مین جانتی کہ پیت کیے دکھ ہو
نگر ڈھنڈھورا پیٹتی کہ پیت نہ کیجیے کو یہ کہکر اور دل بیقرار کو تھام کر کہا از برائے خدا ای شہریار

اِس خیال کو اپنے دل سے دور فرمائیے مجھکو اپنے ہمراہ لیتے چلیے مین آپ سے ایک پل جدا نہونگی
واقعی عاشق لاکھ جان دے معشوق کے کچھ بھاوین نہین ہوتا سچ لوگون نے کہا ہی وہ بے پروا ہوتا
ہی جیسا کہ کسی نے کہا ہو شعر آہ دئی کیسے کی اِن چاہت کے سنگ ؎ دیپک کی من بھاوین نہین اور
جل جل مرے پتنگ ؎ وہی میری حالت ہی کہ مین تو مرتی ہون آپ کو کچھ پرواہ نہین ہی ای میرے
اللہ مین کیا کرون عجب بے وفا سے سامنا پڑا ہی میری تو یہ مثل ہی کا کہون کا سے کہون اور کو لو نہ
پتاے ؎ گونگے کا سپنا ہوا سمجھ سمجھ پچتاے ؎ ای شاہزادے میرے اوپر رحم فرمائیے مین آپ کی
عاشق شیدا ہون آپ کے شمشاد قد کی قمری ہون روے گل کی بلبل زار ہون اس تقریر سے
بیقرار ہون اگر یہی آپ کو منظور ہی کہ مین ہلاک ہون تو میرے نزدیک مناسب یہ ہی کہ اپنی کمر
سے خنجر آبدار نکالیے اور میرا سر تن سے جدا فرمائیے اور اسی مقام پر اپنے ہاتھ سے دفن
فرمائیے تاکہ عاشقون مین میرا نام ہو گو آرزوے وصل نہ بر آئی تو یہی آرزو پوری ہو کہ آپ
مجھکو اپنے ہاتھ سے دفن کرین او شہریار اِس مرنے سے تو یہ بہتر ہوگا کہ آپ کے فراق مین
تڑپ تڑپ کر مرون اور میرے قفس جسم سے نکلکر روح مثل طائر آشیان گم کردہ کے آپکی تلاش
مین آوارہ پھرے آپ جو اپنے ہاتھ سے قتل کرینگے روح میری آپ کے ہمراہ ہوگی میری یہ
خوشی ہی کہ اگر مین نہ ہمراہ چلی روح میری آپ کے ہمراہ رہے اب آپ شوق سے مجھکو قتل فرمائیے
مین تو آپسے جدا ہونا کسی طور سے گوارا نکرونگی میری یہی آرزو پوری فرمائیے کہ اپنے ہاتھ سے
قتل فرماکر دفن فرمائیے یہ کہکر ملکہ نے یہ شعر پڑھا شعر تمھین لحد مین اُتارو تمھین پڑھو تلقین ؎
کبھی تو صحبت راز و نیاز ہو جائے ؎ مجھکو یہ حسرت تھی کہ مین آپ سے لپٹ کر سوؤن لذت
وصل سے کامیاب ہون خیر اگر وہ نہین تو یہی سہی یہی آرزو پوری ہو کہ معشوق نے اپنے
ہاتھ سے قتل تو کیا اور اپنے ہاتھ سے دفن کیا جو کچھ ہو عاشق کو ہر ادا معشوق کی بدل بھاتی
ہی مین اسی قتل کرنے اور دفن کرنے کو وصل خیال کرونگی لے اب دیر نہ فرمائیے شوق سے
میرا سر جدا فرمائیے یہ کہکر اور فلک کی طرف دیکھکر آنکھون سے اشک ٹپکا کر آہ کھینچکر کہا کہ کیون
ای فلک تجھکو میرے ساتھ ایسا ہی سلوک کرنا تھا مین نے تیرا کیا بگاڑا ہی جو تو نے میرے
ساتھ یہ ظلم کیا اور ستم پر ستم کیے نہ معلوم یہ تیری کیا حرکت ہی اور کیسا تجھکو عاشق و معشوق سے

حسد ہی کہ عاشق معشوق کو ایک مقام پر نہین دیکھ سکتا ہی مجھکو یہ فکر رہتی ہی کہ عاشق و معشوق مین فراق رہے تو سنگ دل تفرقہ ڈالنے کی فکر مین رہتا ہی یہ آسمان کی طرف خطاب کر کے کہا اور آہ بھر کر شاہزادے سے کہا کہ ای شہریار کیا عرض کر دن کہ جو اسوقت میرے دل کی حالت ہی اگر آپ کو باور نہ ہو تو میرا سینہ چاک کر کے ملاحظہ فرما لیجیے کہ مثل ماہی بے آب کے تڑپ رہا ہی اگر بس ہوتا تو مین چاک کر کے دکھا دیتی بس یہی بہتر ہی اس امر سے کہ مجھکو چھوڑ کر جائین اور مین آپ کے فراق مین تاب نہ لاسکونگی یہ بہتر ہوگا کہ آپ مجھکو اپنے ہاتھ سے قتل کرین اور دفن فرما کر شوق سے جد ہر جی چاہے تشریف لے جائین مین مانع نہین ہون مین مفارقت مین تڑپ تڑپ کے مرنے سے اس وقت کے مرنے کو اچھا جانتی ہون کیونکہ آپ کے ہاتھ سے مٹی تو عزیز ہوگی کفن تو ملیگا مین بجاے وصل کے اسی امر کو وصل خیال کرونگی اوس لپٹ لپٹ کے سونے کو یہی خیال کرونگی کہ معشوق نے اپنے ہاتھ سے مٹی تو دی گویا یہی میرے لیے وصل ہی اور مین اسی کو لذت وصل تصور تصور کرونگی میری روح تو خوش ہوگی کہ معشوق نے اپنے ہاتھ سے دفن و کفن کیا اے شاہزادے اب اس سوختہ جگر کا سر تن سے جلد جدا فرمائیے یہ کہکر رونے لگی آنکھون سے اشکون کے قطرے ٹپکنے لگے جھڑی بندھ گئی صدف چشم سے گوہر آبدار نکلنے لگے آہ سرد لب پر تھی دونون ہاتھ جوڑے ہوے شاہزادے کی منت کر رہی تھی کہ یا تو مجھے اپنے سے جدا نہ فرمائیے اگر یہی منظور ہی کہ مین اسکو ہمراہ نہ لے جاؤن تو مجھکو قتل فرمائیے ہر مرتبہ فلک کی طرف دیکھکر اُسکی شکایت کرتی تھی کبھی زمانہ کا گلہ کرتی تھی کبھی بیوفائی کی شکایت کرتی تھی اسقدر ملکہ روئی کہ ہچکی بندھ گئی وہ پھول سے عارض آنسوون سے تر ہو گئے یہ جو عالم شاہزادے نے دیکھا کہ ملکہ نے اپنی حالت تباہ کی ہچکی لگ گئی اسقدر روئی اور رقت کا جوش ہی قریب ہی کہ کلیجہ منھ کو آجائے دل سے کہا کہ کیا تدبیر کرون اگر ہمراہ رکھتا ہون تو تمام مین بدنامی ہوتی ہی اگر جدا کرتا ہون تو یہ ہلاک ہو جائیگی کچھ بن نہین پڑتا ہی کس آفت مین مبتلا ہوا ہون میری نادانی ہوئی کہ اسکو ہمراہ لیکر لشکر سے چلے کاش اس سے نہ کہتے بدون اسکی اطلاع کے چلے آتے تو بہتر تھا یہ نہ معلوم تھا کہ یہ انجام ہوگا علمشاہ تو ادھر یہ دل سے باتین کر رہے ہین ادھر آہو چشم رو رہی ہی جب اُسنے دیکھا کہ شاہزادہ خاموش بیٹھا ہی کچھ میری بات کا جواب نہین دیتا ہی تاب نہ رہی بیقرار ہو کر

آہ کھینچکر شاہزادے کے قدمون پر گر پڑی اور رو کر کہنے لگی کہ ای میرے سرپرست مین تمپر سے نثار
ہون از برائے خدا اپنی اس کنیز اسیر دام عشق کو جدا نہ کرو مین مثل کنیزون کے خدمت کرونگی
صرف مجھکو حسرت دید ہی یہ دل چاہتا ہی کہ اس روے زیبا کو دیکھے جاؤن اور اِن عارض نازک
کی بلائین لیے جاؤن میری ہلاکت کے درپے نہ ہو یہ جو ملکہ نے کہا شاہزادے کو اُسکے حال پر
ترس آیا اور اپنا اُسکو عاشق صادق و شیفتہ پایا سر اُسکا اپنے سینے سے لگایا اپنے دامن سے
آنسو پاک کیے اور فرمایا کہ ای ملکہ اسقدر بیقرار نہ ہو اپنی حالت تباہ نہ کرو سمجھو تو کہ میرا منشا کیا ہی
ای ملکہ میرا منشا یہ نہین ہی کہ تم مجھسے ہمیشہ جدا رہو جب مین طلسم کو فتح کر کے مع سپاہ و لشکر
کے آؤنگا تو تمکو اپنے سے جدا نہ کرونگا اِسوقت مین تمھارے ہمراہ ہونے سے میری خرابی
اور بدنامی ہی ای راحت قلب ناتوان تم اسقدر کیون بیقرار ہوتی ہو رو رو کر اپنی حالت کھوتی
ہو بہت عرصہ نہ ہوگا خدا پر نظر رکھو وہ مسبب الاسباب ہی کوئی نہ کوئی ایسی صورت پیدا کرے گا
کہ مین بہت جلد واپس آؤنگا انشاء اللہ تعالیٰ مع خدم و حشم کے آؤنگا تمھاری بیقراریون سے
میرے حواس جاتے رہے ای ملکہ دل کو سنبھالو یہ امر ضرور ہی کہ تم میری عاشق صادق ہو
خداوند کریم کسی کو اِس بلائے عشق مین گرفتار نہ کرے یہ عجب بد بلا ہی اسکا بیمار اچھا نہین ہوتا
ہی سوائے وصل یار کے کسی کو اِسپر قابو نہین ملتا ہی یہ وہ مرض ہی کہ جہان اسمین مبتلا ہوا پھر
رہا ہونا مشکل ہی خدا تمپر رحم کرے ای ملکہ مین تو اس قابل بھی نہین ہون کہ کوئی مجھکو محبت کرے
ایک بدشکل انسان جاہل سپاہی بے مروت بلکہ تم میری محبت سے ہاتھ اُٹھاؤ اپنے دل کو قابو
مین لاؤ گو یہ امر ضرور ہی کہ جب حضرت عشق کی کشور دل پر چڑھائی ہو جاتی ہی اور وہ اپنے قبضے
مین کر لیتے ہین تو پھر اُنکا دفع ہونا مشکل ہوتا ہی مگر ہر ایک کو لازم ہی کہ صبر کیے اور دل پر جبر
کرے اِسطور سے بیقرار اور بے طاقت نہ ہو کچھ تو صبر کو کام مین لاؤ اور دیکھو کہ پردۂ غیب سے
کیا ظاہر ہوتا ہی اُسکے فضل و کرم پر نگاہ رکھو اور صبر کر کے مجھکو بدنامی سے بچاؤ ای ملکہ قطع ہون
وہ ہاتھ جو تمپر اُٹھائے جائین اِس قصد سے کہ تمکو قتل کیا جائے اور کور ہون وہ آنکھین
جو تمکو بنگاہ کج دیکھین یہ تم کیا کہتی ہو کہ مجھکو اپنے ہاتھ سے قتل کرو اور دفن کرو آجتک کسی
معشوق نے اپنے عاشق کو اپنے ہاتھ سے قتل کیا ہی جو مین قتل کرون یہ کیونکر مین گوارا کرون

تم ایسی حور جمال پری تمثال کو قتل کرون ایسا دل کہان سے لاؤن میرے نزدیک تو کوئی ایسا سخت
دل نہ ہوگا کہ جو اپنے اوپر مرے اُسکو اپنے ہاتھ سے قتل کرے اے ملکہ تم اسقدر مہربانی کرو کہ میرے
آنے تک لشکر مین جاکر قیام کرو مین بہت جلد آتا ہون اسطور سے جو علمشاہ نے کہا ملکہ نے علمشاہ
کو اپنے حال پر مہربان پایا آہ بھر کر کہا کہ اے شہریار مین کیا کرون دل پر قابو نہین ہے جب یہ خیال
کرتی ہون کہ آپ سے جدائی ہوگی بیقرار ہو جاتی ہون ازبرائے خدا یہ نہ فرمایئے مجھسے صبر نہوگا
اِس بارے مین کچھ نہ فرمایئے مین کیا کرون ایک شب کی جدائی گوارا نہین کر سکتی ہون جو میرے
دل کا حال ہے وہ خدا پر بخوبی روشن ہے شاہزادے نے فرمایا کہ ملکہ مین بھی تو ناچار ہون تمھین بتاؤ
کہ مین کیا کرون مجھکو کچھ بن نہین پڑتا ہے اگر یہ خیال کرتا ہون کہ تمکو ہمراہ لے چلون تو بدنامی وطعنۂ
ہم چشم کا خیال ہے اگر نہین لیے جاتا ہون تو تمھاری ہلاکت کا خوف ہے مین عجب طرح کی کشمکش مین ہون
میری تو وہ مثل ہے اگر گویم تو مشکل وگرنہ گویم تو مشکل بموجب قول آتش شعر غم صیاد و فکر باغبان ہے +
دو علا مین ہمارا آشیان ہے + اے ملکہ میری تو عقل خبط ہو گئی ہے تم ہی کوئی تدبیر بتاؤ کہ مین کیا کرون جب
علمشاہ نے اِسطور سے کہا ملکہ نے آنسو آنکھ سے ٹپکا کر یہ جواب دیا کہ اے شہریار کیا بیان کرون
میرے ذہن ناقص مین ایک بات آئی ہے اگر آپ قبول فرمایئے اُسمین کئی فائدے ہین اول تو یہ
فائدہ ہے کہ میری جان بھی بچتی ہے اور مین آپ سے جدا بھی نہین ہوتی ہون ہر وقت آپ کے ہمراہ
رہتی ہون دوسرے آپ پر کوئی بدنامی بھی نہین ہوگی تیسرے آپ کو راحت بھی ملیگی یہ سُنکر
شاہزادے نے فرمایا جلد بیان کرو ملکہ نے کہا اے شہریار مین اپنے کو قمری بناتی ہون کیونکہ مین
آپ کے شمشاد قد کی شیفتہ ہون مجھکو یہی لازم ہے کہ اپنے کو جامہ انسانی سے صورت حیوانی مین
لاؤن مین سحر سے قمری بنتی ہون آپ کے ہمراہ رہونگی جہان آپ کو شام ہوگی اپنے کو حیوان
سے انسان بناؤنگی آپ کے بلیے کل سامان راحت موجود کر دونگی پانؤن دبایا کرونگی کسی پر
یہ ظاہر نہ ہوگا کہ مین آپ کے ہمراہ ہون سب یہی خیال کرینگے کہ قمری ہے اِسی مین میری جان بچتی
ہے آپ کا کوئی نقصان نہین ہے بلکہ آپ کی راحت کا سامان ہے ہر منزل پر آپ کو راحت بھی ہوگی
اے شہریار اِسکی یہ تدبیر ہے کہ مین سحر سے ایک چھڑی بناتی ہون جب آپ اُسکو مجھسے چھُوا دیجیے گا
مین انسان سے حیوان ہو جاؤنگی اور جب دوسری طرف سے اُسکو میری جسم سے لگایئے گا

مین جامہ انسانی مین آجاؤنگی بلکہ یہ امر بھی ہوگا کہ تنہائی مین آپ سے کلام بھی ہونگی آپ کی منزل راہ خوب
کٹے گی شاہزادے نے یہ سُنکر فرمایا کہ اے ملکہ تمنے تدبیر تو خوب بتائی مگر ایک شرط ہی کہ تم کسی مقام پر سحر نکرنا
کسی قسم کی بلا مین مین مبتلا ہون تم کبھی سحر نہ کرنا میرا خدا میری مدد کریگا اگر یہ امر منظور رہو تو کیا مضائقہ ہی گو
مین قبول نہ کرتا اگر کوئی اور ہوتا لاکھ اپنے کو ہلاک کرتا مگر تمھارا ایسا ہی پاس ہی اور تمنے میری ایسی
خدمت کی ہی اور ایسی ایسی مصیبتین اُٹھائی ہین کہ جس سبب سے مین اس امر کو گوارا کرتا ہون کیونکہ تم
اپنی حالت ابتر کرتی ہو اور ہلاک ہوئی جاتی ہو اگر دوسرا اِس مقام پر ہوتا تو کبھی نہ قبول کرتا خیر
اگر یہ شرط ہی تو بسم اللہ کرو مین نے قبول کیا یہ جو شاہزادے نے فرمایا بلکہ خوش ہوگئی اُٹھکر گرد
پھرنے لگی بلا گردان ہوئی اور دوڑی ہوئی ایک درخت گل سُرخ لگا ہوا تھا اُسکے قریب آئی
اور اُسکی ایک شاخ کاٹ کر لائی اُسکو ایک طرف صاف کیا یعنی ایک پہلو سے پوست اُتار ڈالا
اور ایک سمت کو پوست رہنے دیا اِسکے بعد چشمے سے پانی لیکر زمین کو لیپا چوکا دیا چشمے مین
غسل کیا اُس چوکے مین آکر بیٹھی جھولی سے بخورات نکالے اگیاری روشن کی وہ شاخ سامنے
رکھی بخورات جلانا شروع کیا اور اسم سحر پڑھکر اُس شاخ پر دم کرنا شروع کیا شاہزادہ بیٹھا ہوا
دیکھ رہا ہی اور دل مین کہتا ہی کہ کیا کرون وہ تو اپنے کو ہلاک کیے ڈالتی ہی گو جی تو ہمراہ لیجانے کو
نہین چاہتا ہی مگر مجبور ہون اب تو جو کچھ ہو اُسنے انسانیت سے اس امر کو گوارا کیا کیا کہون مین
ایسا نہ جانتا تھا کہ یہ ایسی میری عاشق ہی میرے عشق مین انسان سے حیوان ہونا گوارا کریگی خیر
اِسکی خوشی ہی لازم ہی جو ایسا اپنا دوست ہو اُسکو ناراض کرنا خلاف مروت ہی شاہزادہ یہ باتین اپنے
دل سے کر رہا تھا اُدھر آہو چشم نے سحر سے اُس شاخ کو درست کیا جب درست ہوگئی اُسکو
لیکر چوکے سے باہر آئی سب اسباب سحر اُٹھا کر جھولی مین رکھا شاہزادے کے پاس آئی ہاتھ
جوڑ کر کہا کہ اے شہریار بسم اللہ اب آپ شوق سے مجھکو انسان سے حیوان بنا دیجیے یہ جو آپ نے
فرمایا کہ میرے اوپر کیسی ہی بلا نازل ہو اور مین کیسی ہی آفت مین مبتلا ہون تو مدد نہ کرنا اے شہریار
جبتک کہ مین جامۂ انسانی مین نہ آؤنگی اُسوقت تک سحر نہین کر سکتی ہون کیونکہ طریقہ یہ ہی کہ جب
ساحر کایا پلٹ ہوتا ہی تو وہ اُس حالت مین کہ جس حالت مین ہوتا ہی سحر نہین کر سکتا ہی جبتک اپنے
جامہ اصلی مین نہ آئے بس میرا انسان ہونا حیوان سے آپ کے اوپر منحصر ہی جبتک آپ انسان

نہ بنائیں اسوقت تک مین انسان نہ ہونگی پس جبتک مین اپنے جامہ اصلی مین نہ آونگی اسوقت تک
آپ کی کمک کیونکر کرونگی اور سحر کیونکر کرونگی اب مین آپ کے قابو مین ہون شاہزادے نے فرمایا
کہ اے ملکہ مین ناچار ہون میرا جی نہین چاہتا ہو مگر تمھارے کہنے سے مجبور ہون صرف یہ خیال ہو کہ تم
ہلاک نہ ہو جاؤ ملکہ نے کہا کہ آپ نے یہ قبول کر کے مجھکو زندہ فرمالیا ورنہ مین ضرور ہلاک ہوتی
یہ کہکر شاہزادے کو وہ شاخ ساختہ سحر دی اور کہا کہ جسطرف اسکے پوست ہو جب آپ اسطرف سے
میرے جسم پر لگا دیجیے گا مین قمری ہو جاؤنگی اور جدھر پوست نہین ہو جب ادھر سے لگا دیجیے گا
مین اپنے جامۂ اصلی مین آجاؤنگی اے شہریار جب آپ منزل پر پہونچیے گا بس تنہائی مین مجھکو انسان
بنا لیجیے گا مین خدمت کرونگی رات بھر آپ کا دل بہلاؤنگی پاؤن دباؤنگی سامان راحت ہر مقام
پر موجود کر دیا کرونگی مجھکو اپنے سامنے بٹھا کر شاخ میرے جسم سے لگا دیجیے گا اسوقت تماشہ
ملاحظہ فرمائیے گا علمشاہ نے فرمایا جو تمھاری خوشی یہ کہکر علمشاہ نے اس شاخ کو کہ جدھر پوست
تھا آہو چشم کے جسم سے لگائی شاخ کا لگانا تھا کہ ملکہ ایک مرتبہ زمین پر گری اور لوٹ مار کر اب جو
اٹھی علمشاہ نے دیکھا کہ بجائے ملکہ کے ایک قمری نہایت خوش رنگ اور بہت خوبصورت
سامنے بیٹھی ہوئی ہو علمشاہ نے جو قمری کو دیکھا اور خوبصورت پایا ہاتھ بڑھا کر پکڑ لیا اب جو
بنظر غور دیکھا تو ہر بال و پر کو خوشنما پایا عجب خوش وضع قمری تھی طوق جو گلے مین تھا کیا حسن دیتا
تھا اس رنگ و قماش کی قمری آجتک نہ دیکھی تھی کیا مزا دیتا تھا وہ طوق جو گلے مین تھا شاہزادہ
اس قمری کو دیکھکر تعریف کرنے لگا اور ہنسکر کہنے لگا کہ اب ہم بھی ایسے ہو گئے کہ انسان سے
حیوان بناتے ہین واقعی کیا خوشنما طوق ہو یہ کہکر قمری کو پیار کرنے لگا اس قمری نے جو اپنے
حال پر شاہزادے کو مہربان پایا بزبان فصیح یون گویا ہوئی کہ اے شہریار مین آپ کے
شمشاد قد کی عاشق تھی اس سبب سے یہ وضع پسند آئی آپ ہر مرتبہ جو میرے طوق کی تعریف
فرماتے ہین یہ طوق نہین ہو بلکہ آپ کے عشق کا اثر ہو مین نے آپ کے دام عشق مین اسیر
ہو کر یہ طوق پہنا ہو آپ کی شیفتہ و فریفتہ ہون یہ طوق منت ہو بموجب شعر اسیری عشق کو منظور
تھی میری لڑکپن مین + پہنایا طوق منت کے بہانے میری گردن مین + آپ کی محبت و الفت کی
منت کا طوق ہو وہ قمری جو اس خوش بیانی سے گویا ہوئی شاہزادہ بہت خوش ہوا اس قمری کو

خوش ہو کر ہاتھ پر بٹھا لیا اپنے ہاتھ سے مرکب کو آراستہ کیا سوار ہو کر اُس صحرا سے ایک سمت کو توکلت علی اللہ روانہ ہوئے یہ شعر ورد زبان تھا اور چلے جاتے تھے شعر کوئی حرم کو کوئی بتکدہ کو جائے ہو ✤ کوئی تلاش معیشت مین جان کھپائے ہو ✤ مین تجھسے پوچھوں ہوں اے دل کدھر کو جائے ہو ✤ تو بھر کے آنکھ مین آنسو یہ کہہ سنائے ہو ✤ علی الصباح جو مردم بکار و بار روند ✤ بلا کشان محبت بکوے یار روند ✤ یہ پڑھتے جاتے تھے قمری ہاتھ پر بیٹھی ہوئی تھی جہان پر جی چاہتا تھا قمری سے ہمکلام ہوتے تھے وہ بھی بفصاحت ہمکلام ہوتی تھی یہ خوش ہو کر اُسکو پیار کرتے تھے وہ قمری انکی مونس تنہائی تھی مرکب اُڑاتے چلے جاتے تھے جہان پر شام ہوئی مقام معقول دیکھکر قیام کیا اُس قمری کو انسان اُسی طریقے سے بنایا اُسنے کل سامان راحت مہیا کر دیا رات بھر باہم صحبت پاکیزہ رہی حکایت گل وبلبل بیان ہوئی کبھی لشکر کا ذکر ہوا کبھی شاہزادے نے اپنے معرکو نکا ذکر کیا جب صبح ہونے لگی شاہزادے نے آہو چشم کو قمری بنا کر ہاتھ پر بٹھا لیا مرکب پر سوار ہو کر روانہ ہوے اسی طور سے طے مراحل و قطع منازل کرتے چلے جاتے تھے رات کو باہم صحبت ہوتی تھی اسی طور سے تین شبانہ روز گزرے دن بھر راہروی مین بسر کی شب کو براحت وآرام بسر کرتے تھے یہان تک کہ چوتھے دن جو نماز صبح پڑھکر شاہزادہ مرکب پر سوار ہو کر ایک سمت کو مرکب اُڑا کر جو چلا وہ صبح کا سہانا سہانا وقت وہ طائران رنگا رنگ کا شاخہاے درخت پر بیٹھے ہوے بزبان بیزبانی بصد خوش الحانی حمد الٰہی مین مصروف ہونا گلہاے رنگا رنگ و شگوفہ ہاے بوقلمون کا شگفتہ ہو کر مہک دینا گلہاے خود رو کا کھلنا نسیم سحری کے جھوکونکا چلنا دل کو باغ باغ کیے دیتا تھا وہ آفتاب عالمتاب کا افق مشرق سے برآمد ہونا وہ ہلکی ہلکی دھوپ کا درختون پر ظاہر ہونا عجب سمان دکھاتا تھا وہ آفتاب کا طلوع ہونا کیا اچھا معلوم ہوتا تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ گل سرخ کھلا ہوا ہے جیسا کہ شاعر کہتا ہے شعر تھا چرخ اخضری پہ یہ رنگ آفتاب کا ✤ کھلتا ہے جیسے پھول چمن مین گلاب کا ✤ یہ سمان علمشاہ نے صحرا کا دیکھا ہوا سے سرد کے جھوکون نے دل کو شگفتہ کیا وجد مین آکر حمد الٰہی زبان پر لاے اُسکی صنعت کی تعریف کرنے لگے قمری ایسی خوش بیان ہے ہاتھ پر بیٹھی ہوئی نعرۂ حق سرہ بلند کر رہی ہے کہ جسکی صدا سے صحرا گونجا ہوا ہے علمشاہ نے وجد مین آکر بند قبا کھولدیے اسی عالم مین ایک طرف کو چلے جاتے تھے تھوڑی دور

راہ چلے تھے کہ ایک طرف سے لوگون کے بولنے کی صدا آئی اب جو دیکھا تو ایک بہت بڑا بیابان صحرا ہو کو سون سبزہ لگا ہوا ہو گلہاے خود رو کھلے ہوے ہین لالہ کے جو درخت صحرا مین سے لگے ہوے ہین دور سے یہ معلوم ہوتا ہو کہ شفق پھولی ہوئی ہو یا صحرا مین آگ لگی ہوئی ہو اُس صحرا کو دیکھکر شاہزادے نے اب جو بغور دیکھا یہ نظر آیا کہ بہت سے خیمے و بارگاہین برپا ہین حسن و خوبی سے آراستہ ہین لشکر اُترا ہوا ہو قرینے سے یہ معلوم ہوتا ہو کہ کوئی بادشاہ جلیل اس صحرا مین آکر فروکش ہوا ہو سوار و پیدل پھر رہے ہین اُنھین کے بولنے کی یہ صدا ہو جو کان مین آئی تھی شاہزادے نے دل مین خیال کیا کہ چلکر اس لشکر مین دریافت کرو کہ یہ لشکر کسکا ہو اور اسکا افسر کون ہو اور کیا نام رکھتا ہو اور مذہب کیا ہو یہ خیال دل مین کرکے مرکب اُسطرف کو اُٹھاکر چلے جب قریب لشکر پہونچے اہل لشکر نے دیکھا کہ ایک جوان مرکب پر سوار نہایت حسین و خوبصورت چہرہ مثل آفتاب تابان کے روشن لباس پر تکلف زیب تن مرکب پری پیکر تہ ران مسلح و کمل خود سر پر کچھ فقیری سے شوق قمری کا ذوق ایک ہاتھ پر بیٹھی ہوئی نہایت خوش و خوبصورت مرکب کو اُڑاے ہوے اِدھر کو چلا آتا ہو یہ دیکھکر اُنھین سے چند آدمی یہ خیال کرکے دل مین اور باہم یہ صلاح کرکے کہ یہ ساحر اِدھر کو آتا ہو اِدھر کا رہنے والا نہین معلوم ہوتا ہو کیونکہ وضع اور ترکیب لباس سے ثابت ہوتا ہو کہ کسی اور اقلیم کا باشندہ ہو مگر کوئی جلیل القدر ہو اور یہ ہمارے لشکر کا قصد کرتا ہو اسکی خبر بادشاہ کو کرین اگر وہ اجازت دین تو لشکر مین آنے دین ورنہ روکین یہ مشورہ کرکے وہ لوگ بارگاہ مین آئے یہان بادشاہ بارگاہ مین تخت پر بیٹھا ہوا تھا گرد و پیش ارکین دولت امیران سلطنت بصد شوکت دنگادن اور کرسیون پر بیٹھے ہوے تھے کہ وہ لوگ سامنے بادشاہ کے آئے مجرا گاہ پر سے مجرا کیا بعبودیت سے زمین ادب کو بوسہ دیا اور دعا و ثناے بادشاہی بجا لاکر یون گویا ہوے کہ جہان پناہ کی عمر دراز ہو ہم لوگ حد لشکر پر کھڑے ہوے تھے کہ ہمنے دیکھا مشرق کی طرف سے ایک مسافر مرکب پر سوار ہو مگر طریقے سے معلوم ہوتا ہو کہ کوئی مرد جلیل القدر ہو کیونکہ لباس پر تکلف پہنے ہوے ہو ہتھیار مرصع کار لگاے ہوے مرکب خوش رفتار پر سوار طرحدار خوبصورت چہرہ مثل ماہ کامل کے روشن چہرے سے رعب و داب پیدا ہو آثار شجاعت و بہادری رُخ سے ہویدا ہو مگر کچھ درویشی سے ذوق ہو کیونکہ ایک قمری بہت خوبصورت

ہاتھ پر بیٹھی ہوئی ہی ہر مرتبہ اُسکو پیار کرتا ہی ہمارے لشکر کی طرف چلا آتا ہی ہمنے جو اُسکا رُخ اِدھر کو
دیکھا ہمنے خیال کیا کہ آپ کو اِس حال سے آگاہ کرین اگر آپ اجازت دین تو اُس مسافر کو لشکر
مین آنے دین ورنہ منع کرین پس ہم اِدھر کو چلے آئے اب جیسا حکم ہو ہم بجا لائین اُنکی یہ تقریر
سُنکے بادشاہ نے فرمایا کہ اگر مسافر اِدھر کو آتا ہی اور اس وضع اور طریقے کا ہی اور شریف معلوم
ہوتا ہی تو آنے دو کیونکہ خداوند نے ہمکو رعایا پرور عدل گستر بنایا ہی ہمکو اس واسطے خلق فرمایا
ہی کہ ہم بیکسون وغریبون کی کمک کرین وقت بد مین جو مفلس ہون اونکے ساتھ سلوک کرین جو
راہ بھول گیا ہو اُسکو راہ بتائین بلکہ زاد راہ دیکر اُسکی دستگیری کرین نہ معلوم کون ہی شاید راہ
تو نہین بھول گیا ہی اُسکو شوق سے آنے دو بلکہ ہمارے پاس لے آؤ اگر ہم اُسکو مرد بہادر اور
شریف دیکھین گے اور وہ بھی منظور کریگا تو اپنا ملازم کرلین گے اگر وہ افسری اور سرداری
کے لایق ہوگا تو افسری و سرداری دونگا جاؤ اُس مسافر کو میرے پاس لے آؤ وہ لوگ یہ کلام
بادشاہ سے سُنکے بارگاہ کے باہر آئے اور اُسطرف کو چلے اِدھر سے یہ حد لشکر پر آکر پہونچے
اُدھر علمشاہ قریب لشکر آگئے اور قصد کیا کہ لشکر مین داخل ہون دریافت کرون کہ یہ کسکا لشکر
ہی پھر خیال کیا کہ تمکو کیا ضرورت ہی کہ اپنی راہ کھوٹی کرو اور لشکر مین جاؤ ہوگا کسیکا لشکر اپنی راہ
لو یہ سوچکر اُدھر سے قصد کیا کہ آگے کو بڑھون چونکہ قریب پہونچ چکے تھے اب جو قصد آگے
جانے کا کیا اور اُن لوگون نے دیکھا کہ یا تو وہ مسافر اِدھر آتا تھا اور قصد لشکر مین آنیکا اُسکا
تھا یا خود بخود قریب لشکر پہونچکر اور طرف کو روانہ ہوا لشکر مین نہ آیا یہ دیکھکر وہ لوگ پُکارے
کہ او میان مسافر کدھر کو جاتے ہو لشکر مین آؤ تمھارے اِدھر آنیکی ہمارے بادشاہ کو خبر ہوئی
اُنھون نے سُنکے فرمایا کہ اُن مسافر کو ہمارے پاس لے آؤ او مسافر بادشاہ ہمارا بڑا رحم دل
اور شریف پرور ہی اگر تمھاری قسمت نے یاوری کی اور تمنے بھی خواہش کی تو ملازم کرلے گا
اور مرتبہ اعلی دیگا بہت عزت کریگا بادشاہ بہت مسافر نواز ہی اگر نوکری کی خواہش نہ ہوگی تو
مال و زر اِسقدر دیگا کہ تم مالا مال ہو جاؤ گے ادھر آؤ تمکو بادشاہ نے یاد فرمایا ہی یہ جو اُن لوگون
نے پُکار کر کہا شاہزادے نے سُنا یا تو اور طرف جانیکا قصد کیا تھا یا پلٹ پڑے قمری نے شاہزادہ
کو پلٹتے ہوے دیکھا بحسرت شاہزادے کے چہرے پر نگاہ کی مگر شاہزادے نے نہ دیکھا کیونکہ

کیونکہ یہ تو اُدھر کو متوجہ تھے پس مرکب اُڑا کر اُن لوگون کے قریب آئے اور فرمایا کہ کیون
مجھکو پکارا تھا کیا ضرورت ہی مین مسافر ہون میری راہ کھوئی ہوتی ہی بیان کرو اور یہ لشکر کسکا
ہی اور یہان کیون اُترا ہی اور بادشاہ کا تمھارے کیا نام ہی اور یہان کس ضرورت سے
آیا ہی اور مجھکو کیون تمنے پکارا ہی اُن لوگون نے وہی تقریر بیان کی اور کہا کہ ہمارے بادشاہ
کا نام عنطاق کج کلاہ ہی شہر عنطاقیہ کا بادشاہ ہی پانچ لاکھ سپاہ زیر حکم ہی بڑے بڑے افسر بارگاہ
مین دنگلون پر بیٹھے ہین اور ہزارون پہلوان زبردست لشکر مین ہین ہمارا بادشاہ مع اپنے
برادر انور جادو کے اور چند افسرون و سردارون و پہلوانون اور کچھ سپاہ کے برائے
صید و شکار تشریف لایا ہی یہ اُسیکا لشکر فروکش ہی اور بارگاہ و خیمے وغیرہ برپا ہین سب لشکر
اُترا ہوا ہی کل سے شکار کا بندوبست ہوگا صید افگنی ہوگی کیونکہ گنوار لوگ ہکوے کے
لیے گئے ہین کل صبح سے بادشاہ مصروف شکار رہیگا آج اس سبب سے یہان فروکش ہوا
ہی کہ تھکے ہوے آئے ہین کسل راہ دفع ہوجاے گو شہر یہان سے قریب ہی مگر اُسپر کسل
ہوگیا ہی اِسوقت بادشاہ بارگاہ مین تشریف فرما ہی اور سب سردار و افسر حاضر ہین کہ آپکے
اِدھر آنیکی اُنکو خبر ہوئی فرمایا کہ وہ مسافر جو اِدھر کو آتا ہی اُسکو میرے پاس لے آؤ اگر وہ
شخص مسافر مرد شجاع و بہادر و شریف ہی اور وہ بھی قبول کریگا تو ملازم کرلونگا مرتبہ اعلیٰ دونگا
اگر وہ نہ قبول کریگا تو کچھ دیکر رخصت کرونگا کیونکہ مین مسافر نواز ہون اور رعایہ پرور
ہون و غریب دوست ہون اور اِسی لیے خداوند نے مجھکو خلق فرمایا ہی اے مسافر تیری خوش قسمتی
اور خوش تقدیری تھی جو تو اِدھر آگیا اور بادشاہ تک تیری خبر ہوگئی اور انھون نے یاد
فرمایا اے مسافر بڑے بڑے ذی مرتبہ اور ارا کین دولت و شاہزادے اس امر کی خواہش
کرتے ہین کہ بادشاہ کی خدمت مین نیاز حاصل ہو اُنکی یہ امید پوری نہین ہوتی ہی خبر تک نہین
ہوتی ہی جو مثل تمھارے خوش تقدیر ہوتا ہی اُسکی خبر ہوجاتی ہی لے اب چلو دیر نہ کرو یہ تو بتاؤ
کہ کدھر سے آنا ہوا اور کیا نام ہی اور کدھر جاتے ہو اور کیا ضرورت ہی معلوم ہوا کہ آپکو
قمری سے بہت شوق و ذوق ہی کہ یہ قمری ساتھ ہی مگر کیا خوبصورت قمری ہی ہمنے آجتک ایسی
قمری نہین دیکھی تھی کچھ اپنی حالت اور اِس قمری کی کیفیت سے آگاہ کرو کہ یہ قمری کہانسے

ہاتھ آئی شاہزادے نے فرمایا کہ مین اپنا حال تمسے کیا بیان کرون جبکہ بادشاہ نے یاد فرمایا ہی
اُنکے روبرو بیان کرونگا اپنی بھی حالت اور قمری کی بھی کیفیت اُن لوگون نے جوابدیا کہ جو
آپ کی مرضی تشریف لے چلیے علمشاہ یہ اُنسے سُنکے اُنکے ہمراہ طرف بارگاہ کے چلے اُدھر
لوگون نے بادشاہ کو خبر کی کہ وہ مسافر مع قمری کے آپ کے دربار مین بموجب آپکے
طلب کے آتا ہی حضور کیا گزارش کرین کہ کیا خوبصورت قمری ہی کہ جسکو دیکھکر یہی جی چاہتا
ہی کہ اِس مسافر سے چھین لین بادشاہ نے جوابدیا کہ اگر آتا ہی تو آنے دو اور ایک دنگل
مرصع کار طلب کرکے اپنے تخت کے روبرو بچھوایا ادھر علمشاہ قریب بارگاہ آکر پہونچے
مرکب پر سے اُترے راوی بیان کرتا ہی کہ باوجودیکہ کوئی آپ کے حال سے آگاہ نہ تھا
نہ کسی قسم کا تزک وحشم و سامان شوکت ہمراہ تھا کہ ہر ایک وہ سامان شوکت وحشم دیکھکر سلام
کرتا مگر رعب وداب وجاہ وجلال واقبال یہ تھا کہ جدھر سے گزرتے تھے اُن لوگون کے
مع اہل لشکر و دوکاندار وغیرہ کے خود بخود ہاتھ برائے سلام کے اُٹھ جاتے تھے رعب وداب
دیکھکر یہ سب کو جواب سلام دیتے ہوے قریب بارگاہ کے آئے تھے درگہ سالار نے جو
دیکھا کچھ ایسا رعب وداب چھایا کہ فورًا دیکھکر اُٹھ کھڑا ہوا جُھک کر سلام کیا کہ بسم اللہ تشریف
لے چلیے اور ایک اپنے خادم سے کہا کہ آپکے مرکب کی باگ لے لو تاکہ آپ بادشاہ کے
پاس تشریف لے جائین یہ جو درگہ سالار نے اپنے ملازم سے کہا اُسنے بڑھکر باگ مرکب
کی لی یہ باگ مرکب کی اُسکے ہاتھ مین لیکر مع قمری کے داخل بارگاہ ہوے علمشاہ نے
بارگاہ کو خوب آراستہ پایا خادم وخدمتگار وغلامان زرین کمر زرین ترکش ہر مقام پر کھڑے
ہوے تھے بیرون بارگاہ افسرون وسردارون وپہلوانون کی سواریان کھڑی تھین
یہ جلوخانون کو طے کرکے صحن بارگاہ مین تشریف لاے تو دیکھا کہ دربار آراستہ ہی ایک
جوان تاج شاہی سر پر کج رکھے ہوے تخت پر بیٹھا ہی عقب پشت وزیر باتدبیر بال ہما
کی مرچھل سے مگس رانی کر رہا ہی سب ارکین دولت ومشیران سلطنت وامیران ابہت
وسرداران باشوکت وپہلوانان زبردست دنگلون وکرسیون پر متمکن ہین یہ تو اُس دربار
کو دیکھتے ہوے بلاخوف وخطر اکڑتے ہوے اُدھر کو چلے جو جو پہلوان زبردست اُس مقام پر ۱۴۳

تھے انھین پر انکی نگاہ پڑتی تھی ادھر بادشاہ وسب اہل دربار نے دیکھا کہ ایک جوان کہ جہرہ جسکا مثل آفتاب کے درخشان ہی مثل ماہ تابان کے لباس زرنگار پہنے ہوے خود سرپر رکھے ہوے اسلحہ مرصع کار لگاے ہوے ایک قمری ہاتھ پر بیٹھی ہوئی توی تن قوی من زلفین دوش پر پڑی ہوئین تیغچہ کمر سے لگا ہوا کمان کیانی دوش پر ترکش ہزار تیر دن کا لگاے ہوے گردہ سپر کا پشت پر اکڑتا ہوا اِدھر کو چلا آتا ہی رُخ سے آثار شجاعت وجوانمردی وتہوری آشکار ہین معلوم ہوتا ہی کہ کسی ملک کا بادشاہ یا جلیل القدر افسر ہی ایسا رعب وداب پیدا تھا کہ جیسے ہی یہ ایوان مین پہونچے اور وہ سب دیکھ رہے تھے کچھ ایسا رعب طاری ہوا کہ ہر ادنیٰ واعلیٰ براے استقبال کھڑا ہو گیا ہر ایک نے سلام بہت ادب سے کیا بادشاہ کی یہ کیفیت ہوئی کہ بسبب اُن کے رعب وجلالت کے اپنے تخت پر سے اُٹھ کھڑا ہوا تعظیماً اور پہلے بادشاہ کا ہاتھ براے سلام اُٹھا علمشاہ نے سب کو جواب سلام دیا بادشاہ سے بہت خندہ پیشانی کے ساتھ صاحب سلامت کی اور ایک بار نہایت ہی تن کر تمام بارگاہ کو بغور دیکھا اور ہر ایک پر نظر ڈالی اُدھر بادشاہ و ہر ایک اہل دربار نے اپنے دل مین خیال کیا کہ ضرور یہ کسی ملک کا بادشاہ ہی اور جلیل القدر و صاحب شوکت ہی کیونکہ چہرے سے پیدا ہی کسی سبب سے آوارہ ہو کر اپنے ملک سے نکلا ہی اسکے آنے سے دربار کا اور رنگ ہو گیا کیا رعب ہی کیا دبدبہ ہی دیکھو کس نگاہ سے دیکھ رہا ہی تو اہل دربار نے بھی بخوبی آگاہ ہی ادھر اہل دربار تو یہ باتین اپنے دل مین کر رہے ہین ادھر بادشاہ نے علمشاہ کو اِشارہ کیا وہ سلام کر کے کرسی خواہ دنگل مرصع کار پر جو کہ روبرو تخت کے بچھا ہوا تھا بیٹھ گئے جب یہ بیٹھ چکے اُسوقت بادشاہ نے شاہزادے کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ ای جوان مسافر آپ کا کسطرف سے تشریف لانا ہوا اور کدھر تشریف لے جائیگا اور کیا اسم مبارک ہی اور آپ کس خاندان سے ہین مجھکو تو آپ کسی خاندان بزرگ سے معلوم ہوتے ہین مین خیال کرتا ہون کہ یا تو آپ کسی ملک کے خود فرمانروا تھے کسی سبب سے غربت اختیار کی یا کسی ملک کے شاہزادے ہین کسی کی سودائی محبت والفت مین یہ صعوبت و کربت گوارا کی یا کوئی سردار بزرگ وافسر ہین اور کسی سبب سے خواہ کہین مقابلہ پڑا ہو

مرکب نکال لایا ہو یا اسی قسم کا کوئی سبب اور واقع ہوا ہو کہ آپ لشکر سے جدا ہو کر ادھر کو
نکل آئے سوائے اِن امرون کے کوئی دوسرا امر نہین ہو راوی کہتا ہو کہ جب سے اہل دربار
و بادشاہ نے قمری کو دیکھا ہو اور علمشاہ کو ہر ایک کی نگاہ اِسی طرف لڑی ہوئی ہو جہان
اہل دربار باہم علمشاہ کی تعریف کرتے ہین وہان قمری کی بھی تعریف کرتے ہین باہم کہتے
ہین کہ دیکھو کیا خوبصورت قمری ہو ہر عضو اِس قمری کا کیسا معقول ہو طوق گلے مین کیا
خوشنما ہو ہمنے نو ہزار ون جانور دیکھے اور لاکھون قمریان نگاہ سے گذرین مگر ایسی
خوبصورت قمری نہین دیکھی نہ معلوم یہ اِس جوان مسافر کے ہاتھ کہان سے آگئی اصل
امر یہ ہو کہ جیسا یہ جوان ہو ویسی قمری بھی ہو دوسرے نے جواب دیا کہ بھائی حُسن وجمال
وہ شی ہو کہ ہر ایک اِسکا فریفتہ ہوتا ہو انسان پر کوئی منحصر نہین ہو کہ وہی حسن وجمال کو
پسند کرے بلکہ حیوان بھی پسند کرتے ہین چونکہ یہ جوان بہت خوبصورت ہو اور یہ قمری
گو حیوان ہو مگر اِسکو پسند آئی اِسکی مطیع ہو گئی دیکھو کیسی پلی ہوئی ہو کہ نہ تو یہ اُسکو پکڑے
ہو نہ قفس مین بند کیے ہو صرف کلائی پر بٹھائے ہوے ہو مگر وہ نہین اِسکے پاس سے
جاتی ہو وہ جو یہان آیا ہو اور بیٹھا ہو تو کس بے خوفی سے یہان بھی بیٹھی ہوئی ہو گو ہم سب
غیر ہین مگر اسکو اصلا خوف نہین ہو کہ کوئی ایسا نہ ہو اسیر کر لے اپنے مالک کی طرف
دیکھ رہی ہو ہمنے آجتک حیوان کو اِسقدر محبت کرتے ہوے اپنے پالنے والے
سے نہین دیکھا کہ جیسی اِس قمری کو ہو گویا عاشق ومعشوق ہین یہ جوان بھی معلوم ہوتا
ہو کہ اِسکو بہت دوست رکھتا ہو اِسی سبب سے تو ہر مقام پر اپنے ساتھ رکھتا ہو جدا نہین
کرتا ہو ایک بولا کہ اگر یہ قمری مجھکو ملجاتی تو مین کیا خوش ہوتا مگر کیون یہ جوان دینے لگا
اگر یہ ہزار دو ہزار روپیہ طلب کرلے تو مین اِسکے معاوضہ مین اِسکو دون دوسرے
نے کہا کہ تم بھی کسقدر نادان ہو بھلا کوئی بھی اپنے پالے ہوے جانور کو کسی کو دیدیتا
ہو اور جانور بھی وہ جانور جو کہ نایاب ہو بھلا تمسے تو کوئی اُس چیز کو طلب کرے جو کہ تمھاری
پسند ہو اور تم دیتو دو کبھی نہ دو گے اِسی طور سے خیال کرو ایسے امر کا خیال کرنا اور کسی سے
سوال کرنا بیکار ہو اہل دربار تو یہ تقریر کر رہے ہین علمشاہ سُن رہے ہین مگر جواب نہین

دیتے ہین ادھر بادشاہ نے جو قمری کو دیکھا تھا بہت پسند کیا تھا اور اسنے بہت تعریف کی تھی اُسکے
بعد علمشاہ سے وہ تقریر کی تھی جو کہ مذکور ہوئی ابھی علمشاہ نے جواب نہ دیا تھا کہ بادشاہ کو تاب
نہ رہی صبر نہ ہو سکا ایک مرتبہ کہا کہ ای مسافر مین ایک بات اور دریافت کرتا ہون اُسکا بھی
جواب مجھکو دینا وہ بات یہ ہی کہ واقعی کیا خوب قمری تمھارے پاس ہی ایسی خوبصورت قمری مینے
نہین دیکھی میری زبان اس لایق نہین ہی کہ اِسکی تعریف کر سکون زبان قاصر ہی اسکی تعریف مین
یہ تمکو کہان سے ملی ذرا اسکے بھی حال سے آگاہ کرو کہ یہ طائر خوشنما وخوش لقا کیونکر تمھارے
پاس آیا اور تمنے کیونکر اِسکو اسیر کیا کسقدر تمسے ہلا ہوا ہی راوی بیان کرتا ہی کہ غضنفر کج کلاہ
کو وہ قمری بہت پسند آئی تھی نہایت درجہ اُسکو رغبت تھی اُسکی طرف اسی سبب سے اُسکی
تعریف کی تھی اور اس خیال سے تعریف کی تھی کہ جب مین اِسکی تعریف کرونگا تو یہ مسافر یہ خیال
کرکے کہ بادشاہ تعریف کرتے ہین کیا اصل ہی ایک مشت پر کی والی ملک تعریف کرتا ہی دیدون
گو کوئی بات نہین ہی اگر یہ دیدیگا تو مین اِسکے صلے مین اسکو بہت کچھ دونگا مگر علمشاہ نے
یہ بھی نہ خیال کیا کہ بادشاہ کہتا کیا ہی خاموش بیٹھے تقریر بادشاہ کی سُنا کیے اہل دربار نے یہ تقریر
بادشاہ کی سُنکے اور علمشاہ کی کم توجہی کو دیکھکر باہم کلام کیا کہ یہ مسافر عجب مغرور اور کم وقعت
شخص ہی کہ بادشاہ نے قمری کی تعریف کی اِسنے کچھ توجہ نہ کی ایک مشت پر کی کیا اصل ہی بادشاہ
سے عوض کرتا کہ حاضر ہی اتنے بڑے والی ملک سے اسنے یہ مشت پر عزیز کیے دو ایک نے
کہا کہ بھائی اپنے شوق کی چیز ہی نہین دینے کو جی چاہتا ہی کسی کا تابعدار نہین ہی اُنھون نے
جواب دیا کہ یہ امر تو ضرور ہی مگر بادشاہون کی خوشی ہر ایک کو لازم ہوتی ہی اگر بادشاہ اشارہ
کرین تو ہم اس سے زبردستی لے لین یہ کیا کریگا اکیلا ہی جواب دیا اُن لوگون نے کہ یہ تو
سراسر ظلم ہوگا ادھر تو یہ باتین ہو رہی ہین مگر علمشاہ سب کی تقریر سُن رہے ہین کچھ جواب
نہین دیتے ہین جب بادشاہ اپنی تقریر ختم کر چکا اُسوقت علمشاہ نے بادشاہ کی طرف دیکھکر
فرمایا کہ ای جہان پناہ مین اپنا حال کثیر الاختلال بیان کرون عالم ضعیفی مین جوانی کی کیا کیفیت عیان
کرون ایک آوارہ مصیبت کا مارا سرگردان و پریشان مسافر ہون خانماں سے دور یگانون
سے فراق دوست آشناؤن سے جدا وطن سے آوارہ پڑا پھرتا ہون ابتو مدت سے

کوہ وصحرا اپنا مسکن ہی جہان جگہ ملگئی رات بسر کرلی دن بھر دشت و در کی خاک چھانتا ہون ہان کبھی اپنا بھی زمانہ تھا مگر اب تو عرصہ ہوا کہ یہی حالت ہی زمانے کی خوبی ہی مین کیا بیان کرون کہ کہان سے آتا ہون اگر کوئی مقام مقرر ہو تو بیان کرون نہ یہ عرض کر سکتا ہون کہ کدھر جاؤنگا جدھر مقدر لیجائیگا ادھر کو جاؤنگا ہم آوارہ گان دشت غربت کا کوئی مقام نہین ہی جہان جی چاہا پڑ رہے جہان شام ہوگئی وہی مقام جاے قیام ہوگیا جو کہ خانہ بدوش ہو وہ اپنے مقام کا کیا نشان دے اور مین گمنام کیا نام بتاؤن کیونکہ مین اب اس قابل نہین ہون کہ اپنے نام سے آگاہ کرون پس میرا نام یہ ہی کہ خانماں آوارہ خانہ بدوش عزیز و آشنا سے بیگانہ خدنگ مصیبت والم کا نشانہ یہی نام ہی اور یہی نشان ہی ہان اگر اپنا بھی زمانہ ہوتا تو نام و نشان ظاہر کرتے یہ نوبت بہم پہونچی ہی کہ لوگ ترس کھا کر بولاتے ہین کیا زمانے کی گردش ہی ایک وہ وقت تھا کہ لوگ ہمسے طلب حاجت کرتے تھے اور ہم اُنکی حاجت روائی کی کوشش کرتے تھے یا اب یہ وقت ہی کہ ہم دوسرون کے پاس اپنی حاجت لے جاتے ہین کیا بیان کرون بموجب مصرعہ خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا اور سُنا افسانہ تھا ؀ وہ زمانہ گذر گیا اب اُن باتون کا یاد کرنا اور لوگون کے روبرو بیان کرنا عبث ہی لوگ اپنے دل مین اُنکو سُنکر خیال کرینگے کہ یہ شخص بھی کسقدر شیخی خورا ہی حالت تو یہ ہی مگر وہ حال بیان کرتا ہی کہ جو کبھی خواب مین بھی نہ دیکھا ہوگا یہ جو آپ نے فرمایا کہ تم کسی خاندان عالی سے ہو یا تو کسی ملک کے بادشاہ ہو یا شاہزادہ ہو یا افسر اعلیٰ ہو یہ سب آپ کا خیال ہی اور صرف قدر دانی ہی ورنہ مین کہان اور بادشاہت اور افسری کہان مین ایک ادنیٰ شخص ہون یہ بڑے لوگون کا کام ہی ہان کچھ کسی زمانے مین تھا اُسکا ذکر بیکار ہی بقول درد ربائی ہمنے بھی کبھی جام و سبو دیکھا تھا ؀ جو کچھ کہ نہین ہی روبرو دیکھا تھا ؀ اُن باتون کو اب جو یاد کرتے ای درد ؀ کچھ خواب سا تھا وہ جو کبھو دیکھا تھا ؀ میری حالت بیان کرنے کے قابل نہین ہی وہ زمانہ گذر گیا وہ بات گذر گئی ہم تو ہمیشہ سے ایسے ہی تھے

نظم

ای آہ و نالہ مجھسے نہ آگے چلو کہ مین | نہ بلبل چمن نہ گل نو دمیدہ ہون | مین موسم بہار مین شاخ بریدہ ہون
جو کچھ کہ ہون سو ہون غرض آفت رسیدہ ہون | بچھڑا ہون کاروان سے مسافر جریدہ ہون | مین کیا کہون کہ کون ہون سعدالقبول رد

ای بادشاہ اس فلک ناہنجار و گردون غدار و آسمان تفرقہ انداز نے

زمانۂ ناساز کے ہاتھون کا برباد کیا ہوا ستایا ہوا ہون اپنے عزیزون اور یگانون سے بیگانہ ہون
مجھکو اپنا حال بیان کرتے ہوے شرم آتی ہو کیا عالم شباب کا حال زمانہ پیری مین بیان کیا جاے
بقول شاعر شعر جب کہ ہم گل تھے تو لگتے تھے ہزارون کے گلے ٭ جب سے ہم خار ہوے سب سے
اکیلے ہی بھلے ٭ یہ تو میرا حال ہو اور اس قمری کا جو واقعہ دریافت فرمایا اسکا واقعہ یہ ہو کہ یہی تو
میری مونس تنہائی ہو اور ہمدم مصیبت مسافرت و باعث رفع صعوبت ہو اگر یہ قمری نہ ہوتی تو نہ
معلوم ابتک میرا کیا حال ہوتا نہ معلوم کدھر کو نکل جاتا کن کن جنگلون و صحراؤن کی ٹھوکرین کھاتا
میری یہ حالت ہوئی کہ جانور ترس کھانے لگے اگر یہ انیس تنہائی نہ ہوتی تو مین ابتک دیوانہ
ہوجاتا اِسنے بڑی مدد کی کیا بیان کرون کہ یہ کیونکر ہاتھ آئی اسکا واقعہ عجیب و غریب ہو وہ
یہ ہو کہ جب سماعت فرمائیے گا تو تعجب فرمائیے گا مین اپنے مقام سے بوقت صبح چل نکلا منزل
طے کرتا چلا جاتا تھا کہ قریب دوپہر ایک جنگل مین پہونچا پیاس کی شدت تھی اور اشتہا بھی غالب
تھی اُس صحرا مین پہونچکر جو تلاش کیا کہ کوئی چشمہ یا چاہ ملجاے تو اُسکے کنارے بیٹھکر کھانا بھی
کھائین پانی سے بھی سیراب ہون اُسی چاہ مین ہر طرف نظر دوڑا رہا تھا کہ ایک چاہ دکھائی
دیا اُسکی جگت پختہ بنی ہوئی تھی اُسکے کنارے ایک درخت لگا ہوا تھا اُسکا سایہ تھا مین اُسکو
دیکھتے ہی مثل تیر کے اُس چاہ پر پہونچا مین نے مرکب کو چھوڑ دیا اور چاہ کی جگت پر آیا مرکب
سبزہ دیکھکر چرنے لگا نگاہ جو میری اُٹھی تو مین نے دیکھا کہ اُس درخت کی شاخ پر ایک قمری
بیٹھی ہوئی ہو اور میری طرف دیکھ رہی ہو مین نے بھی اُسکو دیکھا اور دیکھکر مین نے اپنا
سر جھکا لیا اور پانی کو چاہ سے بھرا ہاتھ منھ دھویا مرکب کو پانی پلایا اُسکے بعد زین پوش
بچھا کر جو نان و نمک ہمراہ تھا اُسکو کھانے لگا کہ یکایک یہ قمری درخت پر سے اُڑکر میرے
سامنے آکر بیٹھی مین نے چند چھوٹے چھوٹے ٹکڑے روٹی کے کرکے اِسکے آگے ڈالدیے
یہ چگنے لگی مین اپنے کھانے مین مصروف ہوا کہ پھر مین نے دیکھا کہ وہ قمری میری طرف دیکھ
رہی ہو اور وہ ٹکڑے ہوگئے ہین مین نے دوبارہ اور روٹی توڑکر اُسکے قریب ڈالی
یہ آکر کھانے لگی قصہ مختصر کہ چوتھی مرتبہ مین نے اِسقدر قریب ڈالی کہ جب یہ کھانے مین مصروف
ہوئی تو مین نے اِسکو پکڑ لیا کیونکہ یہ مجھکو خوشنما و پیاری معلوم ہوتی تھی مین نے اِسکو بگوشہ

خوب پیار کیا چمکارا پکڑنے سے ذرا بھی نہ تڑپی اب مین کھانا بھول گیا اسی کو ٹکڑے توڑ توڑ کر اپنے
ہاتھ پر کھلانے لگا یہ ایسی ہلی ہوئی تھی کہ جیسے میری پالو تھی میرے ہاتھ پر کھانے لگی پہلے تو مجھکو گمان
تھا کہ صحرائی قمری ہی جب اِسنے اس طور سے میرے ہاتھ پر کھایا تو معلوم ہوا کہ کسی کی پالو ہی کسی سبب سے
اپنے مالک کے پاس سے چلی آئی ہی اور اپنے مالک سے جدا ہو گئی ہی مجھکو دیکھا چونکہ یہان
جنگل ہی انسان کا نام نہین ہی یہ رہنے والی انسانون مین کی ہی مجھکو دیکھکر اتر آئی مین نے جو پکڑ لیا
تو اِسی سبب سے نہین تڑپی کہ پالو ہی اے بادشاہ مین نے اِسکو اپنے زانو پر بٹھا لیا اِسکے سر و پشت
پر ہاتھ پھیرنے لگا یہ خاموش بیٹھی رہی اسنے حرکت تک نہ کی مین نے ہاتھ اُٹھا لیا اسپر بھی یہ
بیٹھی رہی اُڑی نہین مین نے اپنے دل مین خیال کیا کہ چلو اچھا ہوا کہ پالو قمری ہاتھ آئی یہ جو
پاس رہیگی تو بوقت تنہائی اِسی سے کلام کرینگے اپنا درد اِسکے روبرو بیان کرینگے گو کہ یہ
بے زبان ہی جواب کیا دیگی مگر مصیبت کو سُن تو لیگی یہ خیال کر کے مین نے زانو پر بٹھا لیا اور
کھانا کھانے لگا جب کھانے سے فراغت پائی ہاتھ منھ دھویا پانی پیا مگر یہ اُسی طور سے بیخوف
زانو پر بیٹھی رہی جب کھانے وغیرہ سے فراغت ہوئی تو اُس درخت کے تنہ سے لگ کر
بیٹھ گیا قمری کو پیار کرنے لگا ہوا سرد چل رہی تھی اُسی عالم مین خیال اپنی غربت اور پریشانی
کا آیا اور خیال کیا کہ اب تم ایسے ہو گئے ہو کہ تمپر جانوران صحرائی جو کہ بے زبان ہین ترس کھاتے
ہین یہ باتین دل سے کر رہا تھا کہ ہواے سرد کے جھوکے چلے اِس سبب سے راحت جو ملی
غنودگی طاری ہوئی سو گیا بعد تھوڑی دیر کے آنکھ کھُلی تو اُس قمری کو اپنے پاس بازو پر
بیٹھا ہوا پایا اب تو اور زیادہ جرأت ہوئی اور خیال کیا کہ خداوند نے اپنی قدرت سے ایک
ہمدم پیدا کر دیا گو بے زبان ہی تو ہو مگر عالم تنہائی تو نہین ہی اُسکی قدرت کے کارخانہ
خیال کر کے خاموش ہو رہا مرکب پر زین پوش کس کے سوار ہوا اور ایک طرف کو روانہ
ہوا اُسدن سے یہ قمری میرے پاس ہی جب مین زیادہ پریشان اور کلفت زدہ ہوتا ہون تو اس سے
کہتا ہون کہ تم بھی باتین کرو تو یہ قمری حق سرہ کی صدا لگاتی ہی کہ وہ سب کلفت اسکی خوش الحانی
صدا سُنکے برطرف ہو جاتی ہی مین اِسکو اپنے سے ایک پل جدا کرنا نہین چاہتا ہون کیونکہ یہ
میری بڑی رفیق اور شفیق ہی اور اس طور سے ہاتھ آئی ہی کہ جسطور سے مین نے بیان کیا

رادی کہتا ہی کہ علمشاہ کا یہ منشا تھا کہ کسی تدبیر سے یہان قیام کرون اور اِس ملک کو اسلام آباد
کرون اور اِن لوگون کو مسلمان کرون کیونکہ سُن چکے تھے کہ یہ لوگ کافر ہین اور کوئی مرتد
بچہ شیطان ہی اُسنے اپنے کو خداوند عجائب نگار مشہور کیا ہی یہ اُسکو سجدہ کرتے ہین جب یہ یہان
آکر پہونچے تھے تو انھون نے یہ قصد کرلیا تھا کہ اگر یہ بادشاہ مجھسے کہیگا کہ تم نوکری میری کرو
تو مین کرلونگا یہان دوچار دن قیام کرکے یہان کی سب حالت دریافت کرکے اُسکے
بعد اِنکے مسلمان کرنے کی تدبیر کرونگا یکایک اپنے کو ظاہر کرنا قرین قیاس نہین ہی اِسی
سبب سے جھوٹ بولے تھے اور قمری کی حالت کو بھی دوسرے طور سے بیان کیا تھا اصل
حال سے نہین آگاہ کیا تھا کہ ایسا نہو یہ لوگ کوئی فساد برپا کرین بموجب اس عبارت کے
اور قول سعدی کے دروغ مصلحت آمیز بہ از راستی فتنہ انگیز علمشاہ نے وہ تقریر ندکو العبد
بیان کرکے بادشاہ سے کہا کہ یہ واقعہ میرا ہی جو کہ مین نے عرض کیا اور یہ سانحہ قمری کا ہی جو کہ گذارش
ہوا بادشاہ و کل اہل دربار یہ واقعہ سُنکے نہایت متحیر ہوے اور کہنے لگے کہ خداوند عجائب نگار کی بڑی
قدرت ہی اگر ایسے نہ ہوتے تو خدائی کیون کرتے حیوان کو انسان پر فریفتہ کردیا وہ جو چاہین
وہ کرین خداوند ہین کسی کو اُنکے کامون مین کیا مداخلت اُدھر بادشاہ نے اپنے وزیرون
سے کہا کہ آپ لوگون نے سُنا کہ مسافر نے کیا حال بیان کیا مقام حیرت ہی عقل کام نہین
کرتی ہی اُنھون نے عرض کیا کہ خداوند عجائب نگار کی قدرت سے کچھ بعید نہین ہی بادشاہ
نے جواب دیا کہ تم لوگ درست کہتے ہو یہ کہکر علمشاہ سے کہا کہ ای مسافر میری ایک اور
خواہش ہی وہ یہ ہی کہ اِس قمری سے تم کہو کہ یہ کلام کرے ہم بھی تو ذرا سنین علمشاہ نے فرمایا
کہ بہت خوب یہ کہکر قمری کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ ای ہمدم مونس تنہائی کچھ کلام کرو یہ علمشاہ
کا فرمانا تھا کہ اُس قمری نے نعرے حق سرہ کے لگانا شروع کیے اِس خوش آوازی اور سوز و گداز
سے لگائے کہ سب اہل دربار دنگ ہوگئے حیران حیران ہوکر مثل آئینہ دیوار بہ پشت ہوکر
رہ گئے ہر ایک ششدر تھا ہر ایک پر سکتہ کا عالم تھا صدا اے قمری سُنکے یہی ہر ایک کا جی چاہتا
تھا کہ گریبان چاک کرکے صحرا کو نکل چلیے جنگلون کی ہوا کھائیے وہ دربار نہ معلوم ہوتا تھا
شجر خوش الحان معلوم ہوتا تھا ایک سناٹے کا عالم تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ سب گل تصویر بن ہین

کسی صناع چابک دست نے یہ گلی دربار بنایا ہی تھوڑے عرصے تک یہی عالم رہا جب اُس
قمری نے آواز لگانا موقوف کی بعد تھوڑے عرصے کے وہ حالت برطرف ہوئی ابتو ہر در و دیوار
سے صداے تحسین و آفرین آرہی ہی ہر ایک یہ کہ رہا تھا کہ یہ قمری نہین ہی کوئی فرشتہ قدرت ہی
اس جاے مین اس مسافر کے پاس بحکم خداوند آیا ہی یہ مسافر کوئی بہت بڑا مقبول بندہ ہی
خداوند کا اسیر خداوند کی بڑی مہربانی ہی اور عنایت ہی کہ ایسے طائر کو فریفتہ کیا ضرور کوئی
نہ کوئی اس جوان سے خدمت معقول اور عبادت ہوئی ہی کہ جسکا صلہ یہ ملا ہی اہل دربار
ادھر یہ باہم باتین کر رہے تھے اُدھر علمشاہ نے اپنی تقریر تمام کی عنطاق کج کلاہ نے اُنکے
اور اِس حال سے آگاہ ہوکے علمشاہ سے کہا کہ ای مسافر میری دو خواہشین ہین اگر آپ
قبول کرین تو آپ کی بڑی مہربانی ہو علمشاہ نے فرمایا کہ اگر لایق قبول کرنے کے ہونگی
تو مین ضرور قبول کرونگا عذر نہ کرونگا عنطاق نے کہا کہ ایک میری خواہش یہ ہی کہ آپ میری
ملازمت کرین مین آپ کو اپنے لشکر کا افسر کرونگا مرتبہ اعلیٰ دونگا بارگاہ مین اپنی مین آپ کو
جاے معقول دونگا کیونکہ خداوند عجائب نگار نے ہم لوگون کو اِسی واسطے خلق فرمایا ہی کہ
اُن لوگون کی کمک کرین کہ جو کہ بکیس و مظلوم ہون اور جو کہ غریب ہون پس مین نے جو آپکے
آنے کی خبر سُنی تو آپ کو طلب کیا کہ مین آپ کی اپنے وقت مین کمک کرون اور آپ کو مرتبہ اعلیٰ
دون دوسری خواہش یہ ہی کہ یہ جو قمری آپ کے پاس ہی مجھکو مرحمت فرمائیے کہ اسکو اپنے پاس
رکھون کیونکہ مجھکو بہت پسند آئی ہی ایسا جانور کبھی مین نے نہین دیکھا گو لاکھون قمریان دیکھین
مگر ایسی قمری کوئی نگاہ سے نہین گذری نہ ایسی خوش گلو جس نے تمام دربار کی یہ حالت کی
کہ سکتہ کی نوبت ہوگئی ایسی صدا اُٹھی کہ دل کو کھینچتی تھی اِسکے عوض مین جو آپ طلب کرینگے مین
آپ کو بخوشی دونگا علمشاہ نے یہ سُنکے جواب مین فرمایا کہ ای بادشاہ آپ کے پہلے سوال کا یہ
جواب ہی کہ مین ایک مرد سودائی خفقانی مزاج ہون مجھکو آبادی وغیرہ پسند نہین آتی ہی صحرا مجھے
بھاتی ہی ہمہ وقت اختلاج قلب رہتا ہی مزاج مین سودے کی کثرت ہی کسی کی صحبت بھاتی
نہین ہی پس مین مجبور ہون ملازمت نہین کرسکتا ہون مجھکو معاف فرمائیے آپ کی مہربانی سے
میری بسر اوقات کے موافق میرے پاس ہی اور بابت قمری کے جو آپ نے فرمایا اُسکا جواب

یہ ہی کہ یہ ایک مشت پر ہین کوئی انکی اصل نہین ہی آپ پر سے تصدق ہین مگر عرض کرچکا ہون کہ مین آنکی
ایک منٹ کی جدائی گوارہ نہین کرسکتا ہون یہ میری روح وجان ہی بھلا یہ ہوسکتا ہی کہ جسم سے روح جدا
ہوجاے اور انسان زندہ رہے بقول کسے ایک روح دو قالب ہین بس مین اس قمری کو
نہین دیسکتا ہون معاف فرمایا جاؤن عنطاق کج کلاہ نے جواب دیا کہ مین نے دو امر کہے
ہین نوکری کے بارے مین آپ کو اختیار ہی چاہے کیجیے چاہے نہ کیجیے مگر یہ قمری مجھکو عنایت
فرمایئے لاکھ دو لاکھ روپیہ مجھسے لے لیجیے اور جدھر چاہے تشریف لے جایئے اور قمری
کو پرورش فرمایئے گا میری بھی خوشی ہوجائیگی علمشاہ نے جواب دیا کہ یہ غیر ممکن ہی یہ قمری تو
نہ دونگا اور نہ ملازمت کرونگا لاکھ دو لاکھ روپیہ کی کوئی اصل اِس قمری کے مقابلے مین
نہین ہی دوسرے آپ کی عنایت و مہربانی سے اِسقدر تو میرے کیسے سے بھی ہوسکتا ہی
اِس قمری پر سے لاکھون روپیہ نثار ہی یہ جو فرمایا کہ اور مال لینا تو یہ امر کیا اپنے اختیار مین ہی
مقدر سے ملگئی اسکو مین آپ کو دیکر اپنی راحت مین فرق لاؤن عنطاق کج کلاہ خاموش ہو رہا
مگر بہت بڑا صدمہ ہوا اِسکے بھائی رموز جادو نے جو دیکھا کہ بھائی کا میلان قمری کی جانب ہی
اور مسافر سے طلب بھی کی اُسنے اِنکار کیا بُرا معلوم ہوا اُسوقت دربار سے اُٹھا اور باہر آکر
اپنے خیمے مین آیا اور جو کا دیا ماش کا آٹا نکلا اُسکا ایک باز بنایا اُسپر سحر کیا سحر کرنا تھا کہ وہ
باز ایک مرتبہ تڑپ کر اُڑا اِسنے سحر کرکے اُس باز سے کہا کہ بارگاہ مین بادشاہ کی ایک
جوان بیٹھا ہی اُسکے پاس ایک قمری ہی اُسکو بادشاہ نے پسند کیا ہی اُسکو اُسکے پاس سے
لے آ وہ باز اُڑکر چلا اُدھر سے باز جاتا ہی یہ سحر کو زور دے رہا ہی وہان علمشاہ بارگاہ مین بیٹھے
ہوے تھے بادشاہ سے باتین کر رہے تھے اہل دربار یہ باہم کہہ رہے تھے کہ یہ شخص
بڑا مغرور ہی کہ بادشاہ نے خود اپنی زبان سے قمری کو طلب کیا اور اسنے اِنکار کیا ایک
مشت پر عزیز کیے بادشاہ دو لاکھ روپے دینے پر راضی تھا دو لاکھ روپے لیتا اُس سے تجارت
کرتا یہ کیا حرکت کی کہ والی ملک سے ایک مشت پر کے لیے اِنکار کیا اگر وہ حکم دیدے تو
ابھی ہم ہاتھ مروڑکر چھین لین اِسکو خوف بھی نہ ہوا کہ ہم اکیلے ہین اور بادشاہ سے اِنکار کرتے
ہین ایسا نہ ہو بادشاہ کو غصہ آجاے اور زبردستی لے لیوے علمشاہ اُن لوگون کی تقریر

تقریر سن رہے تھے کچھ جواب نہین دیتے تھے بادشاہ سے باتین کر رہے تھے بادشاہ اصرار
کر رہا تھا علمشاہ انکار کر رہے تھے کہ یکایک ایک برق چمکی سب نے دیکھا کہ ایک باز پیدا
ہوا اور رکندے جوڑ کر طرف قمری کے چلا اس باز کا عکس جو علمشاہ پر پڑا ہاتھ پانون کی حس و
حرکت جاتی رہی وہ باز اس قمری پر گرا اور پنجے مین دبا کر لے چلا علمشاہ نے قصد کیا کہ باز
کو پکڑ لون مگر ہل نہ سکے یہ دیکھکر رہ گئے وہ باز قمری کو لیکر اڑ گیا یہ منھ دیکھکر رہ گئے جبتک
وہ باز بارگاہ مین رہا علمشاہ نے لاکھ لاکھ اٹھنے کا قصد کیا مگر نہ اٹھ سکے جب وہ باز قمری کو
پنجہ مین دبا کر لے گیا تب انکے ہاتھ پانون مین حرکت پیدا ہوئی یہ گھبرا کر اٹھے اور طرف صحن
کے چلے کہ اگر باز اڑتا ہوا جاتا ہو تو تیر مار کر اسکو گرا دون صحن بارگاہ مین آکر دیکھا تو
نہ پایا بیرون بارگاہ آئے وہان بھی نہ پایا لاکھ لاکھ نگاہ دوڑا کر آسمان کی طرف دیکھا لیکن پتہ
نہ پایا بہت بڑا افسوس ہوا کف افسوس ملتے ہوئے اور دل سے یہ باتین کرتے ہوئے
کہ مین کیون یہان آیا کیا ضرورت تھی مفت مین قمری کو کھو یا عنطاق کج کلاہ نے بڑی دغا
کی ہائے بڑا غضب ہوا چلو عنطاق پر دباؤ ڈالکر قمری کو لین معلوم ہوتا ہے کہ قمری اسکو پسند
آئی تھی اسنے مجھسے طلب بھی کی تھی مین نے انکار کیا تھا کوئی ساحر اسکے پاس ہے اسنے اس
ساحر سے کہکر اٹھوا منگایا عجب نہین ہے کہ اسکا بھائی رموز جادو ہے یہ اسی کی کارروائی ہے
جب اسپر دباؤ ڈالو گے تو شاید ملجائے یہ تو ادھر کو چلے وہان اہل دربار حیران ہین کہ یہ کیا
واقعہ ہے باز آیا اور قمری کو لے گیا یہ باز کیسا تھا اہل دربار حیران ہین اور خود عنطاق شاہ
بھی حیران تھا یہ لوگ تو حیران بیٹھے ہوئے تھے وہان باز نے قمری کو لیجا کر رموز جادو
کے پاس ڈالدیا رموز نے اس قمری کو ایک قفس مین بند کیا اور ایک رقعہ بھائی کو تحریر کیا
کہ مین نے قمری کو سحر سے منگا لیا ہے باز سحر بھیجکر اٹھوا لیا اگرچہ مسافر کوئی امر کرے تو برا نمانیے
کیونکہ جسکی چیز جاتی ہے اسکا جو جی چاہتا ہے وہ کہتا ہے کیونکہ آپ کو پسند تھی آپ نے اس سے
طلب کی اسنے انکار کیا مجھکو برا معلوم ہوا مین اپنے خیمے مین آیا اور سحر کرکے منگا لیا وہ قمری
موجود ہے جب وہ مسافر چلا جائیگا تو حاضر کر دونگا یہ لکھکر بھائی کے پاس ایک غلام کے ہاتھ
روانہ کیا وہ غلام نامہ لیکر ادھر علمشاہ اندر بارگاہ کے آئے مگر حالت یہ تھی [illegible]

تھا ابرو چڑھے ہوئے تھے منھ مین کف تھا نہایت غیض طاری تھا یہ عالم تھا کہ کانپ رہے تھے دنگل پر تو بیٹھ گئے اہل دربار و بادشاہ نے جو علمشاہ کی یہ حالت دیکھی سب خاموش بیٹھے ہوے دیکھ رہے تھے یہ علمشاہ نے بیٹھکر عنطاق کج کلاہ کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ اے بادشاہ تمھاری بارگاہ مین آکر میری قمری کو باز اٹھا لیگیا پس اسی مین خیریت ہے کہ میری قمری کو منگا دیجیے نہین بارگاہ مین آتا نہ قمری میرے پاس سے جاتی یہ کون سی حرکت ہے کہ اپنے گھر مین بلاکر کسی کو تکلیف دینا یہی مہمان نوازی و مسافر نوازی ہے یہی امر بادشاہون کو لازم ہے کہ کسی کی چیز زبردستی چھین لین واہ کیا خوب مین آپکی بارگاہ مین آکر خوش ہوا یہ تو دیدہ و دانستہ ظلم ہے کوئی ایسا بھی ظلم کرتا ہے لے بس مذاق ہوچکا قمری منگا دیجیے جب یہ علمشاہ نے فرمایا اہل دربار نے ایک بلند قہقہہ لگایا اور کہنے لگے کہ دراصل یہ مسافر دیوانہ ہے لو اور سنو باز ایک جانور پرند ہے وہ قمری کو آکر لے گیا اُسنے کھا بھی لیا ہوگا یہ بادشاہ سے کہتے ہین کہ قمری منگا دیجیے مذاق ہوچکا اِس حماقت کا بھی کوئی ٹھکانا ہے واہ رے احمق کوئی باز بادشاہ کا تابعدار ہے کہ وہ منگا دین نہ معلوم کدھر لیکر گیا یہ امر علمشاہ کو از حد ناگوار ہوا اُنکا ہنسنا اور باہم یہ تقریر کرنا اور سُننا کہ یہ سب مجھکو احمق بناتے ہین اور غصہ آیا کیونکہ یہ تو آتش مزاج شعلہ خو ہین اِنکا بھلا اِن باتون کی کب سننے کی تاب ہے اُن لوگون کو تو کچھ جواب نہ دیا مگر بادشاہ سے کہا کہ آپ نے میری بات کا کچھ جواب نہ دیا جواب دیجیے کہ آپ کو کیا منظور ہے بادشاہ نے مسکرا کر کہا کہ اے مسافر یہ کون سی بھلا عقل کی بات ہے کہ ایک جنگلی باز آکر تمھاری قمری کو لیگیا نہ معلوم کدھر لیگیا ہے مین کہان سے منگا دون اگر کوئی آدمی لے جاتا تو تم خیال کرتے کہ میری سازش سے لے گیا جانور سے مین کیونکر منگاتا تم سچ کہتے ہو کہ میرا مزاج سوداوی ہے اِسوقت معلوم ہوتا ہے تمھارے سودے نے زور کیا ہے اسی سبب سے یہ تقریر کرتے ہو یہ بھی کوئی بات ہے اور واقعی تمکو صدمہ ہوگا کیونکہ تمھاری تو پالوتی تھی جبکہ ہمکو صدمہ ہے جانے دو اور پال لینا اگر تم کہو تو لاکھ دو لاکھ روپیہ منگا دون یہ تقریر علمشاہ کو بادشاہ کی نہایت ناگوار گذری ایک مرتبہ بگڑ کر فرمایا کہ کیون مجھسے باتین بناتے ہو تمھاری سازش سے میری قمری گئی ہے تمنے مجھسے طلب کی تھی مین نے دینے سے انکار کیا تھا تمنے اپنے بھائی سے کہا چونکہ وہ ساحر ہے اُسنے باز سحر بھیجکر اُس سے قمری کو اٹھوا لیا

وہ باز جنگلی نہ تھا باز سحر تھا اگر پایا جاتا تو ٹانگین چیر کر پھینکدیتا اسی مین خیریت ہی کہ قمری کو منگا دو ورنہ
خون سے بارگاہ لال کردونگا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا ایک قمری کے عوض مین اتنون کی
جان لونگا کیا سہل ہی قمری کا میرے پاس سے لے لینا دن دہاڑے ڈانکا ڈالتے ہومن کپڑے
بھی تو عمدہ پہنے ہون ہتھیار بھی تو عمدہ لگائے ہون مرکب بھی تو نایاب ہی یہ بھی چھین لو اسکے
لینے سے تو نفع ہی قمری کے لینے سے کیا نفع ہی اسے لے لو کیا اسی لیے بولایا تھا یہ جو علمشاہ
نے کہا اہل دربار اور بہت زور سے ہنسے اور باہم چشمک کرنے لگے کہ تقریر سنتے ہو کہ یہ
مسافر کیا کیا کہتا ہی کہ باز سحر قمری کو لے گیا تمھارے بھائی نے سحر سے منگا لی میری قمری منگا دو
نہین بارگاہ خون سے لال کرونگا واقعی اسکو خلل دماغ ہی دیکھو تو تنہا ہو کر ہزارون کو
قتل کرینگے بڑے بہادر ہین نہ معلوم اپنے دل مین کیا لقمہ رکھتے ہین اگر بادشاہ حکم دین
تو ابھی منھ کچل کر رکھدین ایک مشت پر کے لیے بادشاہون سے ایسی تقریر کرتا ہی یہ بھی
علمشاہ نے سُنا بادشاہ نے علمشاہ کی اس تقریر کا یہ جواب دیا کہ ای مسافر تم کیا دیوانے
ہوگئے ہو کچھ خلل دماغ ہوگیا ہی بھلا مین کہان اور باز کہان یہ صرف تمھارا خیال ہی کہ سحر کے
باز سے منگا لیا اگر مجھکو زبردستی لینا ہوتا تو تم اکیلے تھے مین دو ایک اپنے سردارون سے
کہتا وہ تمسے چھین لیتے تمھاری عقل کو کیا ہوگیا مرد جہاندیدہ ہو کر کیسی باتین کرتے ہو ذرا
زبان کو سنبھالکر بات کرو خیال تو کرو کہ ایک مشت پر کے لیے کہ جسکی کچھ بھی اصل نہین ہی
تم کیا کلمات زبان سے نکالتے ہو کیا تمنے کبھی کسی کا دربار نہین دیکھا کیا بادشاہون کی
صحبت مین نہین بیٹھے ہو شریفانہ تقریر کرو اس تقریر بیجا کو جانے دو یہ دربار شاہی ہی اور
مین بادشاہ ہون میرا کچھ تو خوف لحاظ کرو مجھکو ہر طرح کا اختیار ہی یہ کوئی ایسی ویسی صحبت
نہین ہی دربار ہی اسی مین بہتری ہی کہ اپنی زبان روکو اور اگر ایسا ہی غصہ ہی تو اسوقت
یہان سے چلے جاؤ مین نے تمھارا بہت پاس کیا صرف اس خیال سے کہ تم میری بارگاہ
مین آئے ہو میرے طلب کیے ہوے ہو اور مسافر ہو ورنہ اس سخت کلامی کی سزا دیتا میرے
بڑون کی تو یہ طاقت ہی نہین کہ میرے روبرو کلام کر سکین نہ یہ کہ یہ کہین کہ بارگاہ کو لال کر دینگے
بھلا تم اکیلے کیا لال کروگے لاکھ دو لاکھ تو آکر لال کرین اور یہان سے زندہ نکل جائین بس

اب کچھ نہ کہنا اگر تمکو بیٹھنا ہی تو خاموش بیٹھے رہو ورنہ چلے جاؤ زیادہ تقریر نہ کرو یہ جو عنطاق نے کہا
اب انکو کب تاب ہی آگ ہوگئے تمام جسم کے بال کھڑے ہوگئے ایک مرتبہ تیوری بدلکر جواب دیا
کہ اب تو ہم بدون قمری کو لیے ہوے یہان سے نہ جائینگے اور دیوانے وسٹری تم لوگ ہو
مین اکیلا اس بارگاہ کو لال کر دونگا کیا خوب ایک تو چوری دوسرے منھ زوری دیکھون تو
کون قمری نہین دیتا ہی اتنے یہان بیٹھے ہین مین کسی مین یہ دم نہین پاتا ہون کہ قمری کو نہ دے
معنی اس امر کے یہ ہین کہ قمری کو سامنے لاکر رکھدو اور پھر لے جاؤ تو مین جانون یہ کیا حالت
غفلت مین لے گئے وہ لیجانے والا حرامزادہ میرے سامنے تو آئے اور مین خود اس امر کا
پاس کرتا ہون کہ تمھاری بارگاہ مین آیا ہون ورنہ مین اسقدر تامل بھی کرتا ابتک کب کا دو
ایک کو قتل بھی کرچکا ہوتا اگر قمری نہ آتی مین تو کسی کو ایسا نہین پاتا ہون کہ مجھکو سزا دے
بہتری اسی مین ہی کہ قمری منگا دو زیادہ فساد کو طول نہ دو تمھارے اہل دربار باہم کہرہے
تھے کہ بادشاہ کو قمری نہین دی انھون نے طلب بھی کی ہمکو حکم دین تو ہم ہاتھ مروڑکر چھین
لین مین سب سن رہا تھا وہ تمھارا بھائی دربار سے چلا گیا اسکے جانے کے بعد یہ واقعہ
ہوا کہ باز آکر قمری کو لے گیا یہ اسیکا کام تھا لے زیادہ تقریر نکرو قمری منگا دو آیندہ تمکو اختیار ہی ابھی
تک مجھکو غصہ نہین آیا مین بمنت و خوشامد تمسے کہہ رہا ہون اگر غصہ آجائیگا تو بہت بڑی خرابی
ہوگی یہان سر بوٹتے نظر آئینگے آیندہ تمکو اختیار ہی عنطاق شاہ نے جو یہ تقریر سنی اور اہل دربار
نے اہل دربار کو بہت گران گذری ہر ایک اپنی تلوار کے قبضے کو دیکھنے لگا اور جھومنے
لگا اور یہ خیال کرنے لگا کہ اگر بادشاہ حکم دین تو مارے تلوارون کے اسکے ٹکڑے کردالین
یہ بڑا بے ادب اور گستاخ ہی اور سب سنبھلکر بیٹھے ادھر علمشاہ نے کہا کہ یہ جو تمنے کہا کہ یہ دربار
بادشاہ ہی اور کوئی صحبت نہین ہی ایسے ایسے بہت سے دربار بنا دیے ہین اور یہ جو کہا کہ
شریفانہ تقریر کرو ہمنے بہت سے پاجیون کو شریف بنا دیا ہی معلوم ہوتا ہی کہ تمکو آجتک کسی
شریف سے صحبت کا اتفاق نہین ہوا ہی سوا سے کمظرف لوگون کے اور مین تو زبان کو اسوقت
تک نہ روکونگا جسوقت تک قمری نہ آئیگی بادشاہ نے جواب دیا کہ تو بڑا گستاخ معلوم ہوتا
ہی راوی کہتا ہی کہ اب عنطاق کو بھی یہ تقریر سنکے غصہ آگیا تھا جب ایسی تقریر کی ورنہ خاموش

بیٹھا سن رہا تھا عنطاق نے کہا کہ ثابت ہوا کہ تو ادب سے بے بہرہ ہی بادشاہون سے ایسی
بیہودہ تقریر کرتا ہی تیری بھی یہ لیاقت ہوئی کہ تو ہمارے روبرو ایسی تقریر کرے بڑا پاجی معلوم
ہوتا ہی جہانتک ہم ٹلتے ہین وہانتک سر چڑھا چلا آتا ہی ہو شرط کہ اہل دربار سے کہدون کہ
وہ کان پکڑ کر بارگاہ کے باہر نکالدین اور جب تو ہم اِنکار کرتے تھے کہ ہم قمری کے حال سے
نہین آگاہ ہین ہمکو تیرا کوئی خوف نہ تھا کہ اس سبب سے انکار کرتے تھے دراصل آگاہ نہین
ہین اب جب تجھکو یقین نہین آتا ہی تو سُن لے کہ ہان قمری ہمنے زبردستی بذریعہ سحر کے چھین لی
دیکھین تو ہمارا کیا کرتا ہی اور اب تو بدون قمری لیے یہان سے نہ جانا اور ہم بھی نہ دینگے
تجھکو بھی دیکھنا ہی کہ کیونکر اکیلا بارگاہ کو لال کرتا ہی اور کیونکر پاجی کو شریف بناتا ہی یہ کہنا تھا کہ
یہ معلوم ہوا کہ تو دہ بارود مین آگ لگا دی علمشاہ کی تو یہ حالت ہوئی اِس تقریر کو سُنکے کہ ایک
دود غلیظ تھا کہ کاخ دماغ کو توڑ کر نکلگیا آتش غیظ وغضب کا نون سینے مین مشعل ہوئی اور
ایک مرتبہ ڈانٹ کر جواب دیا کہ او عنطاق پاجی تو اور تیرا باپ او بے ادب وگستاخ تو
اور تیرے تمام بزرگ بس اب بیہودہ تقریر مجھسے نہ کرنا اور ذرا مین بھی تو دیکھون کہ وہ
کون سے اہل دربار ہین جو کہ میرے کان پکڑ کر بارگاہ سے نکال دینگے ذرا مین ان لوگون کا
منھ تو دیکھون اور یہ جو تو نے کہا کہ ہم کہتے ہین کہ قمری ہمنے نہین لی ہم قمری سے آگاہ نہین
ہین مگر تم یقین کرتے ہو جب نہین لی تھی اب لی دیکھین کیا کر سکتے ہو اُسکا جواب یہ ہی کہ ہوشیار
کر کے قمری کو لے جاتے تو مین جانتا اور اُس لیجانے والے کو مرد خیال کرتا اِس دھوکے
مین نہ رہنا کہ مین اکیلا ہون اور تم بہت ہو میری نگاہ مین یہ لوگ سماتے بھی نہین ہین او
عنطاق قرمساق اب جو کچھ سخت کہیگا یاد رکھ کہ گُدی سے زبان تیری کھینچ لونگا اور ایک ایسا
طمانچہ مارونگا کہ سر گو کھاتا پھریگا عجب بدتمیز اور تو پاجی ہی بہادرون سے ایسے کلام کرتا ہی معلوم
ہوا کہ تجھکو سوائے رذیل کے کسی شریف سے صحبت کا اتفاق نہین پڑا ہی تو مغرور کس امر پر ہی
اگر اِن اہل دربار پر مغرور رہی تو کسی سے کہہ کہ وہ مجھکو یہان سے نکال دے دیکھ تو سہی او
نطفۂ حرام کسقدر سر زمین پر لوٹتے نظر آتے ہین یہ جو علمشاہ نے فرمایا اہل دربار کا تو یہ
حال ہوا کہ ہر ایک فرط غصے سے کانپنے لگا اور باہم کہنے لگے کہ بڑی سخت کلامی کر رہا ہی ہم بادشاہ

خوف سے خاموش بیٹھے ہین ورنہ اسکو سزا دیتے اسکی اجل سر پر بول رہی ہی عنطاق کج کلاہ نے جو یہ سُنا اور دیکھا کہ مسافر بگڑ گیا اور گالیان دے رہا ہی نہایت ورجہ غیظ آیا اور پُکار کر کہا کہ معلوم ہوا کہ تیری اجل تجھکو یہان کھینچ لائی ہی ہی شرط کہ اپنے اہل دربار کو حکم دون کہ وہ تجھکو اس سخت کلامی کی سزا دین اور تیری زبان سنان نیزہ سے کھینچ لین علمشاہ نے فرمایا کہ او ولد الزنا راستہ اسکا دیکھتا ہو اگر تو ایک مان اور ایک باپ کا ہی تو حکم دے اور تماشہ دیکھ کہ مین یکہ و تنہا کیا کرتا ہون یہ جو علمشاہ نے کہا عنطاق کو اب تاب نہ رہی اُسنے پلٹ کر دست چپ کی طرف دیکھا اُسکے دربار مین اُسوقت چپ و راست کی طرف بہت سے سردار بیٹھے ہوے تھے سب اپنے کو رستم وقت و اسفندیار خیال کرتے تھے دست چپ کی طرف اُسکے ایک پہلوان زبردست بیٹھا ہوا تھا کہ جسکا نام طیفور آدم خوار تھا عنطاق نے طیفور سے کہا کہ ای طیفور لینا اس بے ادب کو اور اسکو اسکی سخت کلامی و گستاخی کی سزا دینا بہت بڑا بے ادب ہی ایک مشت پر کے لیے یہ سخت کلامی کرتا ہی یہ حکم دینا تھا کہ طیفور بل کر کے اپنے دنحل پر سے اُٹھا اور طرف علمشاہ کے یہ کہتا ہوا چلا کہ او مسافر رہ جا مین آتا ہون اور تجھکو سزا دیتا ہون تیری بوٹیان کاٹ کر کھا جاونگا بے سامنے بادشاہ کی خدمت مین یہ بے ادبی بس زبان اپنی بند کر یہ کہکر اور جست کر کے چلا علمشاہ نے فرمایا کہ ذرا سنبھلکر آنا اور ہوشیار ہو کر آنا اُسنے کہا کہ مین ہوشیار ہون اور آتے ہی اُسنے قصد کیا کہ اس جوان کو کرسی پر سے اُٹھا کر باہر بارگاہ کے لیجا کر ہلاک کرون راوی بیان کرتا ہی کہ علمشاہ بے خوف کرسی پر بیٹھے ہوے ہین کچھ خوف نہین ہی جیسے ہی اُسنے اس قصد سے ہاتھ علمشاہ کی طرف دراز کیا شاہزادے نے جب دیکھا کہ ہاتھ قریب آیا اُسکا ہاتھ جھپ سے پکڑ لیا اور جھٹکا دیا کہ وہ منھ کے بھل انکی طرف آیا انھون نے بائین ہاتھ سے ایک تمانچہ جو مارا ایک تڑاقے کی صدا پیدا ہوئی تمام بارگاہ گونج گئی معاذ اللہ یہ تمانچہ علمشاہ کے ہاتھ کا ملک الموت تھا بھرپور جو پڑا سر چنبر گردن سے اُڑ گیا دور جا کر گرا اُنھون نے کاسہ سر چھوڑ دیا دھڑ زمین پر گرا اور تڑپنے لگا اُسکے خون سے فرش رنگین ہوگیا یہ قوت و طاقت اہل دربار و بادشاہ نے جو دیکھی سب کے ہوش جاتے رہے ہر ایک نے اپنے دل مین کہا کہ بڑی طاقت قوت رکھتا ہی بلا کا آدمی ہی کہ جسنے ایک تمانچے مین طیفور ایسے پہلوان کا کام تمام کیا راوی کہتا ہی کہ بادشاہ کا

تو یہ حال ہوا کہ دنگ ہو کر رہگیا مگر اہل دربار قبل سے بگڑے ہوے تھے سب خون کے گھونٹ پی رہے تھے علمشاہ کی تقریر سے بدظن ہو رہے تھے مگر بخوف بادشاہ کے کوئی نہ بولتا تھا تیغ و سپر سنبھالے ہوے بیٹھے تھے کہ ضرور بادشاہ حکم دیگا کیونکہ تکرار کو طول ہوگیا ہی جسکی طرف بادشاہ نے اشارہ کیا وہ جا پڑیگا وہی ہوا کہ جیسے طیفور کی طرف اشارا کیا تھا اور کہا تھا وہ جا پڑا تھا مگر کام آیا اُسکا مرنا تھا کہ اُسکے بھائی صیفور آدم خوار کی نگاہ مین بھائی کا خون دیکھکر زمانہ تیرہ و تار ہو گیا ایک مرتبہ اپنے دنگل پر سے یہ کہکر اُٹھا کہ او مسافر اب کب مین تجھکو زندہ چھوڑتا ہون تو نے غضب کیا کہ میرے بھائی کو سر دربار قتل کیا یہ کہکر اور لپک کر آیا اور آتے ہی تلوار نیام سے لیکر سر علمشاہ پر تلوار کا وار کیا سب دیکھ رہے ہین کہ وہ مسافر اُسی طور سے کرسی پر بیٹھا ہی ذرا بھی ہراس نہین مگر چہرہ فرط غیض سے لال ہی یہ تو سب دیکھ رہے ہین اُدھر اُسنے جو تلوار کا وار کیا یہ بیٹھے رہے مگر تلوار کی طرف اِنکی نگاہ تھی جیسے ہی تلوار قریب سر آئی اُلٹا ہاتھ مار کر تلوار پٹ پڑی ہاتھ بڑھا کر کلائی اُسکی پکڑلی اور ہاتھ مروڑ کر تلوار چھین لی اور اب جو جھٹکا دیا اور پکڑ کر کھینچا کہ وہ قریب آیا ایک گھونسہ یہ کہکر مارا کہ او حرامزادے کیا کہتا تھا اب کہ جو تجھکو کہنا ہی گھونسہ مارنا تھا کہ سر اُسکا مثل تربز کے شق ہوگیا اور تمام مغز سر پراگندہ ہو گیا اُسنے جھک کر کہا اور گرا گرتے ہی اُسکی روح دار اسفل کو راہی ہوئی یہ واقعہ دیکھکر عنطاق نے اہل دربار کو کہا لینا سب اہل دربار تلوارین علم کرکے اپنے اپنے مقام سے اُٹھے اور طرف علمشاہ کے چلے علمشاہ نے جو یہ واقعہ دیکھا یہ بھی کرسی پر سے اُٹھ کھڑے ہوے اور تیغہ کپیتان فرنگی کو بنام انتقام سے کھینچ لیا وہ لوگ چارون طرف سے بلوہ کرکے آئے اور وار کرنے لگے یہ ہمہ تن جسم بیٹھے ہوے ہین جسنے وار کیا اُسکے وار کو خالی دیکر اب جو ہاتھ مارا دو پر کالے کیے سرداردن کو تلوار سے قتل کیا ابتو غُل ہوگیا کہ دربار مین تلوار چلنے لگی اُس مسافر سے اور اہل دربار سے خوب جنگ ہوئی اُسکی قمری کو باز لیگیا اُسنے بادشاہ سے طلب کیا بادشاہ نے انکار کیا کہ مین واقف نہین ہون باہم سخت کلامی کی نوبت آئی بادشاہ نے طیفور کو حکم دیا کہ اسکو باہر نکالدو وہ باہر نکالنے کو چلا اُس مسافر نے طیفور کو بھی قتل کیا اور اُسکے بھائی صیفور کو بھی مارا اور کئی سرداروں کو قتل کیا تلوار چل رہی ہی یہ جو غل و شور ہوا جسقدر لشکر تھا اُسمین اُسیوقت

کمر بندی ہونے لگی بیرون بارگاہ تو لشکر تیار ہو رہا ہی اور ادہر گرد بارگاہ جمع ہو رہا ہی اور جو سردار
بیرون بارگاہ تھے وہ مسلح و مکمل ہو ہوکر اندر بارگاہ کے آئے یہان آکر دیکھا کہ ایوان بارگاہ مین
تلوار چل رہی ہی مثل نگینۂ انگشتری کے سب نے اُس جوان مسافر کو گھیر لیا ہی مگر اُسکے تیور پر ذرا
بھی بل نہین بے خوف ہر ایک کے وار کو رد کرتا ہی اور جسپر اپنا وار کرتا ہی اُسکا کام تمام ہو جاتا
ہی تمام فرش بارگاہ خون سے رنگین ہو رہا ہی کئی لاشے پڑے لوٹ رہے ہین بادشاہ تخت پر
کھڑا ہوا تماشہ دیکھ رہا ہی اور کہہ رہا ہی کہ مار لو یہ جانے نہ پائے سردار جھپٹ جھپٹ کر جاتے ہین
اور قتیل ماش ہوتے ہین یہ جو سرداروں نے دیکھا کہ ایک تن تنہا نے تہلکہ ڈالدیا ہی بڑا بہادر
معلوم ہوتا ہی یہ لوگ بھی تلوارین علم کر کے چلے اُدھر علمشاہ نے خیال کیا کہ ای علمشاہ تم ان
سب کو کہانتک قتل کروگے بہتر تو یہ ہوگا کہ بادشاہ پر جا پڑو اُسکو قتل کرو تاکہ قصہ فیصل ہو جائے
یہ خیال کر کے عنطاق کی طرف رُخ کیا اور فرمایا کہ کیا دور کھڑا ہوا لوگون کو قتیل ماش کر رہا ہی
اگر مرد میدان بہادر ہی تو آکر مقابلہ کر میرے تیرے فیصلہ ہو جائے نہین مین خود آتا ہون
یہ کہکر قصد کیا اُسنے جو دیکھا کہ یہ مسافر مثل شیر غران کے ہی اور میری طرف آتا ہی جب اِسنے اِسقدر
سردارون کو قتل کیا وہ ایسے ویسے نہ تھے جو یون مارے جاتے تو میری کیا اصل ہی مین اِس سے
نہین لڑسکتا ہون یہ تصور کر کے اور تخت پر سے کود کر صحن کی طرف بھاگا اور اہل دربار سے
پکار کر کہا کہ لینا اِسکو میری طرف نہ آنے دینا یہ اُسکا کہنا تھا کہ سب اہل دربار طرف علمشاہ کے
تلوارین لیکر چلے اور درمیان عنطاق اور علمشاہ کے حائل ہو گئے سب نے قصد کیا کہ علمشاہ
کو قتل کرین یہ شیر بھی اُنپر نعرہ کر کے حملہ ور ہوا اور جب علمشاہ نے دیکھا کہ مین نے جو عنطاق کی
طرف رُخ کیا وہ مجھکو اپنی طرف آتے ہوے دیکھکر تخت پر سے کود کر بھاگا اور اہل دربار کو کہتا
گیا کہ لینا جانے نہ دینا اُسکے کہنے سے سب میری طرف چلے اور میرے اُسکے درمیان مین سب
حایل ہو گئے ای علمشاہ جسطور سے ہو عنطاق کو قتل کرو اُسکے پاس پہونچو اُدھر عنطاق جو
ایوان سے صحن کی طرف بھاگا تو صحن مین آکر اُن سردارون کے درمیان مین کھڑا ہوا جو کہ
یہ خبر سنکے بیرون بارگاہ سے اندر آئے تھے اُدھر بیرون بارگاہ جسقدر لشکر عنطاق شاہ
کے ہمراہ تھا سب مسلح و مکمل ہوکر گرد بارگاہ آگیا تھا ایک تلاطم مچا ہوا تھا کہ اِس مسافر کو جانے نہ دینا

اسنے بڑا غضب کیا کہ بادشاہ پر تلوار کھینچی اور ہمارے مالک سے سخت کلامی کی اور کئی سردارونکو قتل کیا بڑا خونی ہی بیرون بارگاہ تو یہ ہڑبونگ ہی اندرون بارگاہ اُن سرداروں سے کہ رہا ہی جو کہ اسکے پاس کھڑے ہین کہ ای سرداروں نامدار دولت نے آجتک ایسا زبردست جوان نہین دیکھا اگر مین یہ جانتا کہ یہ فساد ہوگا تو کبھی اسکو نہ بُلاتا نہ معلوم اسکی قمری کو کون لیگیا کوئی بڑا دشمن تھا اور یہ مسافر ضرور دیوانہ ہی اور عقل سے خارج ہی بھلا خیال تو کرو کہ ایک بار صحرائی آکر قمری کو پنجے مین دبا کر لیگیا یہ مسافر کہتا ہی کہ تمنے قمری کو غائب کیا مین قمری تمکو دونگا تمہارا بھائی ساحر ہی یہ باز سحر تھا جو قمری کو لیگیا مین نے لاکھ لاکھ سمجھایا مگر اُسنے نہ مانا نوبت تکرار کی آئی مین نے طیفور کو حکم دیا کہ اسکو سزا دو وہ اِسکے ہاتھ سے مارا گیا اُسکا بھائی مقابل ہوا وہ بھی مارا گیا اور کئی سرداروں کو قتل کیا اب میری طرف چلا تھا مین اُسکا اِرادہ سمجھکر یہان چلا آیا دیکھیے خداوند عجائب کیا تقدیر فرماتے ہین اُن سرداروں نے عرض کیا کہ حضور پریشان نہ ہون ہم غلام ضرور اِسکو قتل کرینگے یہ اکیلا ہی ہم ہزاروں مین کہانتک جواب دیگا بادشاہ نے کہا کہ دیکھیے کیا ہوتا ہی یہان بادشاہ و سرداروں مین یہ تقریر ہو رہی تھی مگر سب اُسی طرف نگران تھے اور حیران تھے کہ کیا جوانمرد ہی اودھر علمشاہ نے جو عنطاق کو صحن بارگاہ مین دیکھا اور سرداروں کو درمیان مین حائل پایا ایک بارہ یہ نعرہ کرکے شیرانہ حملہ کیا اور نعرہ کرکے جا پڑے درہم برہم کرنے لگے نعرۂ علمشاہ

علمشاہ رومی شہ فیل زور	دیگر	کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور
ارشد اولاد امیر عرب		کیست علمشاہ چو رُستم لقب

منم رُستم پیلتن و بیلکن و کشندۂ کپتان فرنگی و قوی بیل ہندی و دیو ہندی منم گل گلزار صاحبقرانی منم پسر زلزلۂ قاف سلیمان ثانی منم فرزند جگر بند حمزۂ صاحبقران منم علمشاہ نوجوان یہ نعرہ کرکے اب جو تیغۂ کپتان کا وار کیا ایک ہی وار مین پانچ سرداروں کو قتل کیا اور راستہ پیدا کیا وہ تیغۂ خون آلود لیکر یہ فرماتے ہوے اور قتل کرتے ہوے طرف عنطاق کے چلے کہ او عنطاق تو میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا او کافر خاسر مین تجھکو امان کب دیتا ہون بدون دین اسلام قبول کرائے اور اپنی قمری لیے ہوے راوی کہتا ہی کہ جب علمشاہ نے نعرہ کرکے حملہ کیا اور اپنے نام کو ظاہر کیا اب سب کو معلوم ہوا کہ یہ جوان خدا پرست ہی اور فرزند حمزۂ عرب ہی یہ بڑا

زبردست ہی اسنے یکہ وتنہا جاکر فرنگستان کو فتح کیا کپتان کو قتل کیا اسکے واقعے اور کارنامے ہمنے
اخباروں مین سنے ہین یہ وہ جوانمرد ہی کہ جسنے دو فیل و قوی ایسے پہلوانون کو مع فیل کے اٹھاکر
خندق قضا قدر مین ڈالدیا تھا اس سے کون لڑسکتا ہی بڑا غضب ہوا کہ یہ خداپرست یہان
آگیا اب اسکا زندہ رہنا اچھا نہین ہی کیونکہ یہ دشمن خداوند ہی ہان اسکو سب مار لو عنطاق نے
پکار کر کہا کہ اب یہ خداپرست جانے نہ پائے مجھپر فرض ہوا کہ اسکو قتل کرون اگر یہ زندہ بچ گیا
تو قیامت برپا کریگا اخبارون سے ثابت ہوتا ہی کہ یہ لوگ جہان گئے اُس سرزمین کو تباہ
کیا مگر اسکی قضا یہان لائی تھی اب لازم ہی کہ یہ زندہ نہ بچے یہ عنطاق کا کہنا تھا کہ پھر سب سردارون
نے حملہ کیا چارون طرف سے گھیر لیا مگر علمشاہ کی یہ حالت ہی کہ ہمہ تن چشم بنے ہوئے
لڑ رہے ہین جسنے وار کیا اُسکے وار کو خالی دیکر اب جو ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے تھے
اسی طور سے قتل کرتے ہوئے ایوان کے باہر آئے اب جو عنطاق کج کلاہ نے
دیکھا کہ علمشاہ نے کئی سردارون کو قتل کیا اور ایوان سے نکل آیا اور اب سردار روبرو
سے اسطور سے بھاگتے ہین جیسے گوسفند گرگ کو دیکھکر بھاگتے تھے اور جدھر یہ جوان رُخ
کرتا ہی سردار اسطور سے ہٹ جاتے ہین جیسے کائی پھٹ جاتی ہی تیغہ خون آلود ہاتھ مین
لیے میری طرف آتا ہی اب تو یہ گھبرایا اور پریشان ہوا سردارون سے کہنے لگا کہ دیکھتے ہو کہ
یہ خداپرست سب کو قتل کرتا ہوا میری طرف آتا ہی کوئی روکتا نہین ہی ایک تن تنہا سے سب
بھاگے جاتے ہین ایک جوان نے کسقدر سردار مارے ہین اور تم اتنے ہو اور اُسکا کچھ
نہین کرسکتے ہو یہ جو عنطاق نے کہا سردارون نے جواب دیا کہ حضور یہ اب بچ کر جائے گا
کہان ہم لوگون کو کہانتک قتل کریگا کبھی تو تھکیگا عنطاق نے جواب دیا کہ مین یہ دیکھتا ہون
کہ وہ تم سب کو قتل کرکے میرے قریب آئیگا اور مجھکو بھی قتل کریگا دیکھو اُسنے ادھر کا رُخ کیا
ہی یہ جو عنطاق نے کہا ایک بہت زبردست سردار قریب عنطاق کے کھڑا ہوا تھا بلکہ وہ
ہی لشکر کا سپہ سالار تھا اُسنے بادشاہ کو جواب دیا کہ آپ اطمینان رکھیے مین جاکر اُسکو
ابھی قتل کیے لیتا ہون مجھپر ثابت ہوگیا کہ یہ جوان ایمین سے کسی کے ہاتھ سے نہ تو قتل
ہوگا نہ اسیر یہ کہکر اور تیغے کو تولتا ہوا طرف علمشاہ کے چلا علمشاہ خود ادھر کو آتے تھے

اس سردار نے کہ جسکا نام اجلال نیزہ باز تھا پکار کر اُن سرداروں سے کہا جو کہ روبرو علمشاہ کے تلواریں علم کیے ہوے شاہزادے پر وار کر رہے تھے کہ تم سب روبرو سے اس جوان کے ہٹ جاؤ مین اس خدا پرست کو مارے لیتا ہون آنے دو میری موجودگی مین یہ بادشاہ کا کچھ نہین بنا سکتا ہی اسکی کیا مجال جو یہ بادشاہ کو بنگاہ کج دیکھ سکے مین اُسوقت نہ تھا ورنہ اسقدر کشت وخون نہ ہوتا مین پہلے ہی اسکو سزا پہونچا تا جب اِسنے بادشاہ سے سخت کلامی شروع کی تھی اُسوقت اِسکو قتل کرتا یہ جو اجلال نے پکار کر کہا اُن سرداروں کو یہ امر غنیمت ہوا وہ تو عاجز تھے سامنے سے علمشاہ کے ہٹ گئے علمشاہ اُسیطور سے چلے آتے ہین اُدھر سے یہ بڑھا جب مقابلہ ہوا تو اجلال نے ڈانٹ کر کہا او خدا پرست ٹھہر جا کدھر آتا ہی بس آگے قدم نہ بڑھانا ورنہ سزا پائیگا کیا تو میرے حال سے اور نام سے آگاہ نہین ہین وہ بہادر ہون کہ ایک ضرب مشت سے فیل مست کو ہلاک کرتا ہون اکثر شیران صحرائی کی ٹانگین چیر کر پھینکدی ہین یکہ وتنہا ہزارون سے لڑتا ہون بدون ایک ہزار کے مین تلوار نیام سے نہین نکالتا ہون ہان جب ایک ہزار جمع ہو کر میرے اوپر حملہ کرتے ہین اُسوقت مین بھی حملہ کرتا ہون میرے خوف سے بہرام گور و رستم و اسفندیار و زال وسام گوشۂ قبر مین جا کر پوشیدہ ہوے ہین اگر وہ لوگ ہوتے تو میری غلامی کا اقرار کرتے مین تو برسون اُنکو فنون جنگ تعلیم کرتا میرے نام سے پیر فلک کو تپ لرزہ آتی ہی میرا تیغہ کوہ گران کو اسطور سے قلم کرتا ہی جیسے کارد سے کسی تر چیز کو تراشو میرا نیزہ دل کوہ مین گھر کرتا میرے قدم کی دھمک سے زمین کو زلزلہ ہوتا ہی میرے لنگر کو گاو زمین نہین اُٹھا سکتی ہی مین وہ ثابت قدم ہون اگر میرے اوپر پہاڑ بھی پھٹ کر گرے تو اپنے مقام سے نہ ہٹون میرا گرز جگر زمین کو شق کرتا ہی تمنے سُنا ہوگا کہ یہ جو شاعر نے شعر کہا ہی میرے ہی حسب حال کہا ہی اور میری شان مین کہا ہی شعر کوہ ٹلجائے مرا پانؤن اگر رہنین گڑے ؎ حال رستم کا کھلے گر سامنا مجھ سے پڑے ؎ مگر افسوس اِس امر کا ہی کہ تمسے کسی ایسے مقام پر سامنا نہ ہوا کہ جہان پر ہزارون کا لشکر ہوتا اور تمھاری ہمراہی بھی ہوتے تو لطف مقابلہ تھا مجھکو تو تم لوگون سے مقابلے کی آرزو تھی اور یہ ہی خواہش تھی کہ کسی طور سے خدا پرستون

مقابلہ ہو تمھاری جرأت و مبارزی کی جو جو شہرت سنتا تھا وہ وہ خوش ہوتا تھا مگر مجبور اسی ام
سے تھا کہ بادشاہ کا حکم نہین تھا بلکہ کئی مرتبہ عرض کیا کہ خدا پرستون پر لشکرکشی فرمایئے لیکن
اُنھون نے فرمایا کہ کیا ضرورت ہی جب وہ اِدھر آئین گے تو اُنسے مقابلہ کیا جائیگا میرے
دل مین حمزۂ عرب سے مقابلے کی خواہش ہی خیر وہ تو نہین آئے تم ہی سہی تم بھی تو اُنکے
فرزند ہو تمھاری بھی بہت شہرت ہی خیر مین تو تمسے اِسوقت مقابلہ نہ کرتا کیونکہ تم اکیلے ہو جبتک
تمھارے ہمراہی اور حمزہ مع لشکر کے نہ ہوتا اور اِسی سبب سے اِسوقت تک خاموش
کھڑا دیکھا کیا مگر اب تمھارے ظلم و ستم کی بہت زیادتی ہی اور حد نہین ہی لہذا مجھکو لازم ہوا
کہ تمکو سزا دون بس اب قدم آگے نہ بڑھانا پہلے مجھسے مقابلہ کر لو پھر اور کسی امر کا قصد کرنا
یہ جو اچلال نے کہا شاہزادے نے برہم ہوکر فرمایا کہ کیا بیہودہ بکتا ہی تیری بھی یہ لیاقت ہی
کہ تیرے خوف سے اسفندیار و سام پوشیدہ ہوے تو کیا اُنکو فن جنگ کی تعلیم کرتا پہلے
تو اپنی تو جان میرے ہاتھ سے بچالے کیا تو نے نہین دیکھا کہ مین نے کتنون کو تیرے
ہمراہیون مین سے قتل کیا دیکھ یہ اُن سب کی لاشین پڑی ہین خیریت اِسی مین ہی کہ دونا
سے ہاتھ باندھکر میرے روبرو حاضر ہو اور میری اطاعت کر اور دین اسلام قبول کر ورنہ
اپنے کردار کی سزا پائیگا اور مین کیا ہون ایک خداوند کریم کا بندہ ہون میری کیا شہرت
ہوگی مین کیا جانون کہ بہادری کسے کہتے ہین تو کیا شیران صحرائی کو ہلاک کریگا تیرے نام
سے کیا کسی کو تپ لرزہ آئیگی تو کیا ثابت قدمی دکھائیگا جیسا تیرا بادشاہ بھگوڑا ہی ویسا ہی
تو بھی ہوگا اور یہ جو تو نے کہا کہ میرے دل مین آرزو تھی کہ خدا پرستون سے مقابلہ کرون
اور حمزۂ صاحبقران سے لڑون تو تو اُن لوگون سے کیا مقابلہ کریگا اُنکے غلامون کے
مقابلے مین بھی تو تو سر بر نہین ہو سکتا ہی حمزۂ صاحبقران سے کیا لڑیگا وہ وہ بہادر اور
جوانمرد ہین کہ جنھون نے قاف مین جاکر دیو عفریت و سمندون ہزار دست کو قتل کیا اور
زلزلۂ قاف لقب پایا جسکے نام کے سُننے سے بہادرون کو تپ آتی ہی اندام مین رعشہ ہوتا
ہی مریخ فلک و بہرام چرخ کانپتا ہی جسکے نعرے کی صدا سے شیران دشت کوسون بھاگتے
ہین اُنسے تو مقابلے کی خواہش رکھتا ہی مین ایک ادنیٰ اُنکا غلام ہون تو پہلے مجھسے لڑ اور

مجھکو قتل کرلے تو مین جانون او کافر خاص مجھ ایسے اُس لشکر مین لاکھون ہین بلکہ کرورون ہین تجھ ایسے تو اُنکے غلامون کے غلام ہین بس اب بیہودہ نہ بلنا ایکی مرتبہ جو اُنکا نام لیگا تو پس پشت سے تیری زبان کھینچ لونگا اگر تجھ تو جوانمردی رکھتا ہی اور بہادری کا دعوی کرتا ہی تو وار کر او نابہجار تو اُسوقت سے کہان تھا جب اِسقدر تیرے ساتھی مارے گئے اب مقابلے کو نکلا ہی پہلے ہی کیون نہ مقابلہ کیا اسی سے ثابت ہوتا ہی کہ تو بڑا بہادر ہی کہ مارے خوف کے پوشیدہ ہو گیا تھا نہ معلوم کیا سبب ہوا جو مقابلے کو آیا ہی مجھکو خود ننگ و عار ہی کہ تجھ ایسے نامرد سے کیا مقابلہ کرون تجھپر کیا موقوف ہی جسقدر یہان پر ہین سب نامرد ہین لے وار کر اور اپنی ہنر جنگ دکھا یہ کہتا تھا کہ ایک مرتبہ اُسنے تلوار نیام سے لی چونکہ اندر بارگاہ کے یہ معرکہ تھا وہان کیونکر نیزہ وغیرہ چلتا اُسنے تیغہ نیام سے لیا یہ معلوم ہوا کہ درہ کوہ سے اژدر نکل آیا نیام کا منھ جو وارہ گیا یہ ثابت ہوتا تھا کہ غار اژدر رہی ادھر اُس شقی نے تیغہ علم کرکے اور یہ کہکر کہ او خدا پرست دلیر حمزہ خبردار ہو جا مین وار کرتا ہون یہ نہ کہنا کہ خبردار نہ کیا تھا علمشاہ نے جواب دیا کہ مین خبردار ہون وار کر یہ کہنا تھا کہ اجلال نے سر پر تیغے کا وار کیا اسطرح حواس شاہزادے کے رہے کہ سپر تک کو بھی جہرے کی پناہ نہ کیا اُسی طور سے کھڑے رہے مگر نگاہ تلوار سے لڑی رہی جیسے تلوار قریب سر آئی جھپکی جو دی تلوار ریٹ پڑی پنجہ علی دراز کرکے قبضے پر ہاتھ ڈالدیا نامرد کے قبضے پر قبضہ کیا اُسنے قصد کیا کہ تلوار کو چھوڑا لون اب کب چھوٹتی ہی کہین شیر کے پنجے سے شکار بھی رہا ہوتا ہی وہ زور کرتا رہا اِنھون نے ہاتھ مروڑ کر تلوار چھین لی یہ معرکہ دیکھکر سب دنگ ہو گئے ہر ایک کہنے لگا کہ اس خدا پرست نے تیغ سوسن کا تیغہ اجلال کے ہاتھ سے یون چھین لیا کہ جیسے کوئی طفل خوردسال کے ہاتھ سے چھری چھین لیتا ہی جیسا اِن لوگون کو سنتے تھے اُس سے زیادہ پایا حواس تو دیکھو کہ اِسقدر تو دشمن مین اُنھین یون بلاخوف و خطر لڑ رہے ہین سپر تک کو نہ اُٹھایا اور تلوار چھین لی عنطاق کے تو حواس جاتے رہے دل مین کہتا ہی کہ کیا غضب کیا تو نے کہ اِس جوان کو بارگاہ مین طلب کیا اپنی راہ براہ جاتا تھا جانے دیا ہوتا ادھر عنطاق تو یہ خیال کر رہا ہی اِسکا ایک

ہی کہ نام اُسکا بے شنگ خنجر زن ہی دو سو اِسکے شاگرد ہین یہ اُسوقت بارگاہ مین نہ تھا جنگل کی سیر کر رہا تھا کہ بے شنگ خنجر زن کے کان مین شور و غل کی صدا پہونچی کہ لشکر مین کچھ غوغا ہو رہا ہی یہ وہان سے شور و غل سُنکے صرف اس خیال سے کہ چلکر دیکھو کہ یہ کیا غوغا ہی لشکر مین آیا یہان آکر تمام لشکر کو مسلح و مکمل گرد بارگاہ کے صف بستہ پایا لوگون سے جو دریافت کیا کہ یہ کیا معرکہ ہی اُنھون نے سب ابتدا سے حال بیان کیا بے شنگ خنجر زن بارگاہ مین آیا دیکھا کہ بادشاہ خنجر لیے بارگاہ مین کھڑا ہوا ہی اور گرد سردار ہین اور کچھ سردار ایک طرف کھڑے ہوے ہین اور دس بارہ ایوان بارگاہ مین مثل طیفور وغیرہ کے پڑے ہوے ہین اور ایک جوان آفتاب مثال تیغ کف کھڑا ہوا ہی اور جلال اُسکے مقابلے مین ہی مگر سب سردارون و بادشاہ کا یہ حال ہی کہ مثل بید کے کانپ رہے ہین بے شنگ خنجر زن نے سامنے بادشاہ کے آکر بادشاہ کو سلام کیا اور عرض کیا کہ یہ کیا معرکہ ہی کچھ ارشاد تو فرمایئے عنطاق کج کلاہ نے جواب دیا کہ کیا بیان کرون یہ میری حماقت ہی اے بے شنگ مین بارگاہ مین بیٹھا ہوا تھا کہ ہرکارون نے آکر بیان کیا کہ ایک مسافر کسی طرف سے اِدھر آتا ہی کیا جوان ہی اور ایک قمری بھی اوسکے پاس تھی مین نے صرف اِس خیال سے اپنے پاس طلب کیا کہ اگر اس لایق ہو کہ لشکر مین نوکر رکھون اور وہ بھی نوکری کرے تو ملازم کر لون یا کچھ زاد راہ دیکر رخصت کرون کیونکہ مین بادشاہ ہون اور بادشاہون کو زیبا ہی کہ ہر ایک کی خبرگیری کرین پس مین نے اُن ہرکارون کے ذریعے سے طلب کیا یہ جوان میری بارگاہ مین آیا مین نے جو صورت دیکھی بہت لایق پایا عزت سے بٹھایا ہم کلام ہوا اُسنے بہت فصاحت سے کلام کیا ایک قمری اِسکے پاس تھی وہ بہت خوبصورت تھی میری پسند آئی مین نے اس سے طلب کی اِسنے انکار کیا میرے اِسکے باتین ہو رہی تھین کہ یکایک ایک باز آیا اندر بارگاہ کے اور اُس قمری کو لے گیا اِسکے ہاتھ پر سے یہ جوان اُسکے عقب مین گیا پرند تھا قمری کو لیکر اُڑ گیا یہ بیرون بارگاہ تک گیا مگر وہ باز ہاتھ نہ آیا یہ جوان جو کہ اب معلوم ہوا کہ خدا پرست ہی اور ملیسہ حمزہ عرب ہی پھر بارگاہ مین آیا اور مجھ سے قمری طلب کی مین نے اِنکار کیا بظاہر تو یہ ہوشیار اور لایق معلوم ہوتا تھا مگر عجب احمق نکلا میرے اِنکار کرنے سے برہم ہو گیا کلام سخت کرنے لگا مجھکو بھی غصہ آیا نوبت تکرار پہونچی یہ مجھکو نہ معلوم تھا کہ یہ خدا پرست ہی ورنہ مین

نہ طلب کرتا نہ اس سے آگاہ تھا کہ اسکی قمری کو باز لیجائیگا اسیر یہ فساد برپا ہوگا پس جب مجھکو غصہ آیا
مین نے سردارون سے کہا کہ اسکو بارگاہ سے نکالدو سردار اُٹھے اُسنے اُنکو قتل کیا دیکھو وہ لاشین
پڑی ہوئی ہین اب اجلال سے مقابلہ ہے یہ میری طرف چلا تھا مین تخت پر سے کود کر بھاگ کر یہان
آکر کھڑا ہوا اب جو اسنے نعرہ کیا اور اپنا نام ظاہر کیا تو معلوم ہوا کہ یہ مسلمان ہے اور فرزند حمزہ ہے پس
مجھپر فرض ہوا کہ اسکو قتل کرون ای بے شنگ یہ جوان دیوانہ معلوم ہوتا ہے کہتا ہے کہ قمری منگادو یہ
باز سحر تھا جو کہ قمری کو لیگیا ورنہ مین سبکو قتل کرونگا کوئی بھی اس حماقت کی اصل ہے ایک مشت پر کے
لیے یہ فساد ہوا اور ہاتھون کی جانین گئی ہین دیکھیے انجام اسکا کیا ہوتا ہے بے سنگ نے عرض کی
کہ آپ پریشان نہ ہون مین ابھی اسے عیاری کے ذریعے سے اسیر کیے لیتا ہون اسکی اصل کیا ہے
یہ کہکر باہر بارگاہ کے آیا اور اپنے شاگردون سے سب حال کہا اور کہا کہ چلو کمندین لیکر چلیں
اور کمندین مارکر اسیر کرلیں سوا اس تدبیر کے دوسری کوئی تدبیر نہین ہے یون نہ اسیر ہوگا
بلکہ سب کو قتل کرکے نکل جائیگا اسوقت سے بڑھکر کوئی وقت نہ ہوگا کہ وہ اجلال سے لڑ رہا ہے
ہم تم سب عقب سے چلکر کمندین مارین اور پکڑ لین سب نے کہا کہ اُستاد یہ تو خوب ہے یہ سُنکے کہا
کہ چلو پس بے شنگ اپنے سب شاگردون کو لیکر عقب بارگاہ آیا اور سراچہ چاک کرکے اندر بارگاہ
کے آیا ہر ایک کے ہاتھ مین کمندین تھین ادھر علمشاہ اجلال سے لڑ رہے تھے پس پشت کی خبر نہ تھی
ادھر سے بے شنگ مکار چلا۔ راوی بیان کرتا ہے کہ وہ خادم جو کہ رموز جادو پر اور عنطاق کا
نامہ لیکر عنطاق کے پاس اپنے مالک کے ہاتھ سے چلا تھا جس نامے مین قمری کے غائب
ہونے کا حال تھا اور رموز نے لکھا تھا کہ اگر وہ جوان کچھ سخت و سست کہے تو برداشت فرمایئے
کیونکہ اسکی قمری مین نے باز سحر کو بھیجکر منگالی ہے اسکے لیے وہ نامہ خادم لیکر چلا تھا قریب بارگاہ
آیا یہان یہ واقعہ نظر آیا کہ لشکر گرد بارگاہ صف بستہ کھڑا ہے ایک غل مچ رہا ہے کہ وہ مسافر مسلمان
نکلا اور فرزند حمزہ ہے اُسنے برائے قمری آفت برپا کر رکھی ہے تمام بارگاہ کو تہ و بالا کر دیا ہے کئی
سردار اسکے ہاتھ سے قتل ہوے ہین بادشاہ پریشان ہین وہ اگر باہر زندہ آئیگا تو ہم سب ملکر اسکو
قتل کرینگے یہ جو اُس ملازم نے سنا حال دریافت کیا سب نے حال بیان کیا جب یہ حال سن چکا
پایا تو بادشاہ کے پاس آیا تھا نامہ لیکر یا اُلٹا واپس چلا اپنے مالک کے پاس اس خیال سے کہ

اس حال سے آگاہ کرون وہان رموز جادو اپنے خیمے مین بیٹھا ہوا اپنے خادم کا انتظار کر رہا تھا
سامنے قفس قمری کا رکھا ہوا تھا قمری اُسمین پھڑک رہی تھی مثل ابر نوبہار کے اُسکی آنکھون سے آنسو
جاری تھے مگر ناچار تھی کیا کر سکتی تھی صیاد کے بس مین تھی صیاد بھی بے رحم تھا کہ رموز کے بھی کان
مین کچھ شور و غل کی صدا آئی اب اسنے سر اُٹھا کر اور کان لگا کر سُنا کہ یہ صدا کدھر سے آ رہی ہی اسکو
معلوم ہوا کہ یہ صدا غل و شور کی لشکر مین ہی اسنے خیال کیا کہ میرا ملازم نامہ لیکر گیا ہی جب وہ آئے گا
تو حال معلوم ہو جائیگا یہ تصور کر کے قمری کی طرف متوجہ ہوا اور کہا کہ ای قمری نوا اسیر قفس کچھ کلام
کر اور چہکارنے لگا قمری اُسی طور سے خاموش بیٹھی ہوئی ہی اشک بہ رہے ہین جب قمری نے
کچھ جواب نہ دیا تو رموز نے کہا کہ مالک سے خوب کلام کرتی تھی اب یہ اپنے دل سے بھلا دے
کہ تو پھر اُسکے پاس جائیگی یہ امر اب غیر ممکن ہی اب تو کہان اور وہ کہان اسپر بھی قمری نے کچھ
جواب نہ دیا رموز قمری سے باتین کر رہا تھا کہ وہ خادم آ کر پہونچا حال اُسکا یہ تھا کہ بدحواس تھا
منھ پر ہوائیان اُڑ رہی تھین رنگ فق تھا سانس پھولی ہوئی تھی ہانپ رہا تھا آتے ہی سامنے
رموز کے کھڑا ہو گیا رموز نے جو اُسکو اِس حال سے دیکھا یہ بھی حیران ہوا کہ یہ کیا اِسکی حالت ہی
گھبرا کر پوچھا کہ یہ کیا حال بنایا ہی کچھ حال تو بیان کر بھائی صاحب کو نامہ دے آیا اُنھون نے کیا
جواب دیا یہ شور و غل کیسا ہی تب اُسنے عرض کیا کہ حضور مین اندر بارگاہ کے جانے ہی نہ پایا
وہان تو بڑا غضب ہوا وہ مسافر مرد مسلمان پسر حمزہ نکلا قمری کے لیے اُسنے آفت برپا کر رکھی ہی اندر
بارگاہ کے ایک طلاطم مچا ہوا ہی کئی سرداروں کو اُسنے قتل کیا ہی تمام لشکر گرد بارگاہ کے مسلح
و مکمل کھڑا ہوا ہی مین نامہ کسکو دیتا ذرا چلیے تو کہین ایسا نہ ہو کہ وہ جوان سب کو قتل کر کے کہے کہ
آپ نے ایک قمری اُسکی لیکر غدر مچوا دیا ہی یہ جو اُسنے بیان کیا رموز کے حواس جاتے رہے
یا تو بیٹھا ہوا تھا یا ہائین کہکر اُٹھ کھڑا ہوا قفس کو تو اُٹھا کر سقف خیمے مین لٹکا دیا اور اپنے
ملازمون سے کہا کہ بہت ہوشیار رہنا کسی کو اندر آنے نہ دینا مین بارگاہ مین ہو آؤن دیکھون
کہ وہان کیا معرکہ ہی یہ کہکر اور وہان سب کو چھوڑ کر پر پرواز پیدا کر کے چلا راوی بیان کرتا
ہی کہ اسکا خیمہ تو اُس لشکر مین تھا مگر دور تھا یہ ادھر سے چلا اب اِدھر کا حال ملاحظہ ہو کہ
جب شاہزادے نے تلوار اجلال کے ہاتھ سے چھین لی اب تو اجلال بہت خفیف ہوا اور

خیال کیا کہ اس جوان نے ان سب کے روبرو میرے ہاتھ سے تلوار لے لی اور مین اسکا کچھ
نہ کرسکا بڑی غیرت کی بات ہی یہ تصور دل مین کرکے شاہزادے سے لپٹ پڑا اب باہم کشتی
ہونے لگی داون پیچ ہونے لگے سب دیکھ رہے ہین کہ جو بند وہ باندھتا ہی یہ جوان کھولدیتا
ہی کوئی پہر بھر کشتی ہوتی تھی کہ اب اجلال کا دم چڑھنے لگا سانس پھول گئی ادھر بے تشنگ عیار
بھی قریب آکر پس پشت کھڑا ہوگیا مع اپنے شاگردون کے کشتی کا تماشا دیکھنے لگا یہ اسنے خیال
کیا کہ اگر اجلال نے اِسے زیر کرلیا تو خیر ورنہ جب یہ اجلال کو زیر کریگا اور قصد اُسکے ہلاک
کرنے کا کریگا اُسوقت کمندین مار کر اسیر کرلین گے کیونکہ یہ تو غافل ہونگے عیار تو یہ اپنے دل
مین سوچ رہا ہی اُدھر اجلال نے دونون بازو شاہزادے کے تھام کر اب جو زور کیا لیکر چلا
کوئی تین قدم یہ پیچھے ہٹے تھے کہ خیال آگیا ای علمشاہ کدھر جاتے ہو بس اُس مقام پر
لنگر قایم کیا اب جو اجلال زور کرتا ہی تو ذرا بھی حرکت نہین پاتا ہی اُس کوہ وقار کے لنگر
کو ذرا بھی جنبش نہ ہوئی یہانتک کہ تھک گیا کہنیون اور اُنگلیون سے خون جاری ہوا
آخر عاجز ہوکر ہٹ گیا علمشاہ نے فرمایا کہ تو زور کرچکا اپنے دل کی حسرت نکال چکا یہ نہ کہنا
کہ مین نے زور نہین کیا اگر ابھی اور کچھ آرزو باقی ہو تو نکال لے تاکہ کوئی حسرت باقی نہ رہے
اُسنے جواب دیا کہ مین اپنے امکان بھر زور کرچکا اب تو اپنا زور کر علمشاہ نے فرمایا کہ اس
امر کا خیال رہے کہ تو کہہ چکا ہی کہ اگر پہاڑ بھی پھٹ کر گرے تو مین اپنے مقام سے نہ ہٹون اب
مین زور کرتا ہون ہوشیار ہو جا اُسنے جوابدیا کہ ہوشیار ہون یہ سُنکے شاہزادے نے
اُسکے دونون بازو پکڑے اور سر سینے مین اڑا کر اب جو لیکر چلے تو وہ اسطور سے چلا کہ جیسے
ہوا کے زور سے پتہ اُڑتا ہوا جاتا ہی کوئی دس بارہ قدم پر لاکر اب جو جھٹکا مارا دونون گھٹنے
آشنائے زمین ہوے اُسنے قصد کیا کہ تڑپ کر لنگر قایم کرون حریف زبردست ہی بھلا کب لنگر قایم
کرنے دیتا ہی اُسنے تو لنگر کے قایم کرنے کا قصد کیا تھا اِنھون نے کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر اور جگر
سے نعرۂ اللہ اکبر کھینچکر اب جو زور کیا پہلے ہی زور مین اُس کوہ پیکر کو سر سے بلند کرلیا اور گرد
سر چرخ دینا شروع کیا یہ واقعہ دیکھکر سب کے حواس جاتے رہے سب ششدر ہوکر رہگئے
اُسکے دو بھائی تھے ایک کا نام کوہان کوہ سر دوسرے کا نام سوہان فیل پیکر تھا اُنھون نے

کہ

جو یہ واقعہ دیکھا کہ بھائی کو اس مرد خدا پرست نے سر سے بلند کیا اور اب اسکا یہ قصد ہے کہ زمین پر
مارے کہ تمام استخوان ریزہ ریزہ ہو جائین انکو تاب نہ رہی باہم یہ صلاح کر کے چلے کہ چلو بھائی
کو اسکے ہاتھ سے بچائین اور ہم تم ملکر اسکو قتل کرین یہ مشورہ کر کے اور دونون برہنہ تلوارین
علم کر کے علمشاہ کی طرف چلے اُدھر عیار نے قصد کیا تھا کہ کمندین مار کر اس جوان کو پکڑ لین
ان دونون نے اپنی بہادری اور جوانمردی کے غرہ مین اسکو منع کیا اشارے سے اس خیال
سے کہ لوگ یہ طعن کرینگے کہ اسقدر سردار تھے اور ایک جوان کو اسیر نہ کر سکے عیار کے ذریعہ
سے گرفتار کیا اُنکے منع کرنے سے عیار تھم رہا اور علمشاہ نے جو اُن دونون کو اپنی طرف
آتے ہوئے دیکھا یا تو چرخ دے رہے تھے با اجلال کو زمین پر پھینکا اور جست کر کے
اُسکے سینے پر سوار ہوے زانو سے دبا کر کہا کہ حالا در شناختن پروردگار عالم چہ میگوئی
اُسنے جواب دیا کہ مین اپنا دین آبائی نہ ترک کرونگا اور سخت و سست کہنے لگا اب انکو کب تاب
ہی فورًا اُسکے سینے پر سے اُٹھے اُسکے ایک پانوٗن کو دونون پانوٗن سے اپنے دبایا
اور ایک کو دونون ہاتھون سے پکڑ کر اب جو جھٹکا دیا مثل کرپاس کہنہ کے چیر ڈالا دونون
بھائی اسکے یہ کہتے ہوے چلے تھے کہ خبردار بے ادبی نہ کرنا ہم آتے ہین انھون نے
ایک نہ سُنی چیر کر پھینکدیا اسی عرصے مین ایک دہنی طرف تلوار لیکر آگیا دوسرا بائین طرف
اور بھائی کی یہ حالت دیکھکر دونون کی آنکھون مین خون اُتر آیا تمام دنیا سیاہ ہو گئی
کچھ دکھائی نہ دیتا تھا جبسے شاہزادہ اُسکو چیر کر سیدھا ہوا تھا اور اُٹھنے کا قصد کیا تھا کہ
ایک نے دست راست کی طرف سے دوسرے نے دست چپ کی طرف سے وار کیا
شاہزادہ تلوارون کی چمک کو دیکھکر جھجکا تھا کہ دونون کے وار سر پر پڑے دونون کی
تلوارین سر مین در آئین زخم چو پارہ ہوا اگر کیا جو اس سے تلوارین کھا کر اب جو سنبھلے
داستانہ جو مارا دونون تلوارین سر سے نکل گئین مگر چادر خون کی منھ پر آئی فورًا اوسکو
رومال سے پاک کیا اور زخم سر کو خوب مضبوط پکڑ کر فرمایا کہ اے نامردون میرے ہاتھ سے
جاتے کہان ہو اُن دونون نے قصد کیا تھا کہ پھر وار کرین جب یہ شاہزادے نے کہا
یہ دونون کانپ گئے ہاتھ رُک گئے شاہزادے نے پلٹ کر سوہان فیل پیکر پر تیکا

وار کیا اُسنے سپر کو سر کی پناہ کیا تیغہ قبضہ سر پر آکر چمکا سپر کو کاٹ کر خود پر آیا خود و بلغہ کو تراشتا ہوا کاسئہ سر مین در آیا تا دو ابرو پہونچا تھا اُنھون سنے قصد کیا تھا جھٹکا دون کہ اسکا کام تمام ہو اُدھر سے کوہان سنے فرصت پاکر اپنا پھر وار کیا یہ تلوار پھر سر پر پڑی ابکے مرتبہ زخم کاری لگا اُدھر زخم کو جو حرکت ہوئی اور ہاتھ کو جو تکان ہوئی وہ زخم بھی ہاتھ سے چھوٹ گیا اُدھر تو اُنھون سنے واستانہ مارا تیغہ تو اُسکا یعنی کوہان کا سر سے نکلا اُسکا جو ہاتھ رُکا اُسنے بھی ہنستا مارا یعنی سوہان سنے تلوار انکی بھی اُسکے سر سے نکلی چادر خون کی جاری ہوئی اُسپر غشی طاری ہوئی وہ تو گرا اُدھر یہ بھی قریب تھا گرین کہ خیال آگیا خون سر سے بہہ رہا ہی فوراً رومال کو پھاڑ کر سر کو دبا کر خوب مضبوط کسکر باندھا اور تلوار کو لیکر طرف کوہان کے چلے وہ دوسرا وار کرکے ہٹ گیا تھا اِس خیال سے کہ یہ تین زخم کھا چکے تھے یہ زخم کاری لگا ہی اب فوراً گر پڑینگے مین سر کاٹ لونگا وہ تو یہ سوچ رہا تھا اور یہ اپنے کو سنبھال کر اسکی طرف چلے جاتے تھے خبردار خبردار کہکر تلوار کا وار کیا اُسکا شانہ نشانہ ہوا انکا ن جو پہونچی وہ رومال کی تھی زخم کھلگیا ہوا جو لگی زخم مین خون جاری ہوا چادر خون کی سر پر آئی یہ رومال سے خون کو پونچھ رہے ہین اِس خیال سے کہ خون کو پاک کرلون تو پھر اسپر وار کرون یہ سب حال دیکھکر کل لوگون کے حواس جاتے رہے ہر ایک خیال کرنے لگا کہ اِ ہکا اسیر ہونا بہت دشوار ہی مجروح ہوے پر جب یہ حال ہی کہ اِسنے اُن دونون کو بھی مجروح کیا اپنا عوض لیا حالت غفلت مین چوٹ کھائی ایسے بہادر کہین پیدا ہوتے ہین کون لڑ سکتا ہی سردار تو یہ خیال کر رہے ہین عنطاق دیکھ چکا تھا کہ عیار کمندین لیے ہوے کھڑے ہین کوہان وغیرہ کے کہنے سے رُک گئے ہین ورنہ اسیر کر چکے ہوتے عنطاق نے بے شنگ سے پکار کر کہا کہ تم اپنا کام کرو بے شنگ مع شاگردون کے کمندون کے حلقے درست کرکے چلا اُدھر شاہزادے نے اتنی مہلت جو پائی خون کو پاک کرکے پھر سر کو رومال سے کسکر باندھا اور تلوار لیکر کوہان پر چلے کوہان کو کچھ نہ بن پڑا بھاگ کھڑا ہوا اور اکر اُن سوارون مین ملگیا یہ اُسی طور سے تلوار لیے ہوے اُن سردارون پر چلے راوی بیان کرتا ہی کہ یہ رعب و داب تھا باوجودیکہ مجروح ہو چکے تھے مگر کسی کا اب یہ ہوا و نہین پڑتا تھا کہ کہین

یہ تو ادھر کو جاتے ہین جو اجل رسیدہ سامنے آیا اُسکو ہاتھ مارا وہ گرا یہ چلے ہی تھے کہ رعونجاع
بالا سے ہوا آکر پہونچا ہین بیان کرچکا ہون یہ خبر پاکر چلا تھا یہان جو آیا تو اِسنے بلندی پر سے
دیکھا کہ بادشاہ اور سب سردار تو ایک طرف کھڑے ہین اور وہ ہی جوان زخم کھائے ہوے
تلوار لیے ہوے اُنکی طرف جاتا ہو اور ایک سمت اجلال کی لاش پڑی ہو اور ایکطرف
سو ہان پڑا ہوا ہو اور دس بارہ لاشین طیفور و سیفور وغیرہ کی پڑی ہین جوان مسافر
تلوار لیے ہوے بادشاہ اور سردارون کی طرف جاتا ہو وہ سب خاموش کھڑے ہین
اسکو یہ دیکھکر تاب نہ رہی اِسنے اُسی مقام پر سے سحر کرکے ماش کے دانے جو طلشاہ پر مارے
اِنکے پانوٴن زمین نے پکڑ لیے یہ سمجھے کہ اِسنے سحر کیا کہ ہاتھ سے تلوار گر پڑی اب جو اِسنے سحر
کیا اِنپر غشی طاری ہوئی ایک تو خون کے نکلنے سے ضعف ہوچکا تھا دوسرے سحر کے
سبب سے اور زیادہ غشی کی حالت ہوئی جھومنے لگے کہ عقب سے بے شنگ نے آکر
مع شاگردون کے حلقہاے کمند مارے کہ یہ اُسمین اُلجھکر زمین پر گر پڑے اِنکا گرنا تھا کہ
سب سردار لینا لینا کہکر دوڑ پڑے اور اسیر کرلیا از روے بلونے کے اِنکا اسیر ہونا
تھا کہ اُسوقت غل مچگیا کہ وہ جوان اسیر ہوگیا سب نے ملکر پکڑ لیا یہ خبر جو باہر اہل لشکر کو
معلوم ہوئی سب اُسیوقت اپنے مقام پر چلے آسے کمر کھولڈالی اِدھر شاہزادہ کو سب نے
ملکر پکڑ لیا اور ہاتھون ہاتھ ایوان مین لائے یہ بسبب سحر کے بیہوش تھے انکو خبر نہ تھی کہ
مجھپر کیا گذر رہی ہو جب یہ گرفتار ہوگئے تب عنطاق شاہ ایوان مین آیا تخت پر بیٹھا حکم
دیا کہ لاشون کو اُٹھا کر بیرون بارگاہ لے جاؤ اور جو کہ مجروح ہین اُنکو شفاخانہ مین پہنچاؤ
جو مارے گئے ہین اُنکے ورثا کو ہم اُنکی جان کے عوض مین بہت کچھ دینگے ذرا ہم اس
جوان کے مقدمے سے فراغت پالین یہ حکم دینا تھا کہ اُسیوقت وہ لاشین بیرون بارگاہ
لائی گئین اُنکے ورثا موجود تھے اُنکے حوالے کی گئین وہ اُن لاشون کو لیکر شہر عنطاقیہ
مین آئے اہل شہر نے جو دریافت کیا کہ یہ کیونکر مارے گئے اُنھون نے سب حال بیان
کیا اور کہا کہ اُس خداپرست کو بادشاہ نے اسیر کرلیا ایک مشت پر یہ فساد ہوا مگر خوب
ہوا کہ ظاہر تو ہوا کہ یہ خداپرست ہو اور اسیر بھی ہوگیا نہ معلوم رہ جاتا تو کیا آفت برپا کرتا 5

بھائیون یہ جوان جوکہ اسیر ہوا ہی یہ پسر حمزہ ہی جوکہ صاحبقران کہلاتا ہی جسکے واقعات کی کتابین
اور دفتر منشی تصدق حسین نے لکھکر ہم سب کو آگاہ کیا ہی اور جسکی جوانمردی اور جرات کی شہرت
ہی بہت بڑا خدا پرست ہی وہ اسیر ہوا ہی یہ بادشاہ کا اقبال تھا ورنہ یہ کسی کی قدرت تھی کہ
اِن لوگون کو اسیر یا قتل کرسکے ابتو یہان شہر مین بھی ہر طرف یہی چرچا ہو رہا ہی وہ جو کوہان
وسوہان مجروح ہوے تھے اُنکو بھی لوگ لیکر شہر مین آئے اور شفا خانے مین داخل کیا
اُنکا علاج ہونے لگا یہان جب سب لاشین اُٹھ گئین اور فرش وغیرہ بھی بدلا گیا دوسرا فرش کیا
گیا سب سردار اپنے اپنے مقام پر آکر بیٹھے ہر ایک علمشاہ کی جوانمردی و بہادری کی
تعریف کر رہا تھا اور کہتا تھا کہ اگر بے شنگ یہ تدبیر نہ کرتا تو اِسکا اسیر ہونا مشکل تھا ابتو
بے شنگ کی تعریف ہو رہی تھی بادشاہ نے بہت بڑا بھاری خلعت دیا تھا سامنے تخت
کے فرش پر علمشاہ بیہوش پڑے ہوے تھے ابھی کچھ حکم عنطاق نے ندیا تھا کہ اُسکا بھائی
رموز جادو آکر پہونچا بھائی کو سلام کیا اور برابر تخت کے اپنے مقام پر آکر بیٹھا عنطاق
نے اُسکی طرف منھ کرکے کہا کہ ای بھائی تم کہان تھے یہان تو بڑا معرکہ پڑا پندرہ سولہ سردار
میرے مارے گئے میرا سپہ سالار کام آیا بڑا صدمہ ہی وہ جوان مسافر جسکے پاس قمری تھی
خدا پرست نکلا یہ سب واقعہ اُسکے ہاتھ سے ہوا بے شنگ نے تدبیر سے اسیر کیا ورنہ
اُسکا اسیر ہونا مشکل تھا یہان ایک مشت پر کے لیے میرے سردارون کی جان گئی
اور میرا سپہ سالار مارا گیا نہ معلوم وہ باز کہان سے آیا تھا جو قمری کو لیگیا یہ سارا فساد
اُس باز کا تھا اور اُسی کا جھگڑا کیا ہوا ہی یہ کہکر کل واقعہ اول سے آخر تک عنطاق نے
بھائی سے بیان کیا اور کہا کہ دیکھو یہ سامنے وہ جوان گرفتار کیا ہوا پڑا ہی یہ سُنکر رموز جادو
مُسکرایا اور کہنے لگا کہ بھائی صاحب وہ جوان سچ کہتا تھا کہ باز سحر میری قمری کو لیگیا ہی جب
آپ نے اُس سے قمری کو طلب کیا اور اُسنے اِنکار کیا مین نے دیکھا کہ آپ کی رغبت ہی اور
یہ جوان قمری دیتا نہین ہی مین یہان سے اپنے مقام پر گیا اور ایک باز سحر کا تیار کیا اُسکو
روانہ کیا وہ آکر قمری کو لے گیا قمری میرے پاس قفس مین بند ہی مین نے آپکو رقعہ لکھا
تھا تاکہ آپ آگاہ ہون اور اُسکو کچھ دیکر رخصت کرین یہان یہ فساد برپا ہوا میرا خادم آیا ۲۲

اوسنے جو یہ واقعہ دیکھا وہ مع رقعہ کے واپس گیا اور مجھے جا کو سب حال بیان کیا مین وہان سے سحر کر کے اڑا اور یہان اسوقت آکر پہونچا جبکہ وہ تلوار لیے ہوئے حالت زخمداری مین انکی طرف چلا تھا مین نے جو یہ دیکھا سحر کیا کہ اُسکے پانؤن زمین نے پکڑ لیے طاقت کم ہوگئی تلوار ہاتھ سے چھوٹ پڑی میرے سحر مین مبتلا ہوا غشی طاری ہوئی جھومنے لگا کہ بے شنگ نے کمند مین مار کر اسیر کر لیا یہ واقعہ گذرا جو مین نے بیان کیا وہ قمری موجود ہی خیر سر دار مار بگیرے قمری تو ہاتھ آئی عنطاق نے جواب دیا کہ اب معلوم ہوا کہ یہ سب کارستانی آپکی تھی آپنے یہ فساد برپا کرایا اگر ایسا ہی تھا تو جب قمری تمھارے پاس پہونچ گئی تھی تو چلے آسئے اور اسکو بھی سحر کر کے اسیر کر لیتے جیسے اب آکر اسیر کیا یہ کشت و خون کیون ہوتا رموز نے جواب دیا کہ مجھکو اس حال کی خبر نہ تھی کہ یہ جوان قمری کے لیے اسقدر فساد برپا کریگا خیر اب جو گذشت گذشت عنطاق نے بے شنگ سے کہا کہ اس جوان کو ہوشیار کرو رموز نے جواب دیا کہ بھائی صاحب یہ بے شنگ کے ہوشیار کرنے سے ہوشیار نہوگا جبتک کہ مین اسپر سے اپنا سحر نہ دفع کرونگا عنطاق نے کہا کہ پھر سحر اُتار دو رموز نے جوابدیا کہ آہنگرون کو طلب فرمائیے اور اسکو مسلسل و مطوق فرمائیے مگر قید گران ہو ایسا نہو کہ یہ توڑ ڈالے عنطاق نے جواب دیا کہ اگر مسلسل و مطوق نہ ہوگا تو کیا کریگا کیونکہ اسوقت اسمین اسقدر طاقت بھی نہ ہوگی کہ اُٹھ سکے رموز نے کہا کہ یہ خیال نہ فرمائیے گا یہ ہوشیار ہوتے ہی فساد برپا کریگا یہ لوگ بڑی آفت کے بنے ہوئے ہین خداوند نے ان مین کوٹ کوٹ کر قوت بھر دی ہی یہ جو رموز نے کہا عنطاق نے حکم دیا کہ آہنگرون کو حاضر کرو اُسیوقت بموجب حکم عنطاق کے آہنگر حاضر ہوئے اشارہ کیا کہ اس جوان کو قید سخت و سلاسل مین اسیر کرو آہنگرون نے اُسیوقت چار سو من کی قید جسم علمشاہ پر لادی عنطاق نے اپنے بھائی اور اہل دربار سے دریافت کیا کہ اب مجھکو کیا کرنا چاہیے اسکو قتل کرون یا اسیر کرون جب یہ اچھا ہو جائے تو اسکو سمجھا بجھا کر عجائب پرست کرون اور اپنا ملازم کرون کیونکہ ایسے بہادر ممکن نہین ہوتے ہین سب نے ایک زبان ہو کر جوابدیا کہ ہمارے نزدیک تو یہ مناسب ہو کہ اسکو قتل فرمائیے کیونکہ یہ خدا پرست ہو اور دشمن خداوندکا

اسیر رکھنا بیکار ہو اسلیے کہ یہ جو آپکا خیال ہو کہ جب یہ اچھا ہو جائے تو اِسکو عجائب پرست
کرون اور اپنا ملازم یہ محال ہو یہ وہ لوگ ہین کہ اگر انکے سر پر آرے بھی چل جائین گے تو یہ
دین اسلام کو نہ ترک کرینگے بس کیا ضرورت ہو کہ اسیر رکھا جائے دوسرے اسیر رکھے
جانے مین دو نقصان ہین اول تو یہ کہ جب یہ خبر اہل اسلام کو پہونچیگی تو سب کے سب
اسطرف آئین گے چڑھ سے معرکے پڑینگے سپاہی تو لڑینگے کیونکہ یہ جبکہ پسر حمزہ ہو سب اسکے
لیے اپنی جان دینگے خیال تو فرمایئے کہ ایک خدا پرست نے تو یہ آفت برپا کر دی کہ کوئی
نہ قتل کر سکا نہ اسیر پھر اسقدر کثرت سے جب آئین گے تو کون مقابلہ کریگا سوائے قتل
ہونے کے دوسری تدبیر نہ بن پڑیگی دوسرا نقصان یہ ہو کہ جب یہ خبر عیاران اسلام کو پہونچیگی
تو سب عیار ادھر کو آئینگے اور عیاریان کرینگے ان سب مین بہت بڑا عیار و مکار عمرو
ہو اگر وہ آگیا تو تمام شہر کو بھی لوٹ لیگا اور رہا بھی کر لیجائیگا صلاح یہ ہو کہ قتل فرمایئے
قید نہ رکھیے آیندہ جو راے حضور کی عنطاق نے جواب دیا کہ تم سب کی راے بہت
ٹھیک ہو اسیر رکھنے مین علاوہ ان نقصانات کے اور بھی بہت سے نقصان ہین کیا
ضرور ہو کہ ہم اپنے ملک مین خدا پرست کو اسیر رکھین مین نے پہلے ہی تجویز کر لیا تھا صرف
تم سب کی راے درکار تھی اگر تم لوگ یہ راے دیتے کہ اسیر رکھیے تو مین انھین دلیلون
سے ثابت کرتا کہ قتل کرنا بہتر ہو مگر قبل اسکے کہ مین اپنی راے ظاہر کرون تم سب نے میری
راے کے موافق راے دی مین بہت خوش ہوا اگر تم لوگ یہ بیان کرتے کہ جو کوئی ادہم
آئیگا آپ کے برادر رموز جادو سحر سے اسیر کرین گے تو اِسکا یہ جواب تھا کہ حمزہ جو ان سبکا
صاحبقران ہو وہ مالک اسم باطل سحر ہو بس سحر بھی بیکار ہو اِس خدا پرست کا قتل ہی ہونا بہتر ہو
یہ کہکر رموز سے کہا کہ اب سحر اُتار لو کیونکہ قید سخت مین مبتلا ہو چکا ہو رموز نے سحر اُتارا سحر کا
اُتارنا تھا کہ علمشاہ کو ہوش آگیا آنکھ کھولی تو دیکھا کہ عنطاق تخت پر بیٹھا ہوا ہو اور سب سردار
حاضر دربار مین اُسکا بھائی رموز بھی برابر اُسکے تخت کے وکل پر بیٹھا ہو اور اپنے کو طوق و
زنجیر مین اسیر پایا خیال کیا کہ تم تو ان سب سے لڑ رہے تھے عنطاق تمھارے خوف سے
تخت پر سے کود کر بھاگا تھا تم نے کئی سردارون کو قتل کیا تھا مگر تمھارے ساتھ مکر کیا گیا تھا

غفلت مین تیر وار کیے گئے اسکے سبب سے تم مجروح ہوے تھے مگر تمنے انکو بھی مجروح کیا تھا اور
تلوار لیکر عنطاق کی طرف چلے تھے کہ راہ مین تمکو غش آنے لگا تھا شاید ان لوگون نے غافل
پاکر اسیر کر لیا خیر جو مرضی خداوند کریم کی وہ ہی حافظ ہی اگر قضا ہو تو کیا چارا ہی یہ خیال کرکے اور دل
کرکے اٹھے گو خون بہجانے کے سبب سے ضعف تھا مگر اس بل سے اٹھے کہ سب کو یقین ہوا
کہ قید کو توڑ ڈالا جب سنبھل کر بیٹھے تو پکار کر کہا کہ سلام میرا اس شخص پر جو خدا کو واحد جانتا ہو اور
لعنت کرتا ہو اور سب خداوندان باطل پر یہ جو علمشاہ نے کہا سب اہل دربار مین ایک
شور ہوا کہ یہ جوان بڑا زبان آور دگستاخ ہی قید بھی ہی اور مجروح بھی ہو مگر اپنی حرکت سے باز
نہین آتا ہی بقول کسے رسی جلگئی مگر اسکا بل نہ گیا علمشاہ نے یہ جواب دیا ای کافران پر دغا و نابکاران
بے حیا کیسی رسی جلنا اور کیسا بل تم نہین جانتے کہ ہم لوگ موت سے خوف نہین کرتے ہین بلکہ موت
کو حیات ابدی خیال کرتے ہین تم سب نے میرے ساتھ مکر و دغا کی اول تو مجھکو حالت غفلت
مین جبکہ مین اجلال کو قتل کرکے اٹھا تھا مجروح کیا دوسرے یہ فریب کیا کہ مجھکو غافل پاکر اسیر
کرلیا جوانمردی و بہادری کے یہ معنی ہین کہ یکہ و تنہا لڑکے اسیر یا قتل کرتے تو مین جانتا خیر اب تو
تمھارے بس مین ہون اگر میری قضا آئی ہو تو مین راضی ہون اسکی رضا پر اور اگر میری قضا نہین
ہی تو مجھکو کوئی قتل نہین کرسکتا ہو تمھاری کیا اصل ہی میرا خدا خود حافظ و نگہبان ہی اگر مین زندہ
بچا اور رہا ہوگیا تو دیکھ لینا اسکا عوض کیسا لیتا ہون بدون اس ملک کو اسلام آباد کیے
ہوے اور اپنی قمری بیلے ہوے یہان سے نہ جاؤنگا کل اہل شہر کو تہ تیغ کرونگا یہ سنکر عنطاق
نے جواب دیا کہ او خدا پرست خاموش رہ کیا بیہودہ بکتا ہی اب اپنے دل سے اس خیال کو دور کر کہ
تو زندہ بچے گا اور رہا ہوگا مین تجھکو قتل کرونگا اس حال سے کہ مرغان ہوا اور ماہیان دریا تیرے
حال پر رحم کھائینگے اور مجھکو رحم نہ آئیگا تو نے میرے کلیجے پر وہ داغ دیے ہین اور میرے ان
سرداروں کو قتل کیا ہی کہ جنکا مثل و نظیر نہ تھا میرے سامنے تو نے خداے نادیدہ کا نام لیا
ہمارے مذہب مین خدا پرست کا قتل کرنا ثواب ہی اگر ایک خدا پرست کو قتل کیا تو گویا خدمت خدا کی
بجا لاے پس ہم ایسے ثواب کو کب چھوڑتے ہین ضرور یہ ثواب لین گے اور یہ جو تو نے کہا کہ
مجھکو مکر و دغا سے اسیر کیا اسکا جواب یہ ہو کہ سپاہی کے چھتیس فن ہین جس فن سے چاہا اسیر کرلیا

ہان اب تیری جان ان صورتون سے بچتی نظر آتی ہی کہ اول تو میری اطاعت کر دوسرے دین
اسلام ترک کر خداوند عجائب نگار کو سجدہ کر اور قمری کے خیال سے دست بردار ہو قمری مجھکو دے
اگر تو ان صورتون کو قبول کریگا تو مین تجھکو رہا کر دونگا تیرا اعلاج کرونگا بعد اچھے ہونے کے
تجھکو اپنے لشکر کا سپہ سالار کرونگا اور تیرا بڑا مرتبہ کرونگا علمشاہ نے برہم ہوکر فرمایا کہ او کافر خام
نطفۂ حرام کیا بیہودہ بکتا ہی کیا کرون ناچار ہون ورنہ اس گفتگو کی سزا دیتا گو مجروح ہون اور بکثرت
میرے جسم سے خون نکل چکا ہی مگر اس حالت مین بھی تم سب کے لیے کافی ہون تو میرا کیا بڑا مرتبہ کریگا
لاکھ لاکھ لعنت ہی تیرے خدا پر وہ بھی کوئی بچہ شیطان ولد الحرام ہوگا اب ایسے کلمے زبان پر نہ لانا
مین ایسے نامردون کی اطاعت نہین کرتا ہون جو ایک تن تنہا کے خوف سے تخت پر سے کود کر
بھاگے اور سردارون مین جاکر پوشیدہ ہو رہے قمری کا معاملہ اگر مین زندہ ہون تو قمری تیرے
باپ سے لونگا تیری کیا اصل ہی مین پہلے ہی کہ چکا ہون اگر میری موت آئی ہی تو کوئی خوف نہین
ہو جب شعر شعر سر نہ پیچم ز شمشیر حبیب ✱ ہر چہ آید بر سرم یا لنصیب ✱ موت سے کیا خوف ہم
لوگ نہین ہین کہ موت کے خوف سے دین اسلام کو ترک کرین اور کافرون کی اطاعت کرین ہم
اس راہ مین مرنے کو ثواب جانتے ہین اور زندگی سے اس موت کو بہتر خیال کرتے ہین
اگر تمنا نہین ہی تو تو کیا ہی اگر تمام دنیا یک جہت ہوکر میرے مار ڈالنے کا قصد کریگی تو میرا ایک
موئے تن بھی نہ کم ہوگا بقول شاعر شعر اگر تیغ عالم بجنبد ز جاے ✱ نہ برد رگے تا نخواہد خدا ✱
تو شوق سے اپنے دل کی حسرت نکال لے میرے قتل کا حکم دے کیون عرصہ کرتا ہی مجھسے اور
کسی امر کی امید نہ رکھ یہ جو فرمایا عنطاق نے کہا معلوم ہوگیا کہ تیری قضا ہی خیر اسوقت تو نہین
کل تجھکو قتل کرونگا سب اہل شہر و اہل لشکر کو جمع کرونگا انکے سامنے قتل کرونگا کہ دوسرونکو
عبرت ہو پھر کوئی ایسی حرکت نہ کرے کہ ایک مشت پر کے لیے بادشاہ سے تکرار کرے دوسرے
سب کو معلوم ہو کہ یہ مرد خدا پرست ہی اور پسر حمزہ ہی سب تیرے حال سے آگاہ ہون اور تاکہ
اور خدا پرستون کو خیال ہو کہ جو ادھر کو جائیگا مارا جائیگا علمشاہ نے فرمایا کہ تجھکو قتل کا اختیار
ہی چاہے آج قتل کر چاہے کل یہ تو یہ فرماکر خاموش ہو رہے عنطاق نے داروغۂ زندان کو
طلب کیا اور حکم دیا کہ اس قیدی کو لیجاؤ اور قید کرو مگر بڑی حفاظت کرنا پہرہ چوکی زبردست

مقرر کرنا کیونکہ اسکے ہواخواہ بہت ہین وہ سب آ نکلینگے اسکو کھانا پانی کچھ نہ دینا اور وقت یہ حکم سنکے سلام
بجا لایا اور سر ازنجیر کا پکڑ کر کہنے لگا کہ او قیدی چل علمشاہ منفعل ہو بولا کہ کیا ضرورت ہے ان لوگونکو
پریشان کرو نظر بخدا رکھو دیکھو پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہے اسکے ساتھ چلے جاؤ یہ تصور فرما کر
اُٹھے وہ انکو لیکر بیرون بارگاہ آیا ادھر عنطاق نے حکم دیا کہ تمام دیہات و قصبات و شہر و صحرا مین
مشتہر کیا جائے کہ جسکو قتل کا تماشا دیکھنا ہو وہ کل صبح کو یہان آئے ہم اُس مسافر کو قتل کرینگے
کہ جسنے ایک مشت پر کے لیے گستاخی کی اور ہمارے کئی سردارون کو قتل کیا اور باوجود دریافت
کیا تو وہ مسلمان نکلا پس اُسکا قتل ہمپر اور بھی واجب و لازم ہوا پس سب آکر شریک ہون اور
یہ بھی دیکھ لین کہ جو ایسی گستاخی کریگا اُسکو یہ سزا دیجائیگی پس بموجب حکم عنطاق ہر مقام پر ڈھنڈھورا
پٹا سب کو حکم بادشاہ سے آگاہ کیا ہر مقام پر چرچا ہونے لگا کہ کل چلکر ضرور تماشہ دیکھینگے
ہر ایک اپنا بندوبست کرنے لگا ادھر بعد حکم دینے کے عنطاق نے دربار برخاست کیا سب
سردار اپنے اپنے خیمے مین آئے رموز اپنے خیمے مین آیا دیکھا کہ قفس قمری کا لٹکا ہوا ہے مگر قمری
سر جھکائے بیٹھی ہے گنگا جمنی کلھیان رکھی ہین اُسمین دانہ پانی بھرا ہے اسنے دیکھا کہ قمری نے دانہ پانی
کچھ نہ کھایا سب سابق دستور رکھا ہے اسنے قفس سامنے رکھ لیا باتین کرنے لگا مگر خاموش قمری
بیٹھی ہے یہ تو یہان اپنے خیمے مین بیٹھا ہوا ہے عنطاق اپنے خیمۂ خاص مین ہے اس انتظار مین
کہ یہ دن و رات تمام ہو تو بوقت سحر اُس خدا پرست لیسہ حمزہ کو قتل کرون اور سب لوگ
کل کا انتظار کر رہے ہین انکو تو انتظار مین رکھا جاتا ہے علمشاہ کا حال تحریر ہوتا ہے کہ دارو غہ
زندان علمشاہ کو لیکر داخل شہر ہوا اور لاکر خاص زندان خانۂ شاہی مین قید کیا اور دس ہزار
سوار جرار بہا سے پاسبانی مقرر کیے اور خود بھی اسی مقام پر قیام کیا اور سوار و پیادون کا
ایک افسر بہت زبردست مخوف شیر صورت وہ در زندان پر دنگل اپنا بچھا کر بیٹھا اور سب
سوار و پیادے گرد زندان اُترے پہرے چوکی کا بندوبست ایسا ہوا کہ پرندے کا بھی وہان
گذر نہ تھا بقول کسے پتہ کھڑکا بندہ سرکا ذرا بھی آہٹ ہوئی سب نے تلواریں اٹھالین اور
حیران ہوکر دیکھنے لگے کہ کون آتا ہے علمشاہ زندانخانے مین زانو پہ سر رکھے قمری کی یاد مین
رو رہے ہین دل سے فرماتے ہین کہ اِس صحرا مین ہاے کس بلا مین مبتلا ہوا اگر مجھکو معلوم ہوتا کہ

یہ آفت نازل ہوگی تو میں کبھی ادھر نہ آتا جو خیال مجھکو تھا کہ عورت کے ہمراہ ہونے مین بڑی خرابی ہو اسی سبب سے مین نے ملکہ سے کہا تھا کہ تم چلی جاؤ ملکہ نے نہ مانا اپنے کو بھی بلا مین مبتلا کیا اور مجھکو بھی فری حالت انسانی سے جامۂ حیوانی مین آئی میری جدائی نہ گوارا کی مگر اُسپر بھی جدائی نصیب ہوئی نہ معلوم اُس حریق آتش فراق پر کیا گذری اور کیا حال ہو اور وہ کہان ہو وہ باز کہان لیگیا کون ایسا دشمن تھا کہ جو باز بنکر لیگیا اس اپنی حرکت سے باز نہ آیا بڑا دغا باز تھا اب دیکھیے اُس سے ملاقات کبھی نصیب ہوتی ہو یا نہین یہ جو خیال کیا اور کچھ دل گھبرایا بے اختیار خیال ملکہ مین یہ شعر عاشقانہ پڑھنے لگے

نظم

نہین ہوس وقت جوش مستی قد خمیدہ ہو کچھ حیا کر — یتون کا بندہ رہیگا کبتک خدا خدا کر خدا خدا کر
یہ کیسی نیند آگئی الٰہی مسافران رہ عدم کو — کچھ ایسے سوئے کہ پھر نہ چونکے تھکے ہم انکو جگا جگا کر
کہان سلیمان کہان سکندر کہان ہو جم اور کہان ہو دارا — یہ سب کے سب خاک کے تھے پتلے بگاڑے ... بنا بنا کر
یہ ... بیدار یونسے ندوی اگرچہ نیند اب اچٹ گئی ہو — تصور اسکے مین سو رہو تم بغل ... تکیے ... کر

یہ چند شعر ورد زبان ہین اور کچھ غزل کے شعر پڑھ رہے ہین ملکہ کی خیالی تصویر آنکھون کے سامنے پھر رہی ہو مگر مجبور قید مین بیٹھے ہوے ہین کبھی شکوہ فلک نا ہنجار کا کرتے ہین کبھی شاکی زمانہ غدار کے ہوتے ہین یہ تو اس حال مین مبتلا ہین انکو اسی حال مین مبتلا رکھا جاتا ہو آیندہ انکا حال تحریر ہوگا اب کچھ دوسرا حال تحریر ہوتا ہو ناظرین اُسکو ملاحظہ فرمائین اب دو کلمۂ حال تجبر دیوانہ کے ملاحظہ فرمایئے راوی بیان کرتا ہو کہ عنطاق کی ایک بہن ہو اُسکی شادی ہوگئی ہو اُسکا ایک لڑکا بہت حسین و خوبصورت ہو حسن و جمال مین کوئی اُسکا ہم پلہ نہین ہو مگر دیوانہ ہوگیا تھا اسوجہ سے اُسکا نام تجبر دیوانہ رکھا بڑا زبردست و بہادر ہو اُسکے مثل کوئی اُس جوار بھر مین نہین ہو سب اوسکے ہاتھ سے زک اُٹھا چکے وہ اپنے مان و باپ سے جدا ہوکر ایک صحرا مین آکر قیام پذیر ہوا وہ صحرا قریب شہر عنطاقیہ کے ہو اُسنے اُس صحرا کو اپنے رہنے کے لایق درست کیا ہو ایک چھوٹا سا قلعہ بنایا ہو اُسکو آراستہ کیا ہو پندرہ سولہ ہزار دیو اُسنے اُسکے ماتحت ہین یہ اُن سبکا افسر ہو اُسنے اُن سب کو زیر کیا ہو وہ اُسکی اطاعت کرتے ہین اسکا سن سولہ سترہ برس کا ہو جب سے اُسنے یہان آکر قلعہ بنایا ہو تب سے ماموں کے پاس آیا کرتا تھا بلکہ دربار مین بھی حاضر رہتا تھا عنطاق

بھی اسکی بسے بہت محبت کرتا تھا یون تو گاہے گاہے آتا تھا مگر بسبب قریب رہنے کے ہروقت
آتا تھا بکثرت آنیکے سبب سے عنطاق اسکو بہت عزیز رکھتا تھا چنانچہ اب کچھ دنون سے وہ ماموں سے
اپنے خفا ہوگیا تھا آنا جانا بھی ترک کر دیا تھا بہت بہت عنطاق نے طلب کیا اُسنے انکار کیا خود
عنطاق لینے کو گیا اُسپر بھی نہ آیا اُسکو کچھ ماموں کی پروا نہین ہو وہ ایسا بہادر اور جری ہو کہ وہ
عنطاق کے لشکر دسرداروں کی حقیقت نہین جانتا ہو سب اُس سے خوف کرتے ہین ایک تو
وہ بہادر ہی دوسرے دیوانہ ہو راوی بیان کرتا ہو کہ ماموں سے خفا ہونے کا سبب یہ ہو کہ
عنطاق کج کلاہ کی ایک دختر ہو کہ وہ اپنا حسن وجمال مین مثل ونظیر نہین رکھتی ہو اگر اُسکو ماہ
آسمان حسن وجمال کہیے تو زیبا ہو یا بلقیس ثانی یا زہرۂ فلک کہیے تو زیبا ہو عارض مثل گل تر
کے لب مثل برگ گل سُرخ کے صراحی دار گردن مثل بدر کامل کے روشن زلفین دل عشاق کی
اسیر کرنے والی ابرو خمدار دندان گوہر آبدار سینے پر جوبن کا ابھار سینہ تختۂ بلور کے مانند بازو
ساعد رشک دہ ساعد حور و پری ٹانگین قصر حسن کے ستون حنا سے کف پا سے ماہتاب شرمندہ
ہوتا تھا ہر ایک انگلی شمع کی لو فقط مختصر بہت حسین تھی اُسکا نام ملکہ ماہ عنطاقی تھا واقعی اسم
بامسمےٰ ہو یعنی اُسپر یہ دیوانہ ہو عنطاق شاہ کا بھانجہ عاشق ہوا وہ حور بھی اسپر مائل ہوئی باہم راز و
نیاز کی باتین ہونے لگین یہ گھر مین بھی آتا جاتا تھا اس سے کوئی پردہ نہ تھا خوب باہم ملکر بیٹھتے
تھے ایک دن خود دیوانے نے اپنے ماموں عنطاق سے اس امر کی خواہش کی کہ اپنی دختر کی
شادی میرے ہمراہ کر دیجیے مجھکو اپنی غلامی مین قبول فرمایئے عنطاق چونکہ دیوانے سے الفت
دلی رکھتا تھا انکار نہ کیا کہا کہ کل جواب دونگا دیوانہ خاموش ہو رہا وہان سے اپنے مقام پر چلا
جب عنطاق دربار برخاست کرکے محل مین گیا زوجہ سے اس امر مین مشورہ کیا اُسنے انکار کیا
بادشاہ نے سبب انکار دریافت کیا اُسنے جواب دیا کہ وہ دیوانہ ہو گو تمھارا بھانجہ ہو تو ہو مگر دیوانہ
ہو میری لڑکی آفت مین مبتلا ہو جائیگی دیوانے کے ساتھ کیونکر بسر کریگی ہر وقت کی کوفت ہوگی ایسا
نہ ہو کہ کوفت مین مرجائے سوائے اِسکے کوئی اور لڑکی بھی نہین اور نہ کوئی لڑکا ہو کہ جس کے
سبب سے غم غلط ہوگا دیدہ ودانستہ ایسا امر کرنا زیبا نہین ہو کوئی دیکھ بھال کر جیتی مکھی نہین کھاتا
بادشاہ کو اُسکا کہنا پسند آیا وقت شب وزیرون امیرون مشیرون کو طلب کیا اُنسے اس امر کا مشورہ لیا

اور دیوانہ کا پیام کہ سنایا اور اپنا ملکہ سے کہنا یعنی اپنی زوجہ سے اور اسکا انکار کرنا اپنا سبب دریافت
کرنا اسکا سبب بیان کرنا سب بیان کیا اور کہا کہ تمھاری کیا راے ہی ہر ایک نے ملکہ کی راے کی
تصدیق کی اور بادشاہ سے کہا کہ دیوانے کو جواب دیجیے دوسرے دن جب دیوانہ آیا اور اپنے
مامون سے اپنے سوال کا جواب طلب کیا تو بادشاہ نے صاف انکار کیا اور کہا کہ یہ امر غیر ممکن
ہی چونکہ یہ تو اسکی الفت مین مبتلا تھا اور اسپر مرتا تھا جان دیتا تھا اور وہ اسپر یہ سنکر خاموش
ہو رہا برابر آنے گیا جب پھر دیا وہ آتش فراق نے ستایا تو پھر اسنے مامون سے سوال کیا
عنطاق نے پھر انکار کیا اسی طور سے کئی مرتبہ ہوا مگر ادھر سے انکار رہا یہ امر اسکو بہت ناگوار
ہوا یہ اپنے قلعے مین رہا اس خیال سے کہ لشکر جمع کرلون تو مامون سے مقابلہ کرون اور جنگ و
پیکار کرکے اپنی معشوقہ کو مامون سے لون گو ممکن ہی کہ مین اکیلا تمام لشکر و سردارون پر کافی
ہون مگر فساد کا ہونا بھی ضرور ہی یہ اسدن سے مامون کے پاس نگیا بلکہ فوج کی بھرتی بھی شروع
کردی تھی یہ صرف اس امر کا منتظر تھا کہ میرے پاس ایک لاکھ سپاہ ہوجائے اور مین اپنی کل سپاہ
کو قواعد جنگ سے آگاہ کرلون تو پھر مامون پر لشکر کشی کرون خواہ اسکو قتل کرکے خواہ اسیر کرکے
اپنی معشوقہ پر قبضہ کرون اور اسکے وصل سے کامیاب ہون بدون اسکے معشوقہ ہاتھ نہ آئیگی
یہ خیال کرکے اپنے فوج کی بھرتی شروع کردی اسکے مامون نے اسکو طلب کیا اور خود لینے آیا یہ نہ گیا
عنطاق خاموش ہوکر بیٹھ رہا کسی قسم کا خوف اسے نہ تھا صرف دو ایک خیال سے ایک تو یہ
کہ بھانجہ ہی دوسرے یہ کہ دیوانہ ہی یہ کیا کرسکتا ہی تیسرے یہ کہ کچھ مال و دولت نہین رکھتا ہی کہ لشکر
و سپاہ نوکر رکھ کے مقابلہ کریگا یہ سب امرون کی سبب سے عنطاق اسکی طرف سے بے خوف
تھا دیوانہ بھرتی سپاہ کی کر رہا تھا کہ یہ بیٹھا ہوا تھا اسوقت ملکہ کی تصویر اسکے سامنے رکھی ہوئی
تھی اسکو مخاطب کرکے باتین کر رہا تھا اور آہین سرد بھر رہا تھا کبھی شعر پڑھتا تھا کبھی روتا تھا
کہ کیون ای فلک تو یہ باہم تفرقہ ڈالے رہیگا ہم عاشق و معشوق کو ایک مقام پر نہ بیٹھنے دیگا
کبھی کہتا تھا کہ ای ملکہ وہ دن کب آئیگا کہ مین اور تم دونون ایک جا ہوکر بیٹھین اور مین تمھارے
شربت وصل سے سیراب ہون کبھی اس تصویر کے بیقرار ہوکر بوسے لیتا اسکا یہ رنگ تھا
سامنے صحرا سے سبزہ زار تھا ہر رنگ کے درخت لگے ہوے تھے سبزہ روئیدہ تھا یہ راہ دیکھ ۹۰

بیٹھا ہوا اِن حرکتون مین معروف تھا کہ جو کہ مین نے تحریر کی ہین کہ یکایک اِسکے کان مین ڈھنڈھورے کی صدا آئی کہ اسنے سر اُٹھا کر طرف صحرا کے دیکھا دیکھا کہ ایک شخص گلے مین ڈھول ڈالے ہوے کچھ پکار کر کہتا ہی اور ڈھول پر چوب لگاتا ہی یہ جو اِسنے دیکھا خیال کیا کہ دریافت کرنا چاہیے کہ یہ کیسا ڈھنڈھورا ہی جو پٹتا ہی اِسنے آواز دی کہ کوئی حاضر ہو راوی بیان کرتا ہی کہ اِسکا حکم ہی کہ ہمارے پاس بدون ہمارے طلب سبکے کوئی نہ آئے پس سب ملازم وغیر ملازم جہان یہ بیٹھتا ہی اُس کمرے کی بارہ دری کے باہر منتظر اِسکی آواز کے کھڑے رہتے ہین جہان پکارا حاضر حاضر کہکر دوڑ پڑے جو حکم دیا اُسکو فوراً بجا لائے پس اُسی طریقے کے موافق لوگ کھڑے ہین جیسے دیوانہ نے کہا کہ کوئی حاضر ہی چند خدمتگار و غلام حاضر حاضر کہکر اندر آئے سلام کیا اور عرض کیا کہ کیا حکم ہی دیوانے نے فرمایا کہ دیکھو وہ سامنے ڈھنڈھورا ڈھنڈھورا پیٹتا ہوا چلا جاتا ہی اِسکو بُلا لاؤ مین دریافت کرونگا کہ کیسا ڈھنڈھورا پیٹتا ہی اُنھون نے عرض کیا بہت خوب یہ کہکر برآمدہ پر آئے اُنھون نے قصد کیا تھا کہ آواز دین کہ وہ خود قریب آیا اور اُسنے آواز لگا کر ڈھول پر چوب لگائی جب وہ چوب لگا چکا اُسوقت اِسنے اُسکو آواز دی کہ ذرا میان جی یہان آؤ ہمارے آقا تمکو طلب فرماتے ہین کچھ دریافت کرینگے ہر ادنیٰ و اعلیٰ اِس حال سے آگاہ ہی کہ اس قلعے مین بادشاہ کا بھانجہ رہتا ہی اور سب اُسکے ملازمون کو پہچانتے ہین جیسے اِسنے پکارا وہ ڈھنڈھوریا بلا عذر زیر قلعہ آیا دیوانے کو جھک کر سلام کیا دعا دی دیوانے نے دریافت کیا کہ یہ کیسا ڈھنڈھورا پیٹتے ہو کس امر کی اہل شہر کو خبر دیتے ہو وہ کون ایسا تھا جو امر واقع ہوا ہی تب ڈھنڈھوریے نے عرض کیا کہ بادشاہ کا حکم ہی کل ایک خدا پرست کو قتل فرمائینگے وہ کسی طرف سے اِدھر آگیا تھا اُسنے کئی سردارون کو قتل کیا خیر خود بھی اسیر ہوا اب وہ کل قتل ہوگا اُسکے قتل کی خبر دیتا پھرتا ہون تا کہ جسکو تماشا دیکھنا ہو وہ فلان مقام پر کل صبح کو آئے اور قتل خدا پرست کا تماشا دیکھے دیوانے نے کہا کہ اُس سے خطا کیا سرزد ہوئی جو قتل کیا جاتا ہی اور اُسکا نام کیا ہی تب اُسنے جواب دیا کہ بہت بڑی خطا تو یہ ہی کہ خدا پرست ہی دوسرے اُسنے ایک مشت پر کے لیے بادشاہ کو بہت سخت و سُست کہا کہ جس سے نوبت کشت و خون کی پہونچی یہ کہکر اُسنے کل حال قمری کا اور اُسکو باندھ کے لیجانے کا اور باہم تکرار ہونے کا بیان کیا اور

عرض کیا کہ اس جوان کا نام علمشاہ رومی ہی اور پسر رشید حمزہ صاحبقران ہی یہ سنکے دیوانے نے
اسکو رخصت کیا اور اپنے ملازمون سے کہا کہ صبح کو ہم بھی براے سیر قتل خدا پرست جائینگے
سواری طیار رہے وہ ملازم بہت خوب کہکر باہر چلے آئے یہان اسکو پھر تصور ملکہ کا بندھا
اسی عالم مین خیال آیا کہ ای تجخیر یہ لوگ یعنی خدا پرست سُنا جاتا ہی کہ بڑے بہادر اور دلاور ہوتے
ہین اِنسے کوئی مقابلہ نہین کرسکتا ہی اِنھون نے لاکھون ملک غارت کرڈالے ہزارون طلسم
فتح کیے دوسرے ہر ایک کی مشکل و آفت مین مدد کرتے ہین جو جسنے کہا کہ یہ کام ہمارا کر دیجیے
اُسمین کوشش کرکے پورا کیا سنا گیا ہی کہ ہزارون عاشقون کو معشوقون سے ملایا ہزارون
کی مراد پوری کی خصوصًا جو اِنپر احسان کرتا ہی اُسکے اجراے کار مین بہت کوشش کرتے ہین ای
تجخیر یہ خدا پرست تیری قسمت سے یہان آیا ہی تو اِسکو کسی تدبیر سے رہا کرکے یہان لا اور اُسسے
اپنا درد دل بیان کر یقین ہی کہ وہ عنطاق کو شکست دیکر تیری معشوقہ کو لا دیگا بدون اُسکے
کوشش کیے تو اپنے مطلب سے کامیاب نہ ہوگا اِس امر کو زمانہ درکار ہی کہ فوج جمع ہولے
اور دونون جنگ سے باہر ہولے اُسوقت لشکرکشی کیجائے اِسکو ایک مدت چاہیے
نہ معلوم مین جبتک فراق معشوق مین زندہ بچون یا نہ بچون اور اسوقت بہت جلد تو اپنے
کام سے بہرہ مند ہوتا ہی ہان اِس خدا پرست کا اقرار کرلینا ہی پھر چاہے دنیا ادھر کی ادھر ہوجائے
یہ میری معشوقہ کو ضرور مجھے دلا دیگا کیونکہ سُنا گیا ہی کہ یہ لوگ اپنے قول کے پابند بہت ہین
جس امر کا اقرار کرتے ہین پھر بدون اُسکو پورا کیے ہوے نہین چھوڑتے بس تو وہ تدبیر کر کہ
اِس خدا پرست کو کسی تدبیر سے رہا کر یہ قید سے نکلکر آفت کردیگا رہا ایک امر وہ اس بات کو ضرور
کہیگا کہ دین اسلام قبول کر پھر تیرا کیا نقصان ہی اگر کوئی یہ کہے کہ ہم تیری معشوقہ دلائے
دیتے ہین تو ہمکو سجدہ کر تو مین اُسکو ضرور سجدہ کرون نہ یہ کہ وہ تو ایک مذہب اسلام رکھتا ہی
جسکو کروڑون نے اختیار کیا ہی اور سب مذہبون پر یہ مذہب افضل ہی اور برحق ہی اور مذہب
تباہ و برباد ہوتے گئے مگر اِسکو ترقی ہوتی گئی یہ دین برحق و سچا ہی اگر وہ اس امر کو کہینگے
تو مین قبول کرونگا یہ باتین دل سے کرکے فکر کرنے لگا کہ کس تدبیر سے رہا کرون فکر کرتے
کرتے خیال مین آیا کہ کچھ لشکر لیکر اور کسی خدا پرست سردار زبردست کے نام کا نعرہ کرکے

زندانخانے پر جاکر گرا اور پاسبانون کو قتل کرکے اُس جوان خداپرست کو رہا کرکے لا اُس سے اپنا درد دل بیان کرون یہ سوچکر خیال کرنے لگا کہ اب کس بہادر خداپرست کا نعرہ کرون کہ جو کہ نامبرآوردہ اور ذی مرتبہ صاحب لیاقت ہو خیال کرکے اُٹھا اور الماری سے کتابین اور پرچہ اخبار نکالے اِس خیال سے کہ اِن کتابون مین جو کہ اہل اسلام کی بہادری اور جوانمردی سے مملو ہین کسی بہادر زبردست کا نام دیکھ لون جیسے کتاب کھولی پہلے ہی نگاہ اُسکی ملک قاسم کے نام پر پڑی اب جو دیکھا تو اُس بہادر کے واقعات جو نگاہ سے گذرے بہت پسند کیا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ جوان جو کہ یہان اسیر ہوا ہی یہ اُسکا باپ ہی یعنی ملک قاسم اِس جوان کا فرزند ہی پس ملک قاسم ہی کے نام کا نعرہ کرو دیوانے نے نعرہ یاد کرلیا اور یہ بھی دیکھ لیا کہ یہ جوان ملک قاسم ہمیشہ سرخپوش رہتا ہی پس جب دیکھ چکا اپنے سردارون کو طلب کیا وہ حاضر ہوے اُسنے کہا کہ تم لوگ یہ تدبیر کرو کہ دس ہزار سوارونکو حکم دو کہ وہ لباس سُرخ سے آراستہ ہوکر اور منھ پر نقاب ڈالکر دس بجے رات کو زیر قلعہ آکر کھڑے ہون مین آؤنگا اُنکو اپنے ہمراہ لیکر ایک کام کو جاؤنگا اور تم لوگ بھی مسلح و مکمل ہوکر آنا اُن سب نے عرض کی بہت بہتر اُسیوقت دس ہزار سوار انتخاب کرکے اُنکو لباس سُرخ و نقاب سے آراستہ کیا اور خود بھی آراستہ ہوے اور قریب پہر رات گئے زیر قلعہ آکر کھڑے ہوے اور دیوانے کا انتظار کرنے لگے یہان دیوانہ یہ حکم دیکر انتظار شب مین اپنے مقام پر بیٹھا ہوا تھا جب شام ہوئی اِسنے خاصہ کھایا ذرا مسہری پر جاکر لیٹا کہ اِسکی آنکھ لگ گئی خواب مین کیا دیکھتا ہی کہ ایک مرد بزرگ باریش سفید چہرہ نورانی درویش وضع سرہانے کھڑے ہوے ہین ایسا کچھ رعب رُخ سے پیدا ہوا کہ دیوانہ اُسی عالم خواب مین کھڑا ہوگیا جھک کر سلام کیا اُن مرد بزرگ نے اپنا ہاتھ اِسکی پشت پر پھیرا اور کہا کہ ای تیخیز دیوانہ شاباش و مرحبا تونے بہت اچھا کام کیا ای دیوانے تیرا انجام اچھا ہوگا تجھکو لازم ہی کہ تو علمشاہ کی پیروی کر اُسکو اس قید سے رہا کر وہ تجھکو تیری معشوقہ سے ملا دیگا اُسکے وصل سے تیرے دل کو شاد کریگا اِن لوگون کی اطاعت مین دونون جہان کی راحت حاصل ہوتی ہی تیرے دل مین بہت عمدہ خیال پیدا ہوا تو بڑا نیک ہی تجھکو لازم ہی کہ دین اسلام قبول کر یہ فرماکر اُس دیوانے کو جہنم و بہشت

دکھائی اور فرمایا کہ جو خدا پرست ہوگا اُسکے لیے یہ مقام ہی اور جو اور دوسرا دین رکھتا ہوگا وہ
اِس آگ مین جلایا جائیگا دیوانہ یہ واقعہ دیکھکر بہت خوف زدہ ہوا اور کانپنے لگا عرض کرنے لگا
کہ مجھکو آپ مسلمان فرمائیے اُن مرد بزرگ نے کلمہ تعلیم کیا دیوانہ اسی عالم خواب مین کلمہ پڑھکر مسلمان
ہوا جب کلمہ پڑھ چکا اُسوقت اُن مرد بزرگ نے فرمایا کہ اب اُٹھ اور جا برائے رہائی علمشاہ کیونکہ
تیرے ہمراہی بموجب تیرے حکم کے مسلح و مکمل زیر قلعہ تیرا انتظار کر رہے ہین اب عرصہ نہ کر ورنہ
وقت ہاتھ سے جاتا رہیگا یہ جو کہا دیوانے کی گھبرا کر آنکھ کھلگئی دیکھا کہ قریب سوا پہر رات
کے آئی ہو فورًا اُٹھا لباس سرخ سے آراستہ ہوا ہتھیار لگائے نقاب منھ پر ڈالی بیرون قصر
آیا یہان خادم مرکب لیے ہوے کھڑا تھا انتظار کر رہا تھا کہ دیوانہ آیا خادم نے سلام کیا یہ
مرکب پر سوار ہوا اور بیرون قلعہ چلا خادم سے کہا کہ تو اِسی مقام پر ٹھہر وہ ٹھہر گیا یہ در قلعہ کھلوا کر
بیرون قلعہ آیا دور سے دیکھا کہ زیر قلعہ سردار مع سوارون کے کھڑے ہوے ہین اور قلعہ
کی طرف دیکھ رہے ہین یہ مرکب اُٹھا کر اُدھر کو چلا اُن سب نے دیکھا کہ ایک سوار ادھر کو آتا
ہی آواز دی کہ کون آتا ہی دیوانے نے کہا کہ مین ہون اب سب کو معلوم ہوا کہ ہمارا افسر ہی
سب نے سلام کیا دیوانے نے سردارون سے کہا کہ سب تیار ہین اُنھون نے عرض کی کہ
سب حسب الحکم موجود ہین اُسوقت دیوانے نے سردارون سے کہا کہ مین تمکو آگاہ کرتا ہون
کہ وہ جو خدا پرست اسیر ہوا ہی اُسکے رہا کرنے کو جاتا ہون کیونکہ میرے اور ماموں جان کے
دشمنی ہوئی ہی لہٰذا مین اُنکے قیدی کو ضرور رہا کر دونگا تاکہ اُنکو صدمہ ہو نیس مین اِس جوان
کے فرزند کا نام لیکر اور اُسکے نام کا نعرہ کرکے پاسبانون پر گرونگا اُنکو قتل کرکے اُس جوان
کو رہا کر لونگا اِس امر کا خیال رہے کہ یہ راز کسی پر نہ ظاہر ہو اور کوئی اس حال سے آگاہ نہو
کہ مین ہون سب یہی جانین کہ اِس جوان کا فرزند ہی جب مین نعرہ کرکے اور تلوار لیکر پاسبانون پر
گرون تو تم بھی فورًا حملہ کرنا اُنکو دم لینے کی مہلت نہ دینا کہ وہ دریافت نہ کر سکین اور ایک
کو زندہ نہ چھوڑنا سب نے عرض کی کہ ہم آپ کے تابع حکم ہین اگر آپ فرمائین تو ہم آپ کے
ماموں سے مقابلہ کرین سر میدان اُنکو ٹوک لین دیوانے نے کہا کہ وہ وقت یہی ہی اطمینان کھو
یہ کہکر اور سب کو خوب سمجھا بجھا کر اُنکو ہمراہ لیکر مرکب کو مہمیز کرکے طرف شہر کے چلا یہ حالات شہر کے

بخوبی واقف ہی ہر مقام سے آگاہ ہی یہ مثل سچ ہو کہ گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے اِس سے کوئی مقام پوشیدہ نہین ہی یہ فورًا مع دس ہزار سپاہ کے بہ تدبیر داخل شہر ہوا جب سے عنطاق نشکار کو گیا ہی رات بھر شہر پناہ کا دروازہ کھلا رہتا ہی نہ معلوم بادشاہ کسوقت تشریف لائے اور پھاٹک بند ہو تو ہمپر عتاب نازل ہو اِس سبب سے یہ بلاخوف وخطر داخل شہر ہوے اِنکو دروازہ کھلوانا بھی نہ پڑا ہان اگر درِ شہر پناہ بند ہوتا تو مشکل پڑتی راوی بیان کرتا ہی کہ جب یہ داخل شہر ہوے دیوانہ مع کل لشکر کے طرف زندان خانے کے مرکب اٹھا کر چلا یہ تو ادھر سے جاتا ہی وہانکا حال ملاحظہ ہو کہ نخوت شیر صورت در زندان پر دنگل بچھائے ہوے بیٹھا ہی سامنے صندلی پر سپر و تلوار رکھی ہوئی ہی خادم سامنے پس پشت دست بستہ کھڑے ہین ایک داروغہ زندان خانہ دنگل پر بیٹھا ہی اُسکے بھی ملازم کھڑے ہین باہم دونون مین باتین ہو رہی ہین اور دس ہزار سوار گرد زندان خانہ اُترے ہوے ہین کچھ سوار گرد زندان خانہ مسلح و مکمل پھر رہے ہین باقی بستر بچھائے ہوے بیٹھے ہین کسی مقام پر وہ بد قماش تاش کھیل رہے ہین کسی جگہ پر بادشاہ جنگ ہو رہا ہی کہین چوسر بچھی ہوئی ہی دس دو دیو بارہ کی صدا بلند ہی کھیلنے والا بدرنگ ہی کہین پچیسی کھل رہی ہی پچیس تین کی صدا آ رہی ہی گوٹ پر گوٹ پٹ رہی ہی کہین شطرنج کے کھیل مین فیلسوار و پیادے لڑ رہے ہین کہین سولہ گٹی ہو رہی ہی کہین کاپ تین مین پو جھکے کا شور ہی کہین سولہی مین نو سات کا زور ہی کہین طبلہ پر تھاپ کہین ستار کی صدا بلند ہی کوئی بے تکا بےسُری تان لے رہا ہی کوئی دارا بجا کر جرس کی دھن مین خیال خام مین بدمست ہی غرض ہر ایک اپنے رنگ مین مبتلا ہی یہی فکر ہی کہ کسی طور سے رات بسر ہو جانے اور قیدی بھی یہان سے بادشاہ کے پاس چلا جائے ایسا نہ ہو کہ ہم سو جائین حریف موقع پا کر اور ہمکو غافل دیکھکر اپنا کام کر جائے کوئی اپنی معشوق کو بغل مین لیے ہوے بیٹھا ہی باہم راز و نیاز ہو رہا ہی جام شراب چل رہا ہی عجب رنگ کی صحبت ہی مگر سب کے پاس سپر و تلوار رکھی ہوئی ہی طلایہ پھر رہا ہی صدا اسے حاضر باش و ناظر باش و بیدار باش و ہوشیار باش کی بلند ہی پنج شاخے جل رہے ہین روشنی خوب ہو رہی ہی دور تک کا آدمی دکھائی دیتا ہی ایک لمٹھا جل رہا ہی حقے بھر بھر کے پیے جا رہے ہین یہ لوگ تو اِس بندوبست مین بیٹھے ہین ذرا سا کھٹکا ہوا

سب ہوشیار ہو گئے ایک نے دوسرے کو آواز دی مگر دیوانہ جو یہان آکر پہونچا اُسنے جو یہ بندوبست دیکھا اپنے ہمراہیون سے کہا کہ بہت چوکی پہرہ ہی کچھ پرواہ نہین تم سب خبردار ہو جاؤ مین نعرہ کرکے ان سب پر گرتا ہون راوی بیان کرتا ہی کہ اِسقدر تو پاسبانی و ہوشیاری تھی مگر ایک سمت زندان خانے کی خالی تھی اُسطرف کوئی نہ تھا سوا ے چند خدمتگارون کے اُسی طرف یہ لوگ آئے تھے جیسے دیوانہ قریب اِن سب کے پہونچا اور اِن لوگون کے کان مین سم مرکب کی صدا آئی ہر ایک نے سر اُٹھا کر دیکھا چونکہ روشنی تھی سب نے دیکھا کہ ایک نقابدار سرخپوش مرکب پر سوار اِسطرف کو آتا ہی اور اُسکے عقب مین بہت سے نقابدار ہین اِن لوگون نے بڑھکر آواز دی کہ تم کون لوگ ہو اور اِدھر کو کیون آتے ہو یہ زندان خانۂ شاہی ہی یہان ایک بہت بڑا مجرم شاہی قید ہی اِدھر سے کسی کے آنے کا حکم نہین ہی دیوانے نے اُنکے اِس کلام کو سُنا مگر کچھ جواب نہ دیا بلکہ اور مرکب کو تیز کر دیا جبتک وہ لوگ ہوشیار ہون دیوانہ مع اپنے ہمراہیون کے اُنکے سر پر پہونچ گیا اور ایک مرتبہ تلوار علم کرکے پکارا کہ ای کافران بیحیا و ای نابکاران پُر دغا کی گذارم کہ از دست من زندہ وسلامت بدر رود بدانید منم ملک قاسم عالیشان منم شاہزادۂ خاور سپاہ منم لال خفتان خونریز خاوری **نعرۂ ملک قاسم**

ملک قاسم آن شاہ خاور سپاہ
شہسوار لال پوش خاوری

ز نم تیغ برابر نیشتره به ماه
دگر آفتاب مشرق دین پروری

یہ نعرہ کرکے اور تلوار لیکر جو گرا قتل کرنا شروع کیا جو سامنے آیا وہ دو ٹکڑے تھا اِسکا حملہ کرنا تھا کہ اِسکے ہمراہی بھی آ پڑے وہ جبتک خبردار ہون اُسوقت سیکڑون کا خاتمہ ہو گیا ہلچل پڑ گئی کہ قید خانے پر خدا پرست آکر گر پڑے ہر طرف سے وہ سوار پیادے تلوارین و خنجر لیکر چلے جو کہ گرد زندان پہرہ دے رہے تھے بازار مرگ گرم ہو گیا ملک الموت روحین قبض کرنے لگے راوی بیان کرتا ہی کہ یہ لوگ اِس حال سے آگاہ نہ تھے کہ یہ سانحہ گذریگا اگر آگاہ ہوتے تو اِسقدر غافل نہ ہوتے جبتک مہیا رہون بہت قتل ہو گئے جو باقی رہے مسلح و مکمل ہو کر لڑنے لگے دیوانہ ہر مرتبہ نعرہ کوہ شگاف کرتا ہی بنام قاسم ذی جاہ اسکے نعرے کی صدا سے لوگون کے دل ہلجاتے ہین کیونکہ یہ لوگ اِن لوگون کی بہادری سے بخوبی آگاہ ہین اور سن چکے ہین ہر مرتبہ سو دو سو مر کر گرتے ہین ہزارون خاک پر تڑپ رہے

ہین مثل مرغ نیم بسمل لوٹ رہے ہین ایک تلاطم برپا ہی صداے ہو حق بلند ہی بزن وبکش کی
صدا بلند ہی چقا چاق خنجر نکل رہی ہی کسی مقام پر تلوار چل رہی ہی اُسکی جھنکار بلند ہی شپاشپ
کی صدا آرہی ہی صداے سمہاے مرکبان سے زمین ہل رہی ہی ایک قیامت برپا ہی وہ مقام
تپک آہنگران معلوم ہوتا ہی گھٹاے سپران اُمٹی ہوئی ہی اُسمین برق شمشیر کوندرہی ہی مینھ
سپرون کا برس رہا ہی دریاے خون جاری ہی اُن سب پر پھر اس طاری ہی ہنگامہ رستخیز برپا ہی
ایسی تلوار شب کو کبھی نہین چلی جیسی اسوقت چل رہی ہی سب اپنے اپنے مقام پر بے خوف
غافل سو رہے تھے کسی کو کیا خبر کہ یہ آفت شہر مین شب کو برپا ہوگی یہ شور وغل جو برپا ہوا ہر
ایک اپنے مکان مین بیدار ہوا مگر صدا کان مین آرہی ہی خاموش سب بیٹھے ہوے سن
رہے ہین کوئی گھر سے نہین نکلتا ہی راوی بیان کرتا ہی کہ جب یہ ہنگامہ برپا ہوا اور دو سوار
لڑنے لگے اور قتل ہونے لگے نخوت در زندان پر بیٹھا ہوا تھا اُسنے جو یہ شور سُنا کان
کھڑے کیے سر اُٹھا کر دیکھا کیا دیکھتا ہی کہ میرے سوارون سے جو کہ پہرے پر ہین اور ایک
نقابدار سے مقابلہ ہو رہا ہی وہ نقابدار لڑتا ہوا اُنکو قتل کرتا ہوا ادھر کو آتا ہی اُسکے عقب
مین اور بہت سے نقابدار ہین سب کا رُخ ادھر کو ہی یہ دیکھ رہا تھا اور قصد کیا تھا کہ اُٹھکر
اِسکو روکون کہ چند سوارون نے آکر کہا ای سردار غضب ہوگیا کہ کوئی سردار یا عزیز اس جوان
کا جو کہ قید ہی لشکر خدا پرستان کا اسکے قید ہونے کی خبر پاکر اور سپاہ اپنے ہمراہ لیکر آپڑا ہی ہم سبکو
قتل کر رہا ہی دیکھیے وہ سامنے لڑ رہا ہی ذرا چلکر روکیے ہمارے روکے نہین رکتا ہی افسر
اُسنے آتے ہی آفت برپا کر دی ہزارون کو قتل کیا نخوت نے کہا کچھ معلوم ہوا کہ کون ہی اُن
نے جواب دیا کہ دریافت کس سے کرین ہم تو غافل تھے وہ آپڑا مگر ہان یہ اُس سے ثابت
ہوا الغرہ کرنے سے کہ خدا پرست ہی اور ملک قاسم نام ہی نخوت نے کہا کہ معلوم ہوا یہ جوان
خدا پرست جو کہ اسیر ہی اُسکا فرزند ہی کیونکہ مین نے اخبار مین دیکھا تھا واقعی بڑا بہادر ہی بلا
زبردست ہی پرچۂ اخبار مین دیکھا تھا کہ اِس جوان یعنی قاسم نے سات برس کے سن مین کوئی
طلسم تھا کہ اُسکا نام طلسم افراسیابی تھا فتح کیا ایک پہلوان ترک توش یلطاقی تھا اُسکا اٹھارہ
دن تعاقب کر کے بارگاہ کیخسرو مین قتل کیا اُسکی قضا اسکو یہان لائی ہی میرے ہاتھ سے

مارا جائیگا اُنھون نے عرض کیا کہ پھر تشریف لے چلیے دیکھیے وہ تو آفت برپا کر رہا ہی یہ سُنکے نخوت
اپنے دنگل پر سے بل کرکے اُٹھا اور جھوم کر چلا داروغۂ زندان خانہ بھی یہ خبر سُنکے اپنے مقام سے
چلا اسکے عقب مین نخوت نے پلٹ کر ایک سوار سے کہا کہ تو جا کر چھاونی مین اس حال کی خبر
کر اور کوتوال شہر کو آگاہ کر مین جا کر اس جوان کو قتل کرتا ہون وہ لوگ آکر اسکے ہمراہیون سے
لڑین اور سب کو قتل کرین یہ سُنکے وہ سوار تو اُدھر گیا اپنے کو سب کے ہاتھ سے بچا کر نکل گیا
اِدھر نخوت جست کرکے مقابلے مین دیوانے کے پہونچا پکارا کہ او نقابدار مفلوک پرورگا
یہ کون سی نامردی ہی کہ ہم سب کو غافل پاکر بوقت شب آکر گھیرا ہی اگر یہی امر منظور تھا اور بہادر
تھا تو وقت سحر جب یہ جوان زیر تیغ بٹھایا جاتا اُسوقت آکر بادشاہ کے سامنے رہا کر لیجاتا
تو تیرا نام ہوتا نقابدار نے جواب دیا کہ تو کون ہی ہمارا اتالیق ہی جو ہمکو تعلیم کرتا ہی جو ہمارا جی چاہا
ہمنے کیا تو جس قصد سے آیا ہی اپنا کام کر یہ ہمارے رزم کی جائے ہی یہ سُنتا تھا نخوت نے جواب دیا
کہ تو بڑا مغرور معلوم ہوتا ہی تو میرے ہاتھ سے مارا جائیگا کیا اب تو زندہ بھی بچکر جا سکتا ہی نقابدار
نے کہا یا تو میرے ہاتھ سے مارا جائیگا یا مین تیرے ہاتھ سے قتل ہونگا یہ صدا جو نخوت نے
سُنی کچھ کانون کو آشنا معلوم ہوئی حیران ہوا کہ یہ آواز مین نے سُنی ہی خیال کرنے لگا فورًا
خیال آیا کہ یہ صدا تو بادشاہ کے بھانجے تجبر دیوانہ کی مشابہ ہی کیا یہ وہی دیوانہ ہی پھر خیال ہوا
کہ اُسکو کیا ایسی ضرورت ہی جو وہ آکر ہمکو قتل کریگا اور ماموں سے دشمنی پیدا کریگا معلوم یہ
ہوتا ہی کہ اُس خداپرست کی آواز مثل اُسکی آواز کے ہی اکثر ایسا ہوتا ہی کہ ایک صورت کے
دو انسان ہوتے ہین سرمو فرق نہین ہوتا ہی پس آواز مشابہ ہونا کوئی عجب کی بات نہین ہی
یہ خیال کرکے کہا کہ او نقابدار تو نہ مانیگا دیکھ مین تجھکو سزا دیتا ہون یہ کہکر نیزہ کا وار کیا مگر
نقابدار نے نیزے کو پکڑ لیا اور جھٹکا دیکر چھین لیا اور وہی نیزہ لیکر اب جو سینے پر مارا تمام
سنان نیزہ پار تھی اُسی نیزے پر اُٹھا کر زمین پر مارا اور مرکب اُسپر دوڑا دیا کہ اُسکے اُستخوان
سرمہ سا ہوگئے داروغۂ زندان نے جو یہ حال دیکھا جست کرکے آیا تلوار کا وار کیا نقابدار
نے خالی دیکر اب جو ہاتھ مارا مثل خیار تر کے دو ٹکڑے کیے اِن دونون کا مرنا تھا اور زیادہ
ہلچل مچگئی اب تو سب بھاگنے لگے اِدھر نقابدار کے ہمراہیون نے قیامت برپا کردی سکو

گھیر کر مار لیا کچھ سوار اپنی جان بچا کر بھاگ کھڑے ہوے راوی بیان کرتا ہو کہ دس ہزار سوار تھے
انمین سے پانچ ہزار کام آئے اور پانچ ہزار بھاگ گئے طرف چھاونی کے اس خیال سے کہ جلکر
اہل لشکر کو اس حال سے آگاہ کرین پس اب جو دیوانے نے میدان کو سواے لاشون کے
خالی پایا مرکب پر سے اُترا در زندان کے قفل کو توڑا اپنے ہمراہیون سے کہا کہ تم لوگ گرد
اس زندان خانے کے حلقہ کر لو اگر کوئی آئے اُس سے لڑنا مین اُس جوان کو اندر سے رہا
کر کے لاتا ہون اُسکے بعد اپنے قلعے کو چلونگا اُن سب نے بموجب حکم حلقہ کر لیا اُسنے قفل
توڑا زنجیر کھولکر اندر کو چلا راوی بیان کرتا ہو کہ علمشاہ ایسے یاد مین ملکہ آہو چشم کی محو تھے
کہ انکو اس معرکے کی خبر بھی نہ تھی کہ بیرون زندان کیا ہو رہا ہو لب پر کبھی آہ تھی کبھی شکوہ فلک
تھا گاہ شکایت تقدیر سامنے تصویر ملکہ پھر رہی ہو زندان مین تاریکی اسقدر تھی کہ ہاتھ کو ہاتھ
نہین دکھائی دیتا تھا یہ ہمیشہ رفیقون اور روشنی مین بیٹھنے والے اب تاریکی اور تنہائی ہو
کہ نہ کوئی ہمدم نہ مونس و غمگسار اسیر تاریکی بلبل روح قفس جسم مین تڑپ رہی تھی بار بار یہ شعر
پڑھتے تھے شعر اس پھڑکنے پہ مرے تو نہ خفا ہو صیاد ✤ قفس تنگ ہو اور تازہ گرفتاری ہو ✤
کبھی شب غم دشت فرقت کو مخاطب کر کے یہ شعر پڑھتے تھے شعر شاید رہنا تو تو ای شب غم ✤
جھپکی نہین آنکھ مصحفی کی ✤ گاہ یاد آہو چشم مین اور اپنی بیکسی و تنہائی کو خیال کر کے اور ملکہ کی
وفا کو خیال کر کے یہ چند شعر زبان پر لاتے تھے غضب یہ تھا کہ نیند شب تاریک و تنہائی مین
نہ آتی تھی اپنے نزدیک صبا کو مخاطب کر کے یہ اشعار اپنی زبان سے جاری کرتے تھے اشعار

گاہے سر راہ یار رو رو
لیجا تو یہ غمزدہ کا پیغام
جس دم سے ہوئی تری جدائی
آوارہ ہون تیری آرزو مین
بے گھر مین ہوا ہون اپنے گھر سے
رحم آر کہ بندۂ خدائیم

دیتا تھا پیام یہ صبا کو
ای چشم و چراغ جان عاشق
دیوانے پہ تیرے آفت آئی
گھر بار تمام مجھسے چھوٹا
بیزار ہون مادر و پدر سے

ای باد صبا مرے دل آرام
ای نو گل بوستان عاشق
کھویا سا گیا ہون جستجو مین
اندوہ نے تیرے مجھکو لوٹا
ہرچند کہ قابل جفائیم

کبھی علمشاہ گھبراتے تھے اور ملکہ کی الفت و محبت
پہلو کرتے تھے اور یہ شعر پڑھتے تھے شعر نہ قاصدے نہ صبا ہے نہ مرغ نامہ برے ✤ کسے زیکی

ملتے بر دخبر ے ٭ گاہ یہ خیال ہوتا تھا کہ نہ معلوم اسکا میری جدائی مین کیا حال ہوگا کیونکر گذری ہوگی وہ باز نہ معلوم اسکو کدھر لیگیا نہ معلوم اسکو نوچکر کھا گیا ہاے کس بیکسی اور ناچاری سے دم نکلا ہوگا اگر وہ باز صحرائی تھا تو ضرور اذیت دی ہوگی ورنہ جیسا تیرا خیال ہو کہ باز سحر تھا تو جسکا وہ باز تھا اُسکے پاس لیگیا ہوگا نہ معلوم وہ کسطور سے پیش آیا افسوس آہو چشم نے میری الفت و محبت مین اپنی جان مفت دی اور ہمسے کچھ نہ ہوسکا یہ خیال کرکے اشک آنکھون مین بھر لائے اور اپنے دل کو مخاطب کرکے یہ اشعار پڑھنے لگے اشعار کہون کیا جو گذرتے ہین دل پر الم غم دل کی کسیکو خبر ہی نہین ٭ مرا ہجر ہین جسکے یہ حال ہوا اُسے حال پہ میرے نظر ہی نہین ٭ نہ تو آتی ہو نیند کہ سو ہی رہون نہ انیس ہو کوئی کہ بات کرون ٭ شب ہجر کی کس سے درازی کہون یہ وہ شب ہو کہ جسکی سحر ہی نہین ٭ گاہ اپنی تنہائی و بیکسی اور ملکہ کی باتین یاد کرکے روتے تھے اور سر کو حلقۂ زنجیر سے ٹپکتے تھے اور کہتے تھے کہ اے خالق اکبر ملک الموت کو حکم فرما کہ وہ میری روح کو آکر قبض کرلین مجھسے یہ صدمے نہین اُٹھ سکتے ہین کس کس باتون کا غم کرون لشکر سے جدائی کا صدمہ کرون یا عزیزون سے جدا ہونے کا رنج کرون یا آہو چشم کی باتون کو یاد کرون وہ اُسکا ہر منزل پر راحت دینا میری ہمراہی سے نہ جانا اپنے یگانون سے جدا ہونا آبرو کا خیال نہ کرنا کیا کیا یاد کرون یا اس امر کا رنج کرون کہ یہ تاریکی جو تاریکی قبر سے بدتر ہو نہ یہان ہمدم ہو نہ مونس ہو کہ جس سے اپنا حال کہون الٰہی کس بلا مین مبتلا ہوا ہون میرے حال پر رحم کر بس بیقرار ہوکر یہ چند شعر غزل کے بحالت تنہائی پڑھنے لگے غزل

اتنا سلوک ہمسے تو اے روزگار کر ٭ لے آ عدو کے پاس سے اُسکو ابھار کر
حسرت بھری نگاہون سے پھر اُسکو دیکھلون ٭ اے موت اتنی دیر تو اور انتظار کر
اے چرخ جسطرح ہو عدو اُس سے ہم بغل ٭ اُسکے گلے کا یون ہی مجھے بھی تو ہار کر
اِس عشق کی بلا مین تو اے دل پھنسا چکا ٭ کچھ اور رگل کھلانے ہین اب اُبھار کر
وہ مرگیا اُٹھاتا تھا نالون سے جو فلک ٭ کہدے قضا یہ اُسکی گلی مین پکار کر
کتنا ہو جوش عشق یہ اک دل ہو مال کیا ٭ سو دل جو پاس ہون تو سبھون کو نثار کر

بکھیلا ہے اب تڑپ نہ بس اے دل قرار لے ۔ پہونچینگے اس تک اتنی ہی شب بھر گذار کر

ناگاہ علمشاہ ناچار ہوکر اندھیرے سے گھبراکر خداوند کریم سے یہ دعا کرتے تھے کہ اے کریم کارساز و اے رب بے نیاز تو مسبب الاسباب ہے کوئی سبب ایسا پیدا کردے کہ یا تو نجات ہوجائے اس قید سے یا جلدی رات تمام ہو اور سحر قتل ظاہر ہو تاکہ میرا سر تن سے جدا کیا جائے مین اس آفت سے نجات پاؤن اب تو یہ تکلیف نہین اٹھ سکتی ہے تو بڑا کریم ہے اور اپنے بندون کا ہر امر مین کفیل ہے تو رحم کر یہ دعا کرتے تھے اور چند شعر پڑھتے تھے شعر

اے کارکشاے بستہ کاران ۔ مقصود وہ امید واران

ہم راقم کائنات ہے تو ۔ ہے کعبہ و دیر مین ترا شور

تو ہی ہے دواے دردمندان ۔ تو ہی ہے انیس مستمندان

اے دستگیر صد نکات ہے تو ۔ مدد ان ضعیف کو ترا زور

یہ دعا کر رہے تھے اور سر زانوے غم پر رکھا ہوا تھا کہ یکایک کان مین آواز دروازہ وا ہونے کی آئی یہ خیال ہوا کہ لوگ تیرے لینے کو آئے ہین [illegible] سر اٹھایا طرف در کے دیکھا چونکہ تاریکی از حد تھی پتہ نہ دکھائی دیا کہ دروازہ کسنے کھولا اور کون اندر آیا ادھر دیوانے نے جو تاریکی پائی آواز دی کہ روشنی بہت جلد لاؤ یہان اندھیرا بہت ہے یہ کہنا تھا کہ ایک سوار روشنی لیکر اندر آیا اب جو روشنی آئی وہ تاریکی برطرف ہوئی دیوانے نے دیکھا کہ ایک جوان مثل آفتاب کے چہرہ روشن لباس فاخرہ پہنے ہوے مگر سب خون مین آلود طوق و زنجیر سے مسلسل سر برہنہ اور خاک پر بیٹھا ہوا ہے دیکھتے ہی اسکے دل مین محبت پیدا ہوگئی ادھر علمشاہ نے دیکھا کہ ایک نقابدار مسلح و مکمل دروازہ کھولکر اندر آیا روشنی ہمراہ ہے انھون نے اسکو دیکھا کہ زنجیر مین حرکت پیدا ہوئی کھڑکھڑاہٹ کی صدا آئی اب دیوانہ علمشاہ کی طرف چلا قریب کھڑا ہوا اور پکارا کہ اے جوان گھبرا نہین مین تمھارا دوست ہون تمکو رہا کرنے آیا ہون سب پاسبانونکو تہ تیغ کیا اب کوئی خوف نہین ہے اٹھو میرے ہمراہ چلو بڑی محنت و مشقت سے یہان آکر پہونچا ہون مین آپ کو اپنے مکان پر لے چلونگا مجھکو آپ سے بہت ضروری کام ہے علمشاہ نے اسکی طرف دیکھکر فرمایا کہ مجھکو مرنے سے کوئی خوف نہین

زمین ڈرتا ہون موت کو حیات جانتا ہون موت سے ڈرنا کیا ای نقابدار مجبور اس امر
سے ہو گیا کہ بسبب کثرت زخم کے اور از روے بلوے کے اسیر کر لیا ورنہ یہ بھی ممکن تھا کہ
کوئی مجھکو اسیر کرتا خیر ابچہ گذشت گذشت یہ جو تمنے کہا کہ مجھکو آپ سے بڑی ضرورت ہو ای بھائی
مین اس لایق کب ہون کہ کسی کی ضرورت کو بر لاؤن ایک غریب بیکس وطن آوارہ اور
بے دست و پا یہ صرف آپ کی مہربانی ہو کہ آپ نے میری رہائی کی کوشش کی اسکی جزاے
خیر آپ کو خداوند کریم دیگا اب اپنے نام نامی و اسم گرامی اور اپنی حالت سے و نیز اُس ضرورت
سے آگاہ فرمایے کہ جس ضرورت کے سبب سے آپ نے اتنی بڑی کوشش فرمائی کہ میری رہائی
کے لیے یہان تشریف لائے کسیکا خوف نہ کیا دیو اسنے جواب دیا کہ ای آقاے من
آپ میرے ہمراہ یہان سے تشریف لے چلین کیونکہ یہان زیادہ موقع ٹھہرنے کا نہین ہی
ایسا نہ ہو کہ یہ خبر مشہور ہو جائے اور لشکر آ جائے تو بڑی خرابی ہو اور پھر بڑی دقت سے
نکلنا ہو ساری میری محنت برباد ہو مین اپنا حال اپنے مکان پر چلکر عرض کرونگا اور اپنا
درد دل بیان کرونگا یہان نہین عرض کر سکتا ہون علمشاہ نے فرمایا کہ ای بھائی مین کیونکر
اتنا بڑا احسان تمھارا لون جبتک کہ مین اُس حال سے آگاہ نہ ہو لون کہ جسکے لیے تمنے
زحمت گوارا کی ہو آیا مین اُسکو پورا بھی کر سکتا ہون میرے احاطۂ امکان سے باہر تو نہین
ہو کیونکہ اگر باہر ہو تو تمھارا احسان بھی ہو اور تم محروم رہ جاؤ اُسمین اپنے دل مین مجھکو بُرا
بھلا کہوگے اُسنے جواب دیا کہ میری یہ بھی مجال ہو کہ آپ کو بُرا بھلا کہون اور وہ کام آپ سے
اجرا ہوگا اور ضرور آپ اُسکو اجرا فرمائینگے کون ایسی مشکل ہو جسکو آپ حل نہین فرما سکتے
ہین یہ کہکر وہ قدم پر گرنے لگا اور عرض کرنے لگا کہ یہ سوہن آہن تراش حاضر ہی اس سے
قید کو رفع فرمایئے اور تشریف لے چلیے علمشاہ نے اسکو سینے سے لگایا اور فرمایا کہ
مین مجبور ہون کہ تم اسطور سے کہتے ہو اور مجھکو تمھاری محنت و مشقت کا بہت خیال ہی لہذا
سوہن کی کوئی ضرورت نہین ہی جب قید کے رفع ہونے کا وقت آتا ہی اور رہائی کا زمانہ
ہوتا ہی تو قید خود رفع ہو جاتی ہی یہ فرماکر اور نعرہ زور مین آکر اب چرخ جو مارا قید کو مثل
تار عنکبوت کے توڑ کر پھینکدیا باوجودیکہ بیرون خون سر سے بہ گیا تھا زخم سر اسی طور سے کھلے

ہوسے تھے مگر واہ ری طاقت و قوت کہ چار سوسن کی قید کو توڑ کر پھینکدیا یہ واقعہ دیکھکر وہ دیوانہ
دنگ ہوگیا اور دل مین بہت تعریف کی دوڑکر قدمون پر گرا بوسے لینے لگا علمشاہ نے گلے
سے لگایا اُسنے ہاتھ چوسے عرض کی کہ جیسا مین آپ لوگون کے زور و طاقت کی تعریف سُنتا
تھا اُس سے زیادہ پایا بسم اللہ تشریف لے چلیے علمشاہ اُٹھ کھڑے ہوے کہ دیوانہ علمشاہ
کو ہمراہ لیکر چلا اِسنے عرض کیا کہ جلدی تشریف لے چلیے ایسا نہ ہو کہ کوئی آجائے فرمایا کہ تم خوف
کیون کرتے ہو اگر اب کوئی تمھاری طرف بنگاہ کج دیکھیگا تو سزا پائیگا یا جو کوئی آئیگا وہ مارا
جائیگا مجبوری اُسوقت تک تھی کہ جبتک مین اسیر تھا اب اگر لاکھ بھی ہون جبتک میرے
دم مین دم ہی تمنے کوئی آنکھ نہین ملا سکتا ہی یہ تو اس قسم کی باتین کرتے ہوے اُسکے ہمراہ
تشریف لاتے ہین وہ اِنکی باتون کو سُنکے اپنے دل مین عش عش کرتا ہی اور تعریف کر رہا ہی اور
کہتا ہی کہ یہ لوگ واقعی بڑے بہادر ہین یہ تو بیرون زندان آتے ہین یہان بیرون زندان
سب ہمراہی دیوانے کے کھڑے ہین اپنے مالک کا انتظار کر رہے ہین اُدھر وہ سوار
کہ جسکو نخوت نے اِس غرض سے بھیجا تھا کہ جاکر کوتوال کو خبر کرو کہ وہ مع اپنے پیادون کے
آئے اور اہل لشکر کو اِس حال سے آگاہ کرو وہ مرکب پر سوار چلا جاتا تھا اُدھر سے کوتوال
مع اپنے پیادون کے روند پھرتا ہوا اور صدا سے حاضر باش و ناظر باش دیتا ہوا چلا آتا
تھا اور شہر کی گشت کر کے کہ کوتوال کے سم مرکب کی صدا کان مین آئی اِسنے جو خیال کیا تو
معلوم ہوا کہ کوئی اُس طرف سے آتا ہی کہ جدھر قید خانہ ہی اِسنے ڈانٹ کر آواز دی کہ
اِسوقت کون مرکب پر سوار آتا ہی یہ وقت کونسا گھر سے نکلنے کا نکالا ہی اُس سوار نے
کوتوال کی آواز کو پہچان کر کہا کہ مین ہون اور اپنا نام بتایا اور کہا کہ کوتوال صاحب ذرا
ٹھہر جائیے مجھکو کچھ عرض کرنا ہی مین تو آپ ہی کے پاس جاتا تھا کوتوال نے جو اُسکا نام سُنا
اور معلوم ہوا کہ یہ وہ سوار ہی جو براے حفاظت قیدی مقرر ہوے ہین ٹھہر گیا اس وجہ
سے کہ نہ معلوم کس کام کے لیے میرے پاس جاتا تھا راوی کہتا ہی کہ اب کوتوال روند
پھر کر کوتوالی کو جاتا تھا جو اِس سے سامنا ہوا بس کوتوال اُسی مقام پر مع اپنے پیادون
کے ٹھہر گیا اِدھر سے یہ مرکب کو بڑھا کر قریب کوتوال آیا سلام کیا کوتوال نے جو اُسکو دیکھا

تو بدحواس پایا پوچھا کہ تم کس ضرورت سے میرے پاس جاتے تھے خیر بیت تو ہی تم تو اسوقت
بدحواس معلوم ہوتے ہو اُسنے کہا کہ آپ کے پاس ہمارے افسر اعلیٰ نخوت شیر صورت
نے بھیجا ہی کہ اُسنے کہا اگر میری کمک کرین لہذا اس ضرورت سے مین آپ کی خدمت مین جاتا
تھا اب آپ تشریف لیجائیے مین چھاؤنی کو جاتا ہون تاکہ اہل لشکر کو خبر کر دون وہ لوگ
ابھی آکر ان سب کو اسیر کر لین عرصہ نہ فرمائیے ایسا نہ ہو کہ وہ مار کوٹ کر نکلجائین تو پھر بڑی
خرابی ہو اور بادشاہ کا عتاب نازل ہو کوتوال یہ سُنکے فوراً مع پیادون کے قید خانے کی
طرف روانہ ہوا اُس سوار نے جا کر چھاؤنی مین سب افسرون و اہل لشکر کو اس حال سے
آگاہ کیا سب سو رہے تھے یہ خبر پا کر اُٹھے مگر بدحواس گھبراہٹ سے کمر بندی ہونے لگی کہ کوئی
بجاے زیر جامے کے انگرکھا پاؤن مین پہننے لگا کوئی بجاے کرتے کے زیر جامہ گلے
مین پہننے لگا کوئی بجاے سپر کے تکیہ اُٹھا کر پشت پر لگانے لگا کوئی بجاے تیغے کے
ترکش کمر مین لگانے لگا سب بسبب نیند کے بدحواس تھے دوسری جلدی یہ تھی کہ کسی
طور سے جلد پہونچ جائین کسی کے پہلو مین رنڈی سو رہی تھی اب جو اُٹھی اور سب سامان
سے درست ہوے اُسکی چوٹی جو نظر آئی خیال کیا کہ کوڑا پڑا ہی پکڑ کر کھینچنے لگے وہ سوتے
مین سے چیخ مار کر اوئی کہکر اُٹھ بیٹھی اُنھون نے خفیف ہو کر چھوڑ دی وہ بولی کہ خداوند
غارت کرین مین ڈر بھی گئی ہا نھون کلیجہ اُچھلنے لگا سامری کرے وہی ہاتھ ٹوٹین کہ جن
ہاتھون سے میری چوٹی پکڑی وہ بولا کہ بی بی معاف کرنا مجھکو کچھ نیند مین نہ دکھائی دیا
اُسنے کہا لو اور سنو موا اندھا ہو گیا ہی آنکھین پھوٹ گئی ہین یہ کہکر جل کڑھی ہوئی یہان تو
کمر بندی ہو رہی ہی ہر ایک فکر کر رہا ہی کہ جلدی پہونچین وہان کوتوال صاحب اُسوقت پہونچے
کہ جب سب کا خاتمہ ہو گیا کوئی نہ باقی رہا جو باقی رہے تھے وہ بھاگ گئے اب سواے ہمراہیان
دیوانے کے کوئی نہ تھا وہ سب مسلح و مکمل کھڑے ہوے تھے دیوانہ اندر تھا کہ کوتوال آکر پہونچا
دیکھا کہ لڑائی ہی نہ معرکہ ہی مگر لاشین بہت سی پڑی ہین اور بہت سے لوگ گرد قید خانہ کھڑے
ہین کوتوال نے بڑھکر آواز دی کہ ای نخوت شیر صورت گھبرائیے مین آپہونچا ہون ہان
ہاں لو ان سب لوگون کو یہ جانے نہ پائین اُنھون نے یہ بھی خوف نہ کیا کہ یہ قیدی شاہی ہی

اور یہ شہر عنطاقیہ ہی بلاخوف وخطر چلے آئے اب یہ بچکر جاتے کہان ہین وہان تو وہ پہلے ہی راہی
عدم ہوچکے ساری نخوت انکی انکے برے مقام سے نکلگئی مالک نے انکو ٹری آؤ بھگت سے
داخل جہنم کر دیا کون جواب دیتا یہ لوگ خاموش کھڑے سُنا کیے پھر کوتوال نے پُکار کر کہا کہ ہی
بھائی نخوت خاموش کھڑے ہو جواب نہین دیتے ہو کیا وہ لوگ بھاگ گئے یہ کہتا تھا کہ
انہین سے ایک پکارا کہ کیا بک بک کرتا ہی کیسی نخوت اور کیسے وہ لوگ دیکھ وہ نخوت
خاک پر مرے پڑے ہین اور اُنکے ہمراہی سب فرار کر گئے کیون تیری بھی قضا آئی ہی بس
اپنی خیریت اگر چاہتا ہی تو سیدھا چلا جا ورنہ مثل نخوت کے تو بھی مارا جائیگا ادھر نہ آنا اب
یہان ہمارا بندوبست ہی یہ سُننا تھا کہ اسکو غصہ آگیا اور پکارا کہ ہائین یہ کونسی تقریر ہی اب
معلوم ہوا کہ تم وہی لوگ ہو جو کہ قیدی کے رہا کرنے کو آئے اور نخوت کو تم سب نے ملکر
قتل کیا خیر میرے ہاتھ سے بچکر کہان جاتے ہو یہ کہکر اور تلوار لیکر چلا اور پیادون سے کہا
کہ مار لو ان سب کو پیادے بھی تلوارین لیکر چلے یہ لوگ تو آمادہ کھڑے تھے غٹ پٹ ہو گئے
پھر تلوار چلنے لگی کہ اسی اثنا مین دیوانہ مع علمشاہ کے باہر آیا یہان آکر دیکھا کہ تلوار چل رہی ہے
دریافت جو کیا تو معلوم ہوا کہ کوتوال مع پیادون کے آگیا اُس سے مقابلہ شروع ہو گیا
علمشاہ نے دیوانے کی طرف دیکھکر فرمایا کہ بالکل خوف نہ کرو یہ فرما کر فرمایا کہ مرکب اگر کوئی ہو
تو لاؤ وہان ہزارون مرکب اُن سوارون کے مارے مارے پھر رہے تھے جو کہ مارے گئے تھے
فورًا ایک مرکب حاضر کیا علمشاہ مرکب پر سوار ہوے ایک تلوار اُٹھالی اسی حالت زخمداری
مین تلوار علم کرکے پیادون پر جا پڑے وہ دیوانہ بھی لڑنے لگا اِنکا حملہ کرنا تھا ایک ہی حملے
مین بھاگ کھڑے ہوے کوتوال کچھ اٹکا تھا کہ وہ بھی ہاتھ سے علمشاہ کے مجروح ہوا بھاگا
اِن سب کا بھاگنا تھا کہ دیوانے نے اپنے ہمراہیون کو آواز دی کہ بھائیو آؤ اپنے مقام کو
چلو حریف بھاگ گئے مگر ایک کام کرنا کہ اپنے کشتون کے لاشے لیتے آنا یہان کوئی لاش
نہ رہے یہ سُننا تھا کہ اُن سب نے فورًا اُن لاشون مین سے اپنے کشتون کے لاشونکو
اُٹھا لیا اور مرکب پر ڈال لیا مگر چونکہ رات کا وقت تھا دوسرے جلدی تھی انمین چار پانچ
لاشین رہگئین اول تو دیوانے کے ہمراہی بہت کم کام آئے تھے قریب چار یا پانچسوکے